فہرست مضامین نور محمدی بہشتی زیور حصہ دوم مکمل و مدلل

بہشتی زیور کا دوسرا حصہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نجاست کے پاک کرنے کا بیان

باب اول

نا پاکی ۱۲

مسئلہ ۱ ۔ نجاست کی دو قسمیں ہیں ۔ ایک وہ جس کی نجاست زیادہ سخت ہے تھوڑی سی لگ جائے تب بھی دھونے کا حکم ہے اس کو نجاست غلیظہ کہتے ہیں ۔ دوسری وہ جس کی نجاست ذرا کم اور ہلکی ہے اس کو نجاست خفیفہ کہتے ہیں **مسئلہ ۲** خون اور آدمی کا پاخانہ، پیشاب اور منی اور شراب اور کتے اور بلی کا پاخانہ پیشاب اور سور کا گوشت اور اُس کے بال و ہڈی وغیرہ اُس کی ساری چیزیں اور گھوڑے گدھے خچر کی لید اور گائے بیل، بھینس وغیرہ کا گوبر، اور بکری، بھیڑ کی مینگنی غرضکہ سب جانوروں کا پاخانہ اور مرغی، بطخ اور مرغابی کی بیٹ اور گدھے خچر اور سب حرام جانوروں کا پیشاب یہ سب چیزیں نجاست غلیظہ ہیں **مسئلہ ۳** چھوٹے دودھ پیتے بچہ کا پیشاب، پاخانہ بھی نجاست غلیظہ ہے **مسئلہ ۴** حرام پرندوں کی بیٹ اور حلال جانوروں کا پیشاب جیسے بکری۔ گائے۔ بھینس وغیرہ اور گھوڑے کا پیشاب نجاست خفیفہ ہے **مسئلہ ۵** مرغی بطخ۔ مرغابی کے سوا اور حلال پرندوں کی بیٹ پاک ہے۔ جیسے کبوتر۔ گوریا۔ یعنی چڑیا۔ مینا وغیرہ اور چمگادڑ کا پیشاب اور بیٹ بھی پاک ہے **مسئلہ ۶** نجاست غلیظہ میں سے اگر پتلی اور بہنے والی چیز کپڑے یا بدن میں لگ جاوے تو اگر پھیلاؤ میں روپے کے برابر یا اس سے کم ہو تو معاف ہے۔ بے اس کے دھوئے اگر نماز پڑھ لیوے تو نماز ہو جاوے گی۔ لیکن نہ دھونا اور اسی طرح نماز پڑھتے رہنا مکروہ اور بُرا ہے اور اگر روپے سے زیادہ ہو تو وہ معاف نہیں بے اس کے دھوئے نماز نہ ہوگی اور اگر نجاست غلیظہ میں سے گاڑھی چیز لگ جاوے۔ جیسے پاخانہ اور مرغی وغیرہ کی بیٹ، تو اگر وزن میں ساڑھے چار ماشہ یا اس سے کم ہو تو بے دھوئے ہوئے نماز درست ہے اور اگر اس سے زیادہ لگ جاوے تو بے دھوئے ہوئے نماز درست نہیں ہے۔

حم۔ لیس بنجس ۱۲ اور د المختار ص۲۹۴ و بحر ص۲۳۰ ج۱ ف۷ وعفی قدر الدرہم وزنا فی المتجسدة وہو عشرون قیراطا و مساحة فی المائعة وہو قدر مقعر الکف داخل مفاصل الاصابع من النجاسة المغلظة۔ فلا یعفی عنہا اذا زادت علی الدرہم مع القدرة علی الازالة ۱۲ مراقی ص۲۶

ف۱ تنقسم النجاسة الحقیقیة الی قسمین احدہا نجاسة غلیظة باعتبار قلت المعفو عنہ منہا والثانی نجاسة خفیفة باعتبار کثرة المعفو عنہ ۱۲ (مراقی ص۲۴) ف۲ فالغلیظة کالخمر والدم المسفوح ولحم المیتة وبول ما لا یؤکل لحمہ کالآدمی ورجیعہا الذئب ونجو الکلب ورجیع السباع من البہائم کالفہد وخرء الدجاج والبط والاوز بنقض الوضوء بخروجہ من بدن الانسان کالدم السائل والمنی والمذی والودی والاستحاضة والحیض والنفاس مراقی الفلاح ص۲۶ و بحر ص۲۳۰ ج۱ ف۳ دیکھو اسی صفحہ کا حاشیہ نمبر ۲ ف۴ الخفیفة فکبول الفرس وکذا بول ما یؤکل لحمہ من النعم الاہلیة والوحشیة کالغنم والغزال وخرء طیر لا یؤکل لحمہا (ص۲۶) ف۵ واما خرء طیر یؤکل ای لحمہ فطاہر الا الدجاج وکذا البط الاہلی والاوز (شرح نقایہ ص۴۵ ج۱) وفی الحاشیہ نمبر ۱ ص۴۵ ان الطیور نوعان نوع لا یذرق فی الہواء ونوع یذرق فی الہواء فالاول کالدجاج والبط فخرءہما نجس واما الثانی فنوعان

ایضا ما یؤکل لحمہ کالحمام والعصفور والعقعق ونحوہا وخرءہا طاہر عندنا (وکذا فی البحر ص۲۳۰) ف۶ بول الخفافیش وخرءہا

مسئلہ ۷ - اگر نجاست[۹۱] خفیفہ کپڑے یا بدن میں لگ جائے تو جس حصّہ میں لگی ہے اگر اس کے چوتھائی سے کم ہو تو معاف ہے اور اگر پورا چوتھائی یا اس سے زیادہ ہو تو معاف نہیں یعنی اگر آستین میں لگی ہے تو آستین کی چوتھائی سے کم ہو، اگر کلی میں لگی ہے تو اُس کی چوتھائی سے کم ہو، اگر دوپٹہ میں لگی ہے تو اُس کی چوتھائی سے کم ہو تب معاف ہے، اسی طرح اگر نجاست خفیفہ ہاتھ میں بھری ہے تو ہاتھ کی چوتھائی سے کم ہو تب معاف ہے ۔ اسی طرح اگر ٹانگ میں لگ جائے تو اس کی چوتھائی سے کم ہو تب معاف ہے غرضکہ جس عضو میں لگے اس کی چوتھائی سے کم ہو، اور اگر پورا چوتھائی ہو تو معاف نہیں اس کا دھونا واجب ہے، یعنی بے دھوئے ہوئے نماز درست نہیں مسئلہ ۸ - نجاست[۹۲] غلیظہ جس پانی میں پڑ جائے تو وہ بھی نجس غلیظ ہو جاتا ہے اور نجاست خفیفہ پڑ جائے تو وہ پانی بھی نجس خفیف ہو جاتا ہے چاہے کم پڑے یا زیادہ مسئلہ ۹ - کپڑے[۹۳] میں نجس تیل لگ گیا، اور ہتھیلی کے گہراؤ یعنی روپے سے کم بھی ہے لیکن وہ ایک دن میں پھیل کر زیادہ ہوگیا تو جب تک ، روپے سے زیادہ نہ ہو معاف ہے اور جب بڑھ گیا تو معاف نہیں، اب اس کا دھونا واجب ہے، بغیر دھوئے ہوئے نماز نہ ہوگی مسئلہ ۱۰ - مچھلی[۹۴] کا خون نجس نہیں ہے اگر لگ جائے تو کچھ حرج نہیں، اسی طرح مکھی کھٹمل، مچھر کا خون بھی نجس نہیں ہے مسئلہ ۱۱ - اگر پیشاب[۹۵] کی چھینٹیں سوئی کی نوک کے برابر پڑ جاویں کہ دیکھنے سے دکھائی نہ دیویں[۹۶] تو اس کا کچھ حرج نہیں دھونا واجب[۹۷] نہیں ہے مسئلہ ۱۲ - اگر دلدار[۹۸] نجاست لگ جاوے جیسے پاخانہ خون تو اتنا دھوئے کہ نجاست چھوٹ جائے اور دھبہ جاتا رہے چاہے جَے دفعہ میں چھوٹے جب نجاست چھٹ جائے گی تو کپڑا پاک ہو جائے گا اور بدن میں لگ گئی ہو تو اس کا بھی یہی حکم ہے - البتہ اگر پہلی ہی دفعہ میں نجاست چھوٹ گئی تو دو مرتبہ دھو لینا بہتر ہے اگر دو مرتبہ میں چھوٹی - تو ایک مرتبہ اور دھوئے، غرضکہ تین بار پورے کر لینا بہتر ہے مسئلہ ۱۳ - اگر ایسی[۹۹] نجاست ہے کہ کئی دفعہ دھونے اور نجاست کے چھوٹ جانے پر بھی بدبو نہیں گئی یا کچھ دھبہ رہ گیا - تب بھی کپڑا پاک ہوگیا صابون وغیرہ لگا کر دھبہ چھوڑانا اور بدبو دور کرنا ضرور نہیں مسئلہ ۱۴ - اور[۱۰۰] اگر پیشاب کے مثل کوئی نجاست لگ گئی جو دلدار نہیں ہے تو تین مرتبہ دھوئے اور ہر مرتبہ نچوڑے اور تیسری مرتبہ اپنی طاقت بھر خوب

ف۹۱ وعفی قدر مادون ربع الثوب الکامل او البدن کلہ علی الصحیح من الخفیفۃ لقیام الربع مقام الکل وقیل ربع الموضع المصاب کالذیل والکم قال فی التحفۃ ہو الاصح وفی الحقائق وعلیہ الفتوی ۱۲ مراقی صـ۲۶ ودر مختار صـ۲۹۶ ج۱

ف۹۲ ثم الخفیفۃ انما تظہر فی غیر الماء ۱۲ در مختار صـ۲۹۷ ج۱ والحاصل ان المائع اذا اصابتہ نجاسۃ خفیفۃ او غلیظۃ وان قلت تنجس ولا یعتبر فیہ ربع ولا درہم نعم تظہر الخفۃ فیما اذا اصاب ہذا المائع ثوبا او بدنا فیعتبر فیہ الربع ۱۲ رد المحتار صـ۲۹۷ ج۱

ف۹۳ لو اصاب ثوبہ دہن نجس اقل من قدر الدرہم ثم انبسط وقت الصلوٰۃ فزاد علی قدر الدرہم قیل یمنع وبہ اخذ الاکثرون کما فی البحر عن السراج وفی المنیۃ وبہ یوخذ وقیل لا یمنع اعتبارا لوقت الاصابۃ ۱۲ رد المحتار صـ۲۹۳ ج۱

ف۹۴ ولیس دم البق والبراغیث بشئ وکذا دم البق والسمک لانہ لیس بدم سائل ۱۲ شرح نقایہ صـ۴۵

ف۹۵ وبول انتضح ای المتبائل ونحوہ مثل رؤس الابر فی شرح الکنز وکذا اذا کان مثل جانبہا الآخر لیس بشئ ۱۲ شرح نقایہ صـ۴۶ ج۱

ف۹۶ دکھائی نہ دیویں سے مطلب یہ ہے کہ بغیر خوب غور سے دیکھے نہ دکھائی پڑے ف۹۷ لیکن طبیعت کی صفائی کا تقاضا ہے کہ دھولے

ف۹۸ ویطہر متنجس سواء کان بدنا او ثوبا او آنیۃ بنجاسۃ ولو غلیظۃ مرئیۃ کدم بزوال عینہا ولو کان بمرۃ ای غسلۃ واحدۃ علی الصحیح ولا یشترط التکرار وعن الفقیہ ابی جعفر یغسل مرتین بعد زوال العین الحاقا لہا بغیر مرئیۃ ۱۲ مراقی صـ۲۶ ف۹۹ یطہر الشئ عن نجس مرئی بزوال عینہ وان بقی اثر یشق زوالہ بالماء بان یحتاج فی اخراجہ الی نحو الصابون والاشنان ۱۲ شرح نقایہ صـ۴۴ ج۱ ف۱۰۰ ویطہر الشئ عن نجس لم یرای لم یکن مرئیا بغسلہ وعصرہ من غیر لیتہ الی ان ینقطع تقاطرہ ثلاثا ان امکن ۱۲ شرح نقایہ صـ۴۱ ج۱

زور سے نچوڑے تب پاک ہوگا۔ تو اگر خوب زور سے نہ نچوڑے گی تو کپڑا پاک نہ ہوگا۔ مسئلہ ۱۵ اگر نجاست[ف۱] ایسی چیز میں لگی ہے جس کو نچوڑ نہیں سکتی۔ جیسے تخت چٹائی، زیور، مٹی، یا چینی وغیرہ کے برتن، بوتل، جوتہ وغیرہ تو اس کے پاک کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ ایک دفعہ دھو کر ٹھہر جاوے جب پانی ٹپکنا بند ہو جاوے پھر دھوئے پھر جب پانی ٹپکنا موقوف ہو تب پھر دھوئے۔ اسی طرح تین دفعہ دھوئے تو وہ چیز پاک ہو جاوے گی مسئلہ ۱۶ پانی[ف۲] کی طرح جو چیز پتلی اور پاک ہو اس سے بھی نجاست کا دھونا درست ہے تو اگر کوئی گلاب یا عرق گاؤزبان یا اور کسی عرق سے یا سرکہ سے دھوے تو بھی چیز پاک ہو جائے گی۔ لیکن گھی اور تیل اور دودھ وغیرہ کسی ایسی چیز سے دھونا درست نہیں جس میں چکنائی ہو، وہ چیز ناپاک رہے گی مسئلہ ۱۷ بدن[ف۳] میں یا کپڑے میں منی لگ کر سوکھ گئی تو کھرچ کر خوب مل ڈالنے سے پاک ہو جاوے گا اور اگر ابھی سوکھی نہ ہو تو فقط دھونے سے پاک ہوگا۔ لیکن اگر کسی نے پیشاب کر کے استنجا نہیں کیا تھا ایسے وقت منی نکلی تو وہ ملنے سے پاک نہ ہوگی اس کو دھونا چاہیئے مسئلہ ۱۸ جوتے[ف۴] اور چمڑے کے موزے میں اگر دلدار نجاست لگ کر سوکھ جاوے جیسے گوبر، پاخانہ، خون، منی وغیرہ تو زمین پر خوب گھس کر نجاست چھوڑا ڈالنے سے پاک ہو جاتا ہے ایسے ہی کھرچ ڈالنے سے بھی پاک ہو جاتا ہے۔ اور اگر سوکھی نہ ہو تب بھی اگر اتنا رگڑ ڈالے اور گھس دیوے کہ نجاست کا نام و نشان باقی نہ رہے تو پاک ہو جاوے گا مسئلہ ۱۹ اور[ف۵] اگر پیشاب کی طرح کوئی نجاست جوتے میں یا چمڑے کے موزے میں لگ گئی جو دلدار نہیں ہے تو بے دھوئے پاک نہ ہوگا مسئلہ ۲۰ کپڑا[ف۶] اور بدن فقط دھونے سے ہی پاک ہوتا ہے چاہے دلدار نجاست لگے یا بے دل کی کسی اور طرح پاک نہیں ہوتا مسئلہ ۲۱ آئینہ[ف۷] کا شیشہ اور چھری چاقو چاندی سونے کے زیور پھول، تانبے، لوہے، گلٹ، شیشے وغیرہ کی چیزیں اگر نجس ہو جاویں تو خوب پونچھ ڈالنے اور رگڑ دینے یا مٹی سے مانج ڈالنے سے پاک ہو جاتی ہیں لیکن اگر نقشی چیزیں ہوں تو بے دھوئے پاک نہ ہوں گی مسئلہ ۲۲ زمین[ف۸] پر نجاست پڑ گئی پھر ایسی سوکھ گئی کہ نجاست کا نشان بالکل جاتا رہا۔ نہ تو نجاست کا دھبہ ہے نہ بدبو آتی

م عن الثوب والبدن فلا یطہران بالدلک الا فی المنی ۱۲ رد المختار صفحہ ۲۸۵ ج ۱ ف۷ ویطہر صیقل لامسام لہ کمرآۃ وظفر وعظم وزجاج وآنیۃ مدہونۃ اخراطی و صفائح فضۃ غیر منقوشۃ بمسح یزول بہ اثرہا مطلقا ای سواء اصابہ نجس لہ جرم او لا رطبا کان او یابسا ۱۲ درمختار و شامی صفحہ ۲۸۶ ج ۱ و فتح القدیر صفحہ ۱۳۷ ف۸ وتطہر ارض بخلاف نحو بساط بیبسہا ای جفافہا ولو بریح وذہاب اثرہا کلون وریح لاجل صلوۃ علیہا لا لتیمم بہا لان المشروط لہا الطہارۃ ولہ الطہوریۃ وحکم آجر ونحوہ کلبن مفروش وخص وشجر وکلا قائمین فی ارض کذلک ای کارض فیطہر بجفاف وکذا کل ما کان ثابتا فیہا لاخذہ حکمہا باتصالہ بہا ۱۲ در صفحہ ۲۸۷ ج ۱ و فتح القدیر صفحہ ۱۳۸

ف۱ وان لم یمکن عصرہ کالخشب والجلد المدبوغ بالنجس یغسل ویترک الی عدم القطران ثم یغسل و یترک الی عدم القطران و ثم یغسل ویترک الی عدم القطران ۱۲ شرح نقایہ صفحہ ۴۱ ج ۱ ف۲ یطہر الشئی عن نجس مرئی بزوال عینہ وان بقی اثر یشق زوالہ بالماء وبکل مائع ذائب جار کماء الورد والخل مزیل احترز بہ عن نحو الدھن واللبن والعصیر مما لیس بمزیل شرح نقایہ صفحہ ۴۱ ج ۱ ف۳ والمنی نجس یجب رطبا ویفرک جافا علی الثوب اجزاء فیہ الفرک ہدایہ صفحہ ۵۲ ج ۱ وفی الشافی وقد طہرہ الشرع بالفرک یابسا یلزم انہ اعتبر مستہلکا للضرورۃ بخلاف ما اذا بال فلم یستنج بالماء حتی المنی لعدم الملجئ ۱۲ رد المختار صفحہ ۲۸۸ ج ۱ ف۴ ویطہر الخف وکذا النعل عن نجس ذی جرم سواء کان جرمہ منہ کالدم والعذرۃ او من غیرہا کالبول الملتصق بہ تراب والیفا سواء جف جف ذو الجرم او لم یجف بالدلک بالارض ۱۲ شرح نقایہ صفحہ ۴۳ ج ۱ ف۵ وعن غیرہ ای عن غیر ذی الجرم بالغسل فقط ۱۲ شرح نقایہ صفحہ ۴۳ ج ۱ ف۶ قولہ ویطہر خف ونحوہ احترز بہ

ہے تو اس طرح سوکھ جانے سے زمین پاک ہو جاتی ہے لیکن ایسی زمین پر تیمم کرنا درست نہیں البتہ نماز پڑھنا درست ہے جو[ف۱] اینٹیں یا پتھر چونہ یا گارے سے زمین میں خوب جما دیئے گئے ہوں کہ بے کھودے زمین سے جدا نہ ہو سکیں اُن کا بھی یہی حکم ہے کہ سوکھ جانے اور نجاست[ف۲] کا نشان نہ رہنے سے پاک ہو جاویں گے **مسئلہ ۲۳۔** جو[ف۳] اینٹیں زمین پر فقط بچھا دی گئی ہیں چونہ یا گارے سے اُن کی جڑائی نہیں کی گئی ہے وہ سوکھنے سے پاک نہ ہوں گی اُن کو دھونا پڑے گا **مسئلہ ۲۴۔** زمین[ف۴] پر جمی ہوئی گھاس بھی سوکھنے اور نجاست کا نشان جاتے رہنے سے پاک ہو جاتی ہے اگر کٹی ہوئی گھاس ہو تو بے دھوئے پاک نہ ہوگی **مسئلہ ۲۵۔** نجس[ف۵] چاقو چھری یا مٹی اور تانبے وغیرہ کے برتن اگر دہکتی آگ میں ڈال دیئے جائیں تو بھی پاک ہو جاتے ہیں **مسئلہ ۲۶۔** ہاتھ[ف۶] میں کوئی نجس چیز لگی تھی اُس کو کسی نے زبان سے تین دفعہ چاٹ لیا تو بھی پاک ہو جائے گا مگر چاٹنا منع ہے۔ یا چھاتی پر بچہ کی قے کا دودھ لگ گیا پھر بچہ نے تین دفعہ چوس کر پی لیا تو پاک ہو گیا **مسئلہ ۲۷۔** اگر کورہ[ف۷] برتن نجس ہو جاوے اور وہ برتن نجاست کو چوس لیوے تو فقط دھونے سے پاک نہ ہوگا بلکہ اس میں پانی بھر دیوے۔ پھر جب نجاست کا اثر پانی میں آ جاوے تو گرا کر کے پھر بھر دیوے۔ اسی طرح برابر کرتی رہے۔ جب نجاست کا نام و نشان بالکل جاتا رہے نہ رنگ باقی رہے نہ بدبو تب پاک ہوگا۔ **مسئلہ ۲۸۔** نجس[ف۸] مٹی سے جو برتن کمہار نے بنائے تو جب تک وہ کچے ہیں ناپاک ہیں جب پکائے گئے تو پاک ہو گئے **مسئلہ ۲۹۔** شہد[ف۹] یا شیرہ یا گھی تیل ناپاک ہو گیا تو جتنا تیل وغیرہ ہو اتنا یا اُس سے زیادہ پانی ڈال کر پکاوے جب پانی جل جاوے تو پھر پانی ڈال کر جلاوے۔ اسی طرح تین دفعہ کرنے سے پاک ہو جاوے گا۔ یا یوں کرو کہ جتنا گھی تیل ہو اتنا ہی پانی ڈال کر ہلاؤ۔ جب وہ پانی کے اوپر آ جاوے تو کسی طرح اُٹھا لو۔ اسی طرح تین دفعہ پانی ملا کر اٹھاؤ تو پاک ہو جاوے گا۔ اور گھی اگر جم گیا ہو تو پانی ڈال کے آگ پر رکھ دو۔ جب پگھل جاوے تو اُس کو نکال لو۔ **مسئلہ ۳۰۔** نجس[ف۱۰] رنگ میں کپڑا رنگا تو اتنا دھووے کہ پانی صاف آنے لگے تو پاک ہو جاوے گا چاہے کپڑے سے رنگ چھوٹے یا نہ چھوٹے[ف۱۱] **مسئلہ ۳۱۔** گوبر[ف۱۲] کے کنڈے[ف۱۳] اور لید وغیرہ نجس چیزوں کی راکھ پاک ہے۔ اور اُن کا دھواں بھی پاک

ف۱ دیکھو حاشیہ نمبر ۸ صفحہ ۴
ف۲ لیکن تیمم کرنا ان سے بھی جائز نہیں ہے ۱۲
ف۳ فالمنفصل یغسل لا غیر الا حجرا خشنا کرحی در مختار ص۲۸۷ ج۱ - وفی الشامی ص۲۸۷ اما لو موضوعا غیر مثبت فیہا فتنقل ویحول فلا بد من الغسل فان الطہارة بالجفاف انما وردت فی الارض ومثل ہذا لا یسمی ارضا فلم تطہر
ف۴ دیکھو حاشیہ نمبر ۸ صفحہ ۴
ف۵ لا فرق بین الجفاف بالشمس او النار او الریح شامی ص۱۸۷ ج۱ وفی المنیة اذا تلطخ السکین بالدم او تلطخ راس الشاة ثم ادخل النار فاحترق الدم طہر الراس والسکین ص۹۰
ف۶ وکذا باللحس اذا اصاب الخمر فلحسہ ثلث مرات تطہر کما یطہر فمہ بریقہ (منیہ ص۹۰) او الصبی اذا قاء علی ثدی الام ثم مص الثدی مرارا یطہر کذا فی فتاوی قاضیخان ۱۲ عالمگیری ص۴۴
ف۷ اذا اصابت الخزف والاناء والآجر نجاسة ان کان قدیما یطہر بالغسل ثلاثا جفف او لم یجفف وان کان جدیدا یغسل ثلاث مرات ویجفف فی کل مرة ۱۲ منیہ ص۹۳
ف۸ کشین تنجس فجعل منہ کوز بعد جعلہ فی النار یطہر ان لم یظہر فیہ اثر النجس بعد الطبخ در مختار ص۲۹۱ ج۱

ف۹ ولو تنجس العسل فتطہیرہ ان یصب فیہ ماء بقدرہ فیغلی حتی یعود الی مکانہ والدہن یصب علیہ الماء فیغلی فیعلو الدہن الماء فیرفع بشیء ہکذا ثلاث مرات وعلیہ الفتوی ۱۲ رد المحتار ص۳۰۹
ف۱۰ یطہر ما صبغ او خضب بنجس بغسلہ ثلاثا والاولی غسلہ الی ان یصفو الماء در مختار ص۳۰۷ ج۱ - وفی فتح القدیر لو صبغ ثوبہ او یدہ بصبغ او حناء نجسین فغسل الی ان صفا الماء یطہر مع قیام اللون ۱۲
ف۱۱ لیکن احتیاط اس میں ہے کہ تین مرتبہ دھووے ۱۲
ف۱۲ لا یکون نجسا رماد قذر والا لزم نجاسة الخبز فی سائر الامصار در مختار ص۳۱۱ ج۱ وفی شرح النقایہ ورماد القذر کرماد طاہر منحا ص۴۲ ج۱ ۱۲
ف۱۳ کنڈے یعنی اوپلے جنھیں پنجابی زبان میں گوہے کہتے ہیں ۱۲

ہے اور ان کا دھواں بھی پاک ہے۔ روئی میں لگ جاوے تو کچھ حرج نہیں **مسئلہ ۳۲** بچھونے[91] کا ایک کونا نجس ہے اور باقی سب پاک ہے تو پاک کونے پر نماز پڑھنا درست ہے **مسئلہ ۳۳** جس[92] زمین کو گوبر سے لیپا ہو وہ نجس ہے اُس پر بغیر کوئی پاک چیز بچھائے نماز درست نہیں **مسئلہ ۳۴** گوبر[93] سے لیپی ہوئی زمین اگر سوکھ گئی ہو تو اس پر گیلا کپڑا بچھا کر بھی نماز پڑھنا درست ہے لیکن وہ اتنا گیلا نہ ہو کہ اس زمین کی کچھ مٹی چھوٹ کر کپڑے میں بھر جاوے۔ **مسئلہ ۳۵** پیر[94] دھو کر ناپاک زمین پر چلی اور پیر کا نشان زمین پر بن گیا تو اس سے پیر ناپاک نہ ہوگا ہاں اگر پیر کے پانی سے زمین اتنی بھیگ جاوے کہ زمین کی کچھ مٹی یا یہ نجس پانی پیر میں لگ جاوے تو نجس ہو جاوے گا **مسئلہ ۳۶** نجس[95] بچھونے پر سوئی اور پسینہ سے وہ کپڑا بھیگ گیا تو اُس کا بھی یہی حکم ہے کہ اس کا کپڑا اور بدن ناپاک نہ ہوگا ہاں اگر اتنا بھیگ جائے کہ بچھونے میں سے کچھ نجاست چھوٹ[96] کر بدن یا کپڑے کو لگ جائے تو نجس ہو جاوے گا **مسئلہ ۳۷** نجس[97] مہندی ہاتھوں پیروں میں لگائی تو تین[98] دفعہ خوب دھو ڈالنے سے ہاتھ پیر پاک ہو جاویں گے رنگ کا چھوڑانا واجب نہیں **مسئلہ ۳۸** نجس[99] سرمہ یا کاجل آنکھوں میں لگایا تو اُس کا پونچھنا اور دھونا واجب نہیں ہاں اگر پھیل کر باہر آنکھ کے آگیا ہو تو دھونا واجب ہے **مسئلہ ۳۹** نجس[100] تیل سر میں ڈال لیا یا بدن میں لگا لیا تو قاعدے کے موافق تین مرتبہ دھونے سے پاک ہو جاوے گا۔ کھلی ڈال کر یا صابون لگا کر تیل کا چھڑانا واجب نہیں ہے **مسئلہ ۴۰** کُتے[101] نے آٹے میں منہ ڈال دیا یا بندر نے جھوٹا کر دیا تو اگر آٹا گندھا ہوا ہو تو جہاں مُنہ ڈالا ہے اتنا نکال ڈالے باقی کا کھانا درست ہے اور اگر سوکھا آٹا ہو تو جہاں جہاں اُس کے منہ کا لعاب لگا ہو نکال ڈالے باقی سب پاک ہے **مسئلہ ۴۱** کُتے[102] کا لعاب نجس ہے اور خود کُتا نجس نہیں۔ سو اگر کُتا کسی کے کپڑے یا بدن سے چھو جائے تو نجس نہیں ہوتا۔ چاہے کُتے کا بدن سوکھا ہو یا گیلا ہاں اگر کُتے کے بدن پر کوئی نجاست لگی ہو تو اور بات ہے **مسئلہ ۴۲** رومالی[103] بھیگی ہونے کے وقت ہوا نکلے تو اُس سے کپڑا نجس نہیں ہوا۔

---

[91] ولو صلی علی بساط و علی طرف منه نجاسة فالاصح انه یجوز کبیرا کان او صغیرا ۱۲ بحر ص۲۶۸ ورد المحتار ص۲۴۳ وشرح نقایه ص۴۶ ج ۱

[92] ولو بسط الثوب الطاهر علی الارض النجسة وصلی علیه جاز بحر ص۲۶۸ ج ۱۔ وفی المنیة ص۷۰ ولو بسط المصلی علی شئ نجس رطب او جلس علی ارض نجسة رطبة او لف الثوب الیابس الطاهر فی ثوب نجس رطب فان ظهرت الرطوبة فی ثوبه او فی مصلاه بحیث لو عصر کان یسال منه شئ عصر الثوب او المصلی یقاطر منه شئ یتنجس والا فلا ۱۲

[93] دیکھو حاشیہ نمبر ۲ صفحہ ہذا

[94] وفی المحیط ولو غسل رجله ومشی علی ارض نجسة فابتلت الارض من بلل رجله فان لم یظهر اثر بلل الارض فی رجله وصلی جازت صلوته وان ظهر لا یجوز ولو مشی علی ارض نجسة رطبة ورجله یابسة تتنجس ۱۲ شرح نقایه ص۴۶ ج ۱

[95] فنام علی فراش نجس فعرق وابتل الفراش من عرقه ان لم یصب بلل الفراش جسده لا ینجس ۱۲ منیه ص۴۷

[96] خواہ نجاست حقیقی ہو یا پسینہ ہو جو ناپاک کپڑے کے لگنے کی وجہ سے نجس ہو گیا ہو ۱۲

[97] اختضبت المرأة بالحناء النجس او صبغ الثوب بالصبغ النجس ثم غسل ثلاث مرات طهر الجلد والثوب والید ۱۲ منیه ص۵۴ ورد المحتار ص۳۰۴ ج ۱

[98] یعنی جب تین مرتبہ اس طرح دھو لیا جائے کہ تیسری مرتبہ دھونے کے بعد جو پانی گرے بالکل صاف ہو تو ہاتھ پیر پاک ہو جائیں گے ۱۲

[99] لو اکتحل بکحل نجس لا یجب علیه غسله ۱۲ رد المحتار ص۳۰۵ ج ۱

[100] ان اصاب الدهن النجس الجلد وتشرب او ادخل یده والسمن النجس ثم غسلها ثلاث مرات طهر الجلد والثوب والبدن وان بقی اثر الدهن فهو عفو ۱۲ منیه بحذف ص۵۶

[101] وسور خنزیر وکلب وسباع بهائم نجس ۱۲ در ص۲۰۵ ج ۱

[102] الکلب اذا اخذ عضو انسان او ثوبه لا ینجس ما لم یظهر فیه اثر البلل ۱۲ خلاصه ط۱۹

[103] اذا لبس سراویله مبتلة فخرج منه الریح لا تنجس السراویل ۱۲ منیه ص۲۶ وشامی ص۳۱

مسئلہ ۴۳۔ نجس[۱] پانی میں جو کپڑا بھیگ گیا تھا اُس کے ساتھ پاک کپڑے کو لپیٹ کر رکھدیا اور اُس کی تری اِس پاک کپڑے میں آگئی لیکن نہ تو اس میں نجاست کا کچھ رنگ آیا نہ بدبو آئی۔ تو اگر یہ پاک کپڑا اتنا بھیگ گیا ہو کہ نچوڑنے سے ایک آدھ قطرہ ٹپک پڑے یا نچوڑتے وقت ہاتھ بھیگ جائے تو وہ پاک کپڑا ابھی نجس ہو جاوے گا اور اگر اتنا نہ بھیگا ہو تو پاک رہے گا۔ اور اگر پیشاب وغیرہ خاص نجاست کے بھیگے ہوئے کپڑے کے ساتھ لپیٹ دیا تو جب پاک کپڑے میں ذرا بھی اِس کی نمی اور دھبّہ آگیا تو نجس ہو جاوے گا مسئلہ ۴۴۔ اگر لکڑی[۲] کا تختہ ایک طرف سے نجس ہے اور دوسری طرف سے پاک ہے تو اگر اتنا موٹا ہے کہ بیچ سے چِر سکتا ہے تو اُس کو پلٹ کر دوسری طرف نماز پڑھنا درست ہے اور اگر اتنا موٹا نہ ہو تو درست نہیں۔ مسئلہ ۴۵۔ دوتہ[۳] کا کوئی کپڑا ہے اور ایک تہ نجس ہے۔ دوسری پاک ہے تو اگر دونوں تہیں سِلی ہوئی نہ ہوں تو پاک تہ کی طرف نماز پڑھنا درست ہے۔ اور اگر سلی ہوئی ہوں تو پاک تہ پر بھی نماز پڑھنا درست نہیں۔

باب	استنجے کا بیان	دوم

مسئلہ ۱۔ جب[۴] سو کر اُٹھے تو جب تک گٹے تک ہاتھ نہ دھولے تب تک ہاتھ پانی میں نہ ڈالے چاہے ہاتھ پاک ہو اور چاہے ناپاک ہو۔ اگر پانی چھوٹے برتن میں رکھا ہو جیسے لوٹا آبخورہ تو اس کو بائیں ہاتھ سے اٹھا کر داہنے ہاتھ پر ڈالے اور تین دفعہ دھوئے پھر برتن داہنے ہاتھ میں لیکر بایاں ہاتھ تین دفعہ دھوئے اور اگر چھوٹے برتن میں پانی نہ ہو بڑے مٹکے وغیرہ میں ہو تو کسی آبخورے وغیرہ سے نکال لے لیکن انگلیاں پانی میں نہ ڈوبنے پاویں۔ اور اگر آبخورہ وغیرہ کچھ نہ ہو تو بائیں ہاتھ کی انگلیوں سے چُلو بنا کر پانی نکالے، اور جہاں تک ہوسکے پانی میں انگلیاں کم ڈالے اور پانی نکال کے پہلے داہنے ہاتھ دھوئے جب وہ ہاتھ دھل جائے تو داہنا ہاتھ جتنا چاہے ڈالدے اور پانی نکال کے بایاں ہاتھ دھوئے اور یہ ترکیب ہاتھ دھونیکی اسوقت ہے کہ ہاتھ ناپاک نہ ہوں اور اگر ناپاک ہوں تو ہرگز مٹکے میں نہ ڈالے۔ بلکہ کسی اور ترکیب سے پانی نکالے کہ نجس نہ ہونے پاوے۔ مثلاً پاک رومال ڈال کے نکالے، اور جو پانی کی دھار رومال سے بہے اس سے ہاتھ پاک کرلے یا اور جس طرح ممکن ہو۔ مسئلہ ۲۔ جو نجاست آگے یا پیچھے کی راہ سے نکلے اس سے استنجا کرنا سنت ہے۔ مسئلہ ۳۔ اگر نجاست[۵] بالکل اِدھر اُدھر نہ لگے اس لئے پانی سے استنجا نہ کرے بلکہ پاک پتھر یا ڈھیلے سے استنجا کرے اور اتنا پونچھ ڈالے کہ نجاست جاتی رہے اور بدن صاف ہو جائے تو بھی جائز ہے لیکن یہ بات صفائی مزاج

[۱] اذا لف ثوب المبلول النجس فی ثوب طاہر یابس فظہرت نداوتہ لکن لایصیر رطبا بحیث لو عصر لسیل لاتقاطر الاصح انہ لایصیر نجسا ۱۲ منیہ ص ۵۶ و درمختار ص ۲۱۳ ج ۱

[۲] اذا علق النجاسۃ بخشبۃ فقلبہا وصلی علی الوجہ الطاہر فان کان غلظ الخشبۃ بحیث تقبل القطع ای یمکن ان ینشر فیصیر فیما بین وجہ الذی فیہ النجاسۃ والوجہ الاٰخر تجوز الصلوۃ علیہ حینئذ والا فلا ۱۲ غنیۃ المستملی

[۳] لو صلی علی ثوب مبطن فی باطنہ قذر ان کان مخیطا لاتجوز صلوتہ وان لم یکن مخیطا جاز صلوتہ ۱۲ غنیہ ص ۱۶۸

[۴] والبداءۃ بغسل الیدین الطاہرتین ثلثا قبل الاستنجاء وبعدہ وان لم یمکن رفع الاناء ادخل اصابع یسراہ مضمومۃ وصب علی الیمنی لاالکف ولو ادخل الکف الخ ... الاغتراف بشیء ... اغترف بالاغتراف ... فان لم یجد ادخل منديلا فیغتسل بما قاطر منہ ان لم یدر ... الخ ... ۱۲ ... وفی البحر وفی ... رفع ... اختلاف ... انہ یصیر مستعملا ... ۱۲ ص ۱۰

[۵] الاستنجاء ... من کل حدث ... ۱۲ شرح نقایہ ص ۳۱

کے خلاف ہے البتہ اگر پانی نہ ہو یا کم ہو تو مجبوری ہے۔ **مسئلہ ۴** ڈھیلے[1] سے استنجا کرنے کا کوئی خاص طریقہ[2] نہیں ہے بس اتنا خیال رکھے کہ نجاست ادھر اُدھر پھیلنے نہ پاوے۔ بدن خوب صاف ہو جائے **مسئلہ ۵** ڈھیلے[3] سے استنجا کرنے کے بعد پانی سے استنجا کرنا سنّت ہے۔ لیکن اگر نجاست ہتھیلی کے گہراؤ یعنی روپے سے زیادہ پھیل جاوے تو ایسے وقت پانی سے دھونا واجب ہے۔ بے دھوئے نماز نہ ہوگی اور اگر نجاست پھیلی نہ ہو تو فقط ڈھیلے سے پاک کر کے بھی نماز درست ہے لیکن سنّت کے خلاف ہے۔ **مسئلہ ۶** پانی سے[4] استنجا کرے تو پہلے دونوں ہاتھ گٹوں تک دھولیوے۔ پھر تنہائی کی جگہ جا کر بدن ڈھیلا کر کے بیٹھے اور اتنا دھوئے کہ دل کہنے لگے کہ اب بدن پاک ہو گیا۔ البتہ اگر کوئی شکی مزاج ہو کہ پانی بہت پھینکتی ہے۔ پھر بھی دل اچھی طرح صاف نہیں ہوتا تو اس کو یہ حکم ہے کہ تین دفعہ یا سات دفعہ دھولیوے بس اس سے زیادہ نہ دھوئے۔ **مسئلہ ۷** اگر کہیں[5] تنہائی کا موقع نہ ملے تو پانی سے استنجا کرنے کے واسطے کسی کے سامنے اپنے بدن کو کھولنا درست نہیں نہ مرد کے سامنے نہ کسی عورت کے سامنے ایسے وقت استنجا نہ کرے اور بے استنجا کئے نماز پڑھ لے کیونکہ بدن کا کھولنا بڑا گناہ ہے۔ **مسئلہ ۸** ہڈی[6] اور نجاست جیسے گوبر لید وغیرہ اور کوئلہ اور کنکر اور شیشہ اور پکی اینٹ اور کھانے کی چیز اور کاغذ سے اور داہنے ہاتھ سے استنجا کرنا برا اور منع ہے نہ کرنا چاہئے لیکن اگر کوئی کرلے تو بدن پاک ہو جائے گا **مسئلہ ۹** کھڑے[7] کھڑے پیشاب کرنا منع ہے۔ **مسئلہ ۱۰** پیشاب[8] پاخانہ کرتے وقت قبلہ کی طرف منہ کرنا اور پیٹھ کرنا منع ہے۔ **مسئلہ ۱۱** چھوٹے[9] بچہ کو قبلہ کی طرف بٹھلا کر ہگانا مُتانا بھی مکروہ اور منع ہے۔ **مسئلہ ۱۲** استنجے[10] کے بچے ہوئے پانی سے وضو کرنا درست ہے اور وضو کے بچے ہوئے پانی سے استنجا بھی درست ہے۔ لیکن نہ کرنا بہتر ہے۔ **مسئلہ ۱۳** جب[11] پاخانہ پیشاب کو جاوے تو پاخانہ کے دروازہ سے باہر بسم اللہ کہے اور یہ دعا پڑھے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ[12] اور ننگے سر نہ جاوے اور اگر کسی انگوٹھی وغیرہ پر اللہ رسول کا نام ہو تو اس کو اُتار ڈالے اور پہلے بایاں پیر رکھے اور اندر خدا کا نام نہ لیوے اگر چھینک آوے تو فقط دل ہی دل میں اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہے زبان سے کچھ نہ کہے۔ نہ وہاں کچھ بولے نہ بات کرے، پھر جب نکلے تو داہنا پیر پہلے نکالے اور دروازے سے نکل کر یہ دعا پڑھے غُفْرَانَکَ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَذْھَبَ عَنِّی الْاَذٰی وَعَافَانِیْ[13] اور استنجے کے بعد بائیں ہاتھ کو زمین پر رگڑ کے یا مٹی سے مَل کر دھوئے۔

[2] فقہاء اپنے اجتہاد سے جن کیفیات کو صفائی کیلئے زیادہ موزوں سمجھتے ہیں بیان فرماتے ہیں مگر وہ کیفیات منصوص نہیں ہیں ۱۲

[1] ولیس التثلیث عندنا اشار الیہ بقولہ حتی ینقیہ لانہ یحیل الزیادۃ والنقصان لکنا الشفع والوتر شرح عنایہ ۲/۷۴ ہو فی الشامی لیس لعدد ثلاثا بمسنون فیہ بل مستحب ۱۲ رد ۳۱۰

[3] وان جاوز المخرج اکثر من درہم فواجب ای غسل المجاوز ۱۲ شرح نقایہ ۴۸

[4] فیغسلہ بطون الاصابع ... الیسریٰ لا یقدر غسلہ لعدد لان النجاسۃ مرئیۃ ویدل علی ان التہاذ... ... الا انہ یقدر لقطع الوسوسۃ بثلاث او قیل بالسبع بعد غسل الید ... مخرجہ بما بالغۃ الاول ... صوم ... لغسل الید ۱۲ شرح نقایہ ۴۸

[5] شامی ۱/۳۱۲ ومنہ ۳۱۳ ۱۲

[6] رد شامی ۳۱۵ ۱۲

[7] وان یبول قائما او مضطجعا ومجردا من ثوبہ بلا عذر ۱۲ در ۳۱۵

[8] کما کرہ تحریما استقبال قبلۃ واستدبارہا لاجل بول او غائط ولو فی بنیان ۱۲ در ۳۱۶

[9] وکذا یکرہ للمرأۃ امساک صغیر لبول او غائط نحو قبلۃ ۱۲ رد ۳۱۶

[10] اس مسئلہ کا استنباط قواعد سے کیا گیا ہے ۱۲

[11] رد المحتار ۳۲۰ ۱۲

[12] اے اللہ میں خبیثوں اور گندگیوں سے تیری پناہ مانگتا ہوں ۱۲

[13] خدا کا شکر ہے جس نے تکلیف والی چیز سے مجھے نجات دی اور مجھے بچا لیا ۱۲

حقیقت تو یہ ہے کہ استنجے کے لئے نہ کوئی عدد مسنون ہے نہ کوئی مخصوص طریقہ مقرر ہے بلکہ مقصود ہے صفائی۔ لہٰذا جس طرح سے بھی صفائی حاصل ہو سکے وہی کافی ہے ۲

باب	نماز کا بیان	سوم

اللہ تعالیٰ کے نزدیک نماز کا بہت بڑا رتبہ ہے۔ کوئی عبادت اللہ تعالیٰ کے نزدیک نماز سے زیادہ پیاری نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر پانچ وقت کی نمازیں فرض کر دی ہیں۔ اُن کے پڑھنے کا بڑا ثواب ہے اور ان کے چھوڑ دینے سے بڑا گناہ ہوتا ہے، حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو کوئی اچھی طرح سے وضو کیا کرے اور خوب دل لگا کر اچھی طرح نماز پڑھا کرے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اُس کے چھوٹے چھوٹے گناہ سب بخشدیگا اور جنت دے گا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ نماز دین کا ستون ہے سو جس نے نماز کو اچھی طرح پڑھا اس نے دین کو ٹھیک رکھا اور جس نے اس ستون کو گرا دیا (یعنی نماز نہ پڑھی)، اُس نے دین برباد کر دیا۔ اور حضرتؐ نے فرمایا ہے کہ قیامت میں سب سے پہلے نماز ہی کی پوچھ ہوگی اور نمازیوں کے ہاتھ اور پاؤں اور منھ قیامت میں آفتاب کی طرح چمکتے ہوں گے۔ اور بے نمازی اس دولت سے محروم رہیں گے اور حضرتؐ نے فرمایا ہے کہ نمازیوں[2] کا حشر قیامت کے دن نبیوں اور شہیدوں اور ولیوں کے ساتھ ہوگا اور بے نمازیوں کا حشر فرعون اور ہامان اور قارون ان بڑے بڑے کافروں کے ساتھ ہوگا، اس لئے نماز پڑھنا بہت ضروری ہے اور نہ پڑھنے سے دین اور دنیا دونوں کا بہت نقصان ہوتا ہے، اس سے بڑھ کر اور کیا ہوگا کہ بے نمازی کا حشر کافروں کے ساتھ کیا گیا۔ بے[3] نمازی کافروں کے برابر سمجھا گیا۔ خدا کی پناہ نماز نہ پڑھنا کتنی بُری بات ہے۔

البتہ ان لوگوں پر نماز واجب نہیں، مجنون، اور چھوٹی لڑکی اور لڑکا جو ابھی جوان نہ ہوئے ہوں باقی سب مسلمانوں پر فرض ہے۔ لیکن اولاد جب سات[4] برس کی ہو جاوے تو ماں باپ کو حکم ہے کہ ان سے نماز پڑھواویں اور جب دس برس کی ہو جاوے تو مار کر پڑھواویں اور نماز کا چھوڑنا کبھی کسی وقت درست نہیں ہے جس طرح ہو سکے نماز ضرور پڑھے البتہ اگر نماز پڑھنا بھول گئی بالکل یاد ہی نہ رہا جب وقت جاتا رہا تب یاد آیا کہ میں نے نماز نہیں پڑھی یا ایسی غافل سو گئی کہ آنکھ نہ کھلی اور نماز قضا ہو گئی تو ایسے وقت گناہ نہ ہوگا لیکن جب یاد آوے اور آنکھ کھلے تو وضو کر کے فوراً قضا پڑھ لینا فرض ہے۔ البتہ اگر وہ وقت مکروہ ہو تو ذرا ٹھہر جاوے تا کہ مکروہ وقت نکل جاوے اسی طرح جو نمازیں بے ہوشی کی وجہ سے نہیں پڑھیں اس میں بھی گناہ نہیں لیکن ہوش آنے کے بعد فوراً قضا[5] پڑھنی پڑے گی۔ (نوٹ) مسئلہ[1] احوال ہونیکا بیان صفحہ ۵۵ پر درج کیا گیا۔

[5] بیہوشی کی بعض حالتیں ایسی ہوتی ہیں جن میں نماز معاف ہو جاتی ہے اس کی تفصیل آئندہ صفحات میں آئے گی ۱۲

[1] جمع الفوائد صفحہ ۵۳ ج ۱ ۱۲

[2] اٹھایا جانا یعنی قیامت کے دن جب مُردے اٹھیں گے تو نمازی نبیوں اور شہیدوں اور ولیوں کے گروہ میں شامل رہینگے ۱۲

[3] برابری کے معنی یہ ہیں کہ قیامت میں بے نمازی کافروں کے گروہ میں شامل ہوگا لیکن مخلد فی النار ہونے میں مسلمان بے نمازی کافر کے برابر نہ ہوگا کیونکہ مسلمان سزا بھگت کر آخر کار جنت میں داخل کر دیا جائے گا اور کافر ہمیشہ دوزخ میں رہے گا فرعون مصر کے قدیم بادشاہوں کا لقب تھا لیکن اصطلاحاً وہ بادشاہ مصر مراد ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں برسر اقتدار تھا۔ ہامان اسی کا وزیر تھا سو دونوں کافر تھے قارون حضرت موسیٰ علیہ السلام کا چچا زاد بھائی تھا مگر کافر تھا اور وہ بھی نہایت منحوس ۱۲

[4] جملہ احکام شریعت کی تعمیل اسی عمر سے کرنی چاہئے البتہ روزہ رکھنے کا حکم بچے کو اس وقت کرے جب انہیں روزہ رکھنے کی قوت ہو جائے اسی طرح جن اعمال کو بچہ بوجہ کمزوری نہ کر سکتا ہو انکی تاکید نہ کرنی چاہئے ۱۲

باب چہارم — نماز کے وقتوں کا بیان

مسئلہ ۱ پچھلی رات کو صبح ہوتے وقت پورب کی طرف یعنی جدھر سے سورج نکلتا ہے آسمان کے لنبان پر کچھ سپیدی دکھائی دیتی ہے پھر تھوڑی دیر میں آسمان کے کنارہ پر چوڑان میں سپیدی معلوم ہوتی ہے اور آناً فاناً بڑھتی جاتی ہے اور تھوڑی دیر میں بالکل اُجالا ہو جاتا ہے تو جب سے یہ چوڑی سپیدی دکھائی دے تب سے فجر کی نماز کا وقت ہو جاتا ہے اور آفتاب نکلنے تک باقی رہتا ہے جب آفتاب کا ذرا سا کنارہ نکل آتا ہے تو فجر کا وقت ختم ہو جاتا ہے۔ لیکن اول ہی وقت بہت تڑکے نماز پڑھ لینا بہتر ہے۔ مسئلہ ۲ دوپہر ڈھل جانے سے ظہر کا وقت شروع ہو جاتا ہے اور دوپہر ڈھل جانے کی نشانی یہ ہے کہ لمبی چیزوں کا سایہ پچھم سے شمال کی طرف سرکتا سرکتا بالکل شمال کی سیدھ میں آکر پورب کی طرف مڑنے لگے بس سمجھو کہ دوپہر ڈھل گئی پورب کی طرف منھ کر کے کھڑی ہونے سے بائیں ہاتھ کی طرف کا نام شمال ہے۔ اور ایک پہچان اس سے بھی آسان ہے وہ یہ کہ سورج نکل کر جتنا اونچا ہوتا جاتا ہے۔ ہر چیز کا سایہ گھٹتا جاتا ہے پس جب گھٹنا موقوف ہو جائے اس وقت ٹھیک دوپہر کا وقت ہے۔ پھر جب سایہ بڑھنا شروع ہو جاوے تو سمجھو کہ دن ڈھل گیا بس اسی وقت سے ظہر کا وقت شروع ہوتا ہے۔ اور جتنا سایہ ٹھیک دوپہر کو ہوتا ہے اس کو چھوڑ کر جب تک ہر چیز کا سایہ دونا نہ ہو جاوے اس وقت تک ظہر کا وقت رہتا ہے۔ مثلاً ایک ہاتھ لکڑی کا سایہ ٹھیک دوپہر کو چار انگل تھا تو جب تک دو ہاتھ چار انگل نہ ہو تب تک ظہر کا وقت ہی اور جب باتھ اور چار انگل ہو گیا تو عصر کا وقت آ گیا۔ اور عصر کا وقت سورج ڈوبنے تک باقی رہتا ہی لیکن جب سورج کا رنگ بدل جائے اور دھوپ زرد پڑ جائے اس وقت عصر کی نماز پڑھنا مکروہ ہے اگر کسی وجہ سے اتنی دیر ہو گئی تو خیر پڑھ لیوے قضا نہ کرے۔ لیکن پھر کبھی اتنی دیر نہ کرے اور اس عصر کے سوا اور کوئی نماز ایسے وقت پڑھنا درست نہیں ہے نہ قضا نہ نفل کچھ نہ پڑھے۔ مسئلہ ۳ جب جب سورج ڈوب گیا تو مغرب کا وقت آ گیا پھر جب تک پچھم کی طرف آسمان کے کنارے پر سرخی باقی رہے تب تک مغرب کا وقت رہتا ہے۔ لیکن مغرب کی نماز میں اتنی دیر نہ کرے کہ تارے خوب چٹک جائیں کہ اتنی دیر کرنا مکروہ ہے۔ پھر جب وہ سرخی جاتی رہے تو عشاء کا وقت شروع ہو گیا اور صبح ہونے تک باقی رہتا ہے۔ لیکن آدھی رات کے بعد عشاء کا وقت مکروہ ہو جاتا ہے اور ثواب کم ملتا ہے۔ اسلئے اتنی دیر کر کے نماز نہ پڑھے اور بہتر یہ ہے کہ تہائی رات جانے سے پہلے

---

۱ وقت صلوٰۃ الفجر من اول طلوع فجر الثانی وھو البیاض المنتشر المستطیر لا المستطیل درمختار صفحہ ۳۳۱-۳۳۲ ج ۱ وفی الشامی فالمعتبر الفجر الصادق وھو الفجر المستطیر فی الافق ای الذی ینتشر ضوءہ فی اطراف السماء لا الکاذب وھو المستطیل الذی یبدو طویلا فی السماء کذنب السرحان ای الذئب ثم یعقبہ ظلمۃ ۱۲ صفحہ ۳۳۲ ج ۱

۲ فالتغلیس افضل للمرأۃ مطلقا ای ولو فی غیر فجر لانہ لبناء حالہن علی الستر وھو فی الظلام اتم وفی غیر الفجر الافضل لہا انتظار فراغ الجماعۃ والمستحب للرجل الابتداء فی الفجر باسفار وختم بہ ۱۲ درو شامی صفحہ ۳۳۹-۳۴۰ ج ۱

۳ درمختار صفحہ ۳۳۶-۳۳۳ ج ۱ وعالمگیری صفحہ ۳۱ ج ۱ ۱۲

۴ وتاخیر العصر سواء کان فی الصیف او الشتاء مالم تتغیر ای الشمس وھو تغیر قرصہا ولنا لما رواہ ابوداؤد انہ علیہ السلام کان یؤخر العصر مادامت الشمس بیضاء نقیۃ ۱۲ شرح نقایہ صفحہ ۵۵ ج ۱

۵ والمغرب منہ ای من الغروب الی غیبۃ الشفق ھو الحمرۃ ۱۲ شرح نقایہ صفحہ ۵۲ ج ۱

۶ شرح نقایہ صفحہ ۵۵ ج ۱ ودر صفحہ ۳۴۲ ج ۱ ۱۲

۷ (و) وقت العشاء والوتر منہ (ای من غروب الشفق) الی الصبح ولکن لا یصح ان یقدم علیہا الوتر الا ناسیا لوجوب الترتیب ۱۲ در صفحہ ۳۳۵ ج ۱ ومنیہ صفحہ ۹۵ ودر صفحہ ۳۴۲ ج ۱ ۱۲

ہی پہلے پڑھ لیوے۔ **مسئلہ** گرمی[1] کے موسم میں ظہر کی نماز میں جلدی نہ کرے گرمی کی تیزی کا وقت جاتا رہے تب پڑھنا مستحب ہے اور جاڑوں میں اول وقت پڑھ لینا مستحب ہے **مسئلہ[5]** اور عصر[2] کی نماز ذرا اتنی دیر کر کے پڑھنا بہتر ہے کہ وقت آنے کے بعد اگر کچھ نفلیں پڑھنا چاہے تو پڑھ سکے۔ کیونکہ عصر کے بعد تو نفلیں پڑھنا درست نہیں چاہے گرمی کا موسم ہو یا جاڑے کا دونوں کا ایک حکم ہے لیکن اتنی دیر نہ کرے کہ سورج میں زردی آجائے اور دھوپ کا رنگ بدل جاوے اور مغرب کی نماز میں جلدی کرنا اور سورج ڈوبتے ہی پڑھ لینا مستحب ہے۔ **مسئلہ[6]** جو کوئی تہجد[4] کی نماز پچھلی رات کو اٹھ کر پڑھا کرتی ہو تو اگر پکا بھروسہ ہو کہ آنکھ ضرور کھلے گی تو اس کو وتر کی نماز تہجد کے بعد پڑھنا بہتر ہے۔ لیکن اگر آنکھ کھلنے کا اعتبار نہ ہو اور سو جانے کا ڈر ہو تو عشاء کے بعد سونے سے پہلے ہی پڑھ لینا چاہئے۔ **مسئلہ۔** بدلی[5] کے دن فجر اور ظہر اور مغرب کی نماز ذرا دیر کر کے پڑھنا بہتر ہے اور عصر کی نماز میں جلدی کرنا مستحب ہے۔ **مسئلہ[8]**۔ سورج[6] نکلتے وقت اور ٹھیک دوپہر کو اور سورج ڈوبتے وقت کوئی نماز صحیح نہیں ہے البتہ عصر کی نماز اگر ابھی نہ پڑھی ہو تو وہ سورج ڈوبتے وقت بھی پڑھ لے اور ان تینوں وقت سجدۂ تلاوت بھی مکروہ اور منع ہے **مسئلہ[9]** فجر کی نماز[7] پڑھ لینے کے بعد جب تک سورج نکل کے اونچا نہ ہو جائے[8] نفل نماز پڑھنا مکروہ ہے البتہ سورج نکلنے سے پہلے قضا نماز پڑھنا درست ہے اور سجدۂ تلاوت بھی درست ہے اور جب سورج نکل آیا تو جب تک ذرا روشنی نہ آجائے قضا نماز بھی درست نہیں۔ ایسے ہی عصر کی نماز پڑھ لینے کے بعد نفل نماز پڑھنا جائز نہیں۔ البتہ قضا اور سجدہ کی آیت کا سجدہ درست ہے۔ لیکن جب دھوپ پھیکی پڑ جائے تو یہ بھی درست نہیں۔ **مسئلہ[10]** فجر[9] کے وقت سورج نکل آنے کے ڈر سے جلدی کے مارے فقط فرض پڑھ لئے تو اب جب تک سورج اونچا اور روشن نہ ہو جائے تب تک سنت نہ پڑھے جب ذرا روشنی آجائے تب سنت وغیرہ جو نماز چاہے پڑھے۔ **مسئلہ[11]** جب صبح[ف] ہو جائے اور فجر کا وقت آجائے تو دو رکعت سنت اور دو رکعت فرض کے سوا اور کوئی نفل نماز پڑھنا درست نہیں یعنی مکروہ ہے البتہ قضا نمازیں پڑھنا اور سجدہ کی آیت پر سجدہ کرنا درست ہے۔ **مسئلہ[12]** اگر فجر کی نماز پڑھنے[10] میں سورج نکل آیا تو نماز نہیں ہوئی۔ سورج میں روشنی آجانے کے بعد قضا پڑھے اور اگر عصر کی نماز پڑھنے میں سورج ڈوب گیا تو نماز ہو گئی قضا نہ پڑھے۔ **مسئلہ[13]** عشاء[11] کی نماز پڑھنے سے پہلے سو رہنا مکروہ ہے نماز پڑھ کے سونا چاہئے۔ لیکن کوئی مرض سے یا سفر سے بہت تھکا ماندہ ہو اور کسی سے کہہ دے کہ مجھ کو نماز کے وقت جگا دینا اور وہ دوسرا وعدہ کرلے تو سو رہنا درست ہے۔

---

[1] ویستحب الرتجیل تاخیر ظہر الصیف (درمختار ۲۴۰ ص ۲۴۰) ویستحب تعجیل ظہر شتاء ۱۲ درمختار ۲۴۲

[2] درمختار ۲۴۳-۲۴۲ ۱۲

[3] عصر کی نماز میں اتنی تاخیر کرنا ہر شخص کے لئے مستحب ہے چاہے نماز سے پہلے نوافل پڑھے یا نہ پڑھے ۱۲

[4] ویستحب تاخیر الوتر الی آخر اللیل لواثق بالانتباہ والا قبل النوم ۱۲ درمختار ۲۴۳

[5] درمختار و شامی ص ۲۴۳ عالمگیری ۵۲ و منیہ ص ۵ ۱۲

[6] درمختار ۲۴۳ ص ۲۴۵ ۱۲

[7] وکرہ نفل وکل ما کان واجباً لغیرہ کمنذور و رکعتی طواف و سجدتی سہو والذی شرع فیہ فی وقت مستحب او مکروہ ثم افسدہ ولو سنۃ الفجر بعد صلوۃ فجر و صلوۃ عصر الی ما قبیل الطلوع و التغیر ۱۲ درمختار و شامی ۲۴۵

[9] غنیہ ۲۶ درمختار ۲۴۵ ۱۲

[10] ولو طلعت الشمس فی خلال الفجر تفسد صلوۃ الفجر ولو غربت الشمس فی خلال العصر لا تفسد ۱۲ غنیہ ص ۶

[11] شامی ۲۴۱ ۱۲

[ف] اسی طرح عشاء میں بھی جلدی کرنا مستحب ہے لیکن یہ اس وقت ہے جبکہ صحیح اوقات معلوم ہونے کا کوئی ذریعہ نہ ہو لیکن اگر صحیح اوقات کسی ذریعہ سے بھی معلوم ہو سکتے ہوں تو ہر نماز کا اپنے وقت پر پڑھنا ضروری ہے ۱۲ منہ

[8] اونچائی سے مراد یہاں ایک نیزہ کی اونچائی ہے جبکہ آفتاب کی طرف دیکھنے سے آنکھیں خیرہ ہو جاتی ہیں ۱۲

باب نمازکی شرطوں کا بیان پنجم

مسئلہ۔ نماز[1] شروع کرنے سے پہلے کئی چیزیں واجب ہیں۔ اگر وضو نہ ہو تو وضو کرے نہانے کی ضرورت ہو تو غسل کرے۔ بدن پر یا کپڑے پر کوئی نجاست لگی ہو تو اس کو پاک کرے جس جگہ نماز پڑھتی ہے وہ بھی پاک ہونی چاہیئے، فقط منھ[10] اور دونوں ہتھیلی اور دونوں پیر کے سوا سر سے پیر تک سارا بدن خوب ڈھانک لیوے قبلہ کی طرف منھ کرے جس نماز کو پڑھنا چاہتی ہے اس کی نیت یعنی دل سے ارادہ کرے وقت[2] آنے کے بعد نماز پڑھے۔ یہ سب چیزیں نماز کے لئے شرطیں ہیں، اگر اس میں سے ایک چیز بھی چھوٹ جاویگی تو نماز نہ ہوگی۔ مسئلہ[2] باریک[3] تنزیب یا ٹنگ یا جالی وغیرہ کا بہت باریک دوپٹہ اوڑھ کر نماز پڑھنا درست نہیں۔ مسئلہ[3] اگر نماز[4] پڑھتے وقت چوتھائی پنڈلی یا چوتھائی ران یا چوتھائی بانہہ کھل جائے اور اتنی دیر کھلی رہے جتنی دیر میں تین بار سبحان اللہ کہہ سکے تو نماز جاتی رہی پھر سے پڑھے اور اگر اتنی دیر نہیں لگی بلکہ کھلتے ہی ڈھک لیا تو نماز ہو گئی اسیطرح جتنے بدن کا ڈھانکنا واجب ہے اس میں سے جب چوتھائی عضو کھل جائے گا تو نماز نہ ہوگی جیسے ایک کان کا چوتھائی یا چوتھائی سر یا چوتھائی بال، چوتھائی پیٹ چوتھائی پیٹھ چوتھائی گردن، چوتھائی سینہ، چوتھائی چھاتی وغیرہ کھل جانے سے نماز نہ ہوگی۔ مسئلہ[4] جو لڑکی ابھی جوان نہیں ہوئی اگر اس کی اوڑھنی سرک گئی اور اس کا سر کھل گیا تو اسکی نماز ہو گئی۔ مسئلہ[5] اگر کپڑے[5] یا بدن پر کچھ نجاست لگی ہے لیکن پانی کہیں[6] نہیں ملتا تو اسی طرح نجاست کے ساتھ نماز پڑھ لیوے مسئلہ[6] اگر[7] سارا کپڑا نجس ہو یا پورا کپڑا تو نجس نہیں لیکن بہت ہی کم پاک ہے یعنی ایک چوتھائی سے کم پاک ہے اور باقی سب کا سب نجس ہے تو ایسے وقت یہ بھی درست ہے کہ اس کپڑے کو پہنے پہنے نماز پڑھے۔ اور یہ بھی درست ہے کہ کپڑا اُتار ڈالے اور ننگی ہو کر نماز پڑھے لیکن ننگی ہو کر نماز پڑھنے سے اسی نجس کپڑے کو پہنکر پڑھنا بہتر ہے اور اگر چوتھائی کپڑا یا چوتھائی سے زیادہ پاک ہو تو ننگی ہو کر نماز پڑھنا درست نہیں۔ اسی نجس کپڑے کو پہنکر پڑھنا واجب ہے۔ مسئلہ اگر کسی[8] کے پاس بالکل کپڑا نہ ہو تو ننگی نماز پڑھے لیکن ایسی جگہ پڑھے کہ کوئی دیکھ نہ سکے اور کھڑے ہو کر نہ پڑھے بلکہ بیٹھ کر پڑھے، اور رکوع سجدہ کو اشارہ سے ادا کرے اور اگر کھڑے کھڑے پڑھے اور رکوع سجدہ ادا کرے تو بھی درست ہے نماز ہو جائے گی لیکن بیٹھ کر پڑھنا بہتر ہے۔ مسئلہ مسافرت[9] میں کسی کے پاس تھوڑا سا پانی ہے کہ اگر نجاست دہوتی ہے تو وضو کے لئے نہیں بچتا اور اگر وضو کرے تو نجاست پاک کرنے کیلئے پانی نہ بچیگا

---

[1] در مختار صفحہ ۳۷۲ تا ۳۹۷ جلد ۱ ۱۲

[2] اما الشرط الخامس ہو الوقت ۱۲ منیہ صفحہ ۷۷

[3] اذا کان الثوب رقیقا بحیث ما تحتہ لا یحصل بہ ستر العورۃ ۱۲ منیہ صفحہ ۷۲

[4] ویمنع صحۃ الصلوۃ حتی انعقادہا کشف ربع عضو قدر اداء رکن بلا صنعہ من عورۃ غلیظۃ او خفیفۃ ۱۲ الدر المختار صفحہ ۳۷۹ ج ۱

[5] رد المختار صفحہ ۳۸۳ جلد ۱ ۱۲

[6] واذا لم یجد المکلف المسافر ما یزیل بہ نجاستہ او قللہا لبعدہ میلا او لعطش صلی معہا او عاریا ولا اعادۃ علیہ ۱۲ رد المختار صفحہ ۳۸۰

[7] ولو وجد ما کلہ نجس فانہ لا یستتر بہ فیہا او اقل من ربعہ طاہر ندب صلوتہ فیہ ولو کان ربعہ طاہرا صلی فیہ حتما ۱۲ در مختار صفحہ ۳۸۰ جلد ۱ و شرح تنویر صفحہ ۳۸۲

[8] در مختار صفحہ ۳۸۳ تا ۳۸۲ جلد ۱ ۱۲

[9] منیہ صفحہ ۲۵ ۱۲

[10] یہاں ظاہر کف اور باطن کف دونوں مراد ہیں ۱۲

[11] یہ حکم عورتوں کے ساتھ مخصوص ہے جیسا کہ در مختار صفحہ ۳۷۲ جلد ۱ پر حکم ہے مردوں کو فقط ناف کے نیچے سے گھٹنے تک ڈھانکنا فرض ہے جیسا کہ در مختار صفحہ ۳۷۵ جلد ۱ میں مذکور ہے انکے سوا اگر باقی جسم ڈھکا ہوا نہیں ہے تو نماز ہو جائیگی لیکن بلا ضرورت ایسا کرنا کراہت سے خالی نہیں ۱۲

[12] لیکن اگر دوپٹہ ہے تو باریک لیکن جن اعضاء کا ڈھانکنا ضروری ہے وہ دوسرے کپڑے سے ڈھکے ہوئے ہیں تو نماز ہو جائے گی ۱۲

[13] یہ نماز شروع کرنیکے بعد کا حکم ہے اور اگر نماز شروع کرتے وقت ہی کھلا ہے تو نماز شروع ہی نہ ہوگی اُسے ڈھک کر پھر سے شروع کرے

[14] یعنی اگر ایک میل شرعی کے اندر پانی نہیں مل سکتا تو نجاست کو بغیر دھوئے ہوئے نماز پڑھ لے ۱۲

تو اس پانی سے نجاست دھو ڈالے پھر وضو کیلئے تیمم کرے۔ **مسئلہ ۹** ظہر کی نماز پڑھی لیکن جب پڑھ چکی تو معلوم ہوا کہ جس وقت نماز پڑھی تھی اس وقت ظہر کا وقت نہیں رہا تھا بلکہ عصر کا وقت آگیا تھا تو اب پھر قضا پڑھنا واجب نہیں ہے بلکہ وہی نماز جو پڑھی ہے قضا میں آجاوے گی اور ایسا سمجھیں گے کہ گویا قضا پڑھی تھی۔ **مسئلہ ۱۰** اگر وقت[ع] آجانے سے پہلے ہی نماز پڑھ لی تو نماز نہیں ہوئی۔ **مسئلہ ۱۱** زبان سے نیت کرنا ضروری نہیں ہے بلکہ دل میں جب اتنا سوچ لیوے کہ میں آج کی ظہر کی فرض نماز پڑھتی ہوں، اور اگر سنت پڑھتی ہو تو یہ سوچ لے کہ ظہر کی سنت پڑھتی ہوں بس اتنا خیال کر کے اللہ اکبر کہہ کے ہاتھ باندھ لیوے تو نماز ہو جاوے گی۔ جو لمبی چوڑی نیت لوگوں میں مشہور ہے اس کا کہنا کچھ ضروری نہیں ہے۔ **مسئلہ ۱۲** اگر زبان[ع] سے نیت کہنا چاہے تو اتنا کہہ لینا کافی ہے نیت کرتی ہوں میں آج کے ظہر کے فرض کی اللہ اکبر۔ یا نیت کرتی ہوں ظہر کی سنتوں کی اللہ اکبر۔ اور چار رکعت نماز وقت ظہر منہ میرا طرف کعبہ شریف کے، یہ سب کہنا ضروری نہیں چاہے کہے چاہے نہ کہے۔ **مسئلہ ۱۳** اگر دل[ع] میں تو یہی خیال ہے کہ میں ظہر کی نماز پڑھتی ہوں لیکن ظہر کی جگہ زبان سے عصر کا وقت نکل گیا تو بھی نماز ہو جاوے گی۔ **مسئلہ ۱۴** اگر بھولے[ع] سے چار رکعت کی جگہ چھ رکعت یا تین زبان سے نکل جاوے تو بھی نماز ہو جاوے گی۔ **مسئلہ ۱۵** اگر کئی نمازیں[ع] قضا ہو گئیں اور قضا پڑھنے کا ارادہ کیا تو وقت مقرر کر کے نیت کرے یعنی یوں نیت کرے کہ میں فجر کے فرض پڑھتی ہوں۔ اگر ظہر کی قضا پڑھنا ہو تو یوں نیت کرے کہ ظہر کے فرض کی قضا پڑھتی ہوں۔ اسی طرح جس وقت کی قضا پڑھنا ہو خاص اسی کی نیت کرنا چاہئے اگر فقط اتنی نیت کر لی کہ میں قضا نماز پڑھتی ہوں اور خاص اس وقت کی نیت نہیں کی تو قضا صحیح نہ ہوگی پھر سے پڑھنی پڑے گی۔ **مسئلہ ۱۶** اگر کئی دن[ع] کی نمازیں قضا ہو گئیں تو دن تاریخ بھی مقرر کر کے نیت کرنا چاہئے جیسے کسی کی سنیچر، اتوار، پیر، اور منگل چار دن کی نمازیں جاتی رہیں تو اب فقط اتنی نیت کرنا کہ میں فجر کی نماز پڑھتی ہوں درست نہیں ہے بلکہ یوں نیت کرے کہ سنیچر کی فجر کی قضا پڑھتی ہوں پھر ظہر پڑھتے وقت کہے سنیچر کی ظہر کی قضا پڑھتی ہوں۔ اسی طرح کہتی جاوے۔ پھر جب سنیچر کی سب نمازیں قضا کر چکے تو کہے کہ اتوار کی فجر کی قضا پڑھتی ہوں اسی طرح سب نمازیں قضا پڑھے۔ اگر کئی مہینے یا کئی سال کی نمازیں قضا ہوں تو مہینے اور سال کا بھی نام لیوے اور کہے کہ فلانے سال کے فلانے مہینے کی فلاں تاریخ کی فجر کی قضا پڑھتی ہوں۔ بے اس طرح نیت کئے قضا صحیح نہیں ہوتی۔ **مسئلہ ۱۷** اگر کسی کو دن تاریخ مہینہ سال کچھ یاد نہ ہو تو یوں نیت کرے کہ فجر کی نمازیں جتنی میرے ذمے قضا ہیں ان میں سے

دن وتاریخ کا ذکر کئے ہوئے قضا نمازیں پڑھیں تو پھر سے اعادہ کرے بشرطیکہ کوئی دشواری نہ ہو ورنہ وہی نمازیں کافی ہوں گی ۱۲

ع۱ ان کان المزیل شاکا فی وقت الظہر فنوی ظہر الوقت فاذا الوقت قد خرج یجوز بناء علی ان القضاء بنیۃ الاداء والاداء بنیۃ القضاء یجوز ۱۲ قنیہ ص۲۷

ع۲ ومن الشروط الوقت للفرائض واعتقاد خولہ فلو صلی وعندہ ان الوقت لم یدخل فظہر انہ کان دخل لا تجزئہ لانا حکم بفساد صلاتہ بناء علی دلیل شرعی وہو تحریہ لا یتقلب جائزۃ اذا ظہر خلافہ ۱۲ مراقی ص۳۴

ع۳ وشرطہ الخامس النیۃ وہی الارادۃ لا العلم والمعتبر فیہا عمل القلب اللازم للارادۃ وہو ان یعلم بداہۃ ای صلوۃ یصلی ۱۲ در ص۳۸۵-۳۸۶ ج۱

ع۴ در ص۳۸۸ تا ۳۹۰ ج۱ ۱۲

ع۵ فلو قصد الظہر تلفظ بالعصر سہوا اجزاہ ۱۲ رد المحتار ص۳۸۶ ج۱

ع۶ دیکھو حاشیہ ع۳ صفحہ ہذا

ع۷ در ص۳۸۸ تا ۳۹۰ ج۱ ۱۲

ع۸ رد المحتار ص۳۸۹ ج۱ ودر ص۶۹۹ ج۱ ۱۲

ع۹ والاسہل فیہا اذا وجد المزاحم نیۃ اولی ظہر علیہ او آخر ظہر ۱۲ در ص۳۸ ج۱

ع۱۰ نماز کا وقت داخل ہونے سے قبل نماز بالکل نہیں ہوتی چاہے سہوا پڑھے یا عمدا ۱۲

ع۱۱ لیکن اگر کسی نے بغیر

جو سب سے اوّل ہے اس کی قضا پڑھتی ہوں۔ یا ظہر کی نمازیں جتنی میرے ذمہ قضا ہیں ان میں سے جو سب سے اول ہے اس کی قضا پڑھتی ہوں اسی طرح نیت کرکے برابر قضا پڑھتی رہے۔ جب دل گواہی دے دے کہ اب سب نمازیں جتنی جاتی رہی تھیں سب کی قضا پڑھ چکی ہوں تو قضا پڑھنا چھوڑ دے۔ **مسئلہ ۱۸** سنت[1] اور نفل اور تراویح کی نماز میں فقط اتنی نیت کر لینا کافی ہے کہ میں نماز پڑھتی ہوں۔ سنت ہونے اور نفل ہونے کی کچھ نیت نہیں کی تو بھی درست ہے۔ مگر سنت تراویح کی نیت کر لینا زیادہ احتیاط کی بات ہے۔

باب	قبلہ کی طرف منہ کرنے کا بیان	ششم

مسئلہ ۱ اگر کسی[2] ایسی جگہ ہے کہ قبلہ معلوم نہیں ہوتا کدھر ہے اور نہ وہاں کوئی ایسا آدمی ہے جس سے پوچھ سکے تو اپنے دل میں سوچے جدھر دل گواہی دے اُسی طرف پڑھ لیوے اگر بے سوچے پڑھ لیوے گی تو نماز نہ ہوگی۔ لیکن اگر بعد میں معلوم ہو جاوے کہ ٹھیک قبلہ ہی کی طرف پڑھی ہے تو نماز ہو جائے گی اور اگر وہاں آدمی تو موجود ہے لیکن پردہ اور شرم کے مارے پوچھا نہیں اسی طرح نماز پڑھ لی تو نماز نہیں ہوگی ایسے وقت شرم نہ کرنا چاہئے بلکہ پوچھ کر نماز پڑھے۔ **مسئلہ ۲** اگر کوئی[3] بتلانے والا نہ ملا اور دل کی گواہی پر نماز پڑھ لی پھر معلوم ہوا کہ جدھر نماز پڑھی ہے ادھر قبلہ نہیں ہے تو بھی نماز ہو گئی۔ **مسئلہ ۳** اگر ایک[4] رخ نماز پڑھتی تھی پھر نماز ہی میں معلوم ہو گیا کہ قبلہ ادھر نہیں ہے بلکہ فلانی طرف ہے تو نماز ہی میں قبلہ کی طرف گھوم جاوے اب معلوم ہونے کے بعد اگر قبلہ کی طرف نہ پھرے گی تو نماز نہ ہوگی۔ **مسئلہ ۴** اگر کوئی[5] کعبہ شریف کے اندر نماز پڑھے تو یہ بھی جائز ہے اور اس کے اندر نماز پڑھنے والی کو اختیار ہے جدھر چاہے منہ کر کے نماز پڑھے۔ **مسئلہ ۵** کعبہ[6] شریف کے اندر فرض نماز بھی درست ہے اور نفل بھی درست ہے۔

باب	فرض نماز پڑھنے کے طریقہ کا بیان	ہفتم

مسئلہ ۱ نماز کی نیت کرکے اللہ اکبر کہے[7] اور اللہ اکبر کہتے وقت اپنے دونوں ہاتھ کندھے[8] تک اٹھاوے لیکن ہاتھوں کو دوپٹہ سے باہر نہ نکالے پھر سینہ[9] پر ہاتھ باندھ لے اور داہنے ہاتھ کی ہتھیلی کو بائیں ہاتھ کی ہتھیلی کی پشت[10] پر رکھ دے اور یہ دعا[11] پڑھے سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ ۔ پھر اعوذ باللہ اور بسم اللہ پڑھ کر الحمد پڑھے اور

[1] وکفی مطلق نیۃ الصلوٰۃ لنفل وسنۃ راتبۃ وتراویح ۱۲ درمختار ص ۳۸۸ ج ۱
[2] فتاوی ہندیہ ص ۳۹ ج ۱ ۱۲
[3] درمختار ص ۳۸۸ تا ۳۹۰ ج ۱ ۱۲
[4] ہدایہ ص ۸۰-۸۲ ج ۱ ودرمختار ص ۳۹۳ ج ۱ وشامی ص ۳۹۴ ج ۱
[5] و [6] صح فرض ونفل فیہا ای فی داخلہا الی ای منہا توجہ وکذا صح فرض ونفل فوقہا وان لم یتخذ مصلیہا سترۃ لکنہ مکروہ ۱۲ مراقی ص ۷
[7] واذا اراد الشروع فی الصلوٰۃ کبر لو قادرا للافتتاح ای قال وجوبا اللہ اکبر درمختار ص ۴۴۲ ج ۱
[8] ہدایہ ص ۸۸ ج ۱ وشامی ص ۴۴۴ ج ۱ ۱۲
[9] ووضع الرجل یمینہ علی یسارہ تحت سرتہ آخذا رسغہا بخنصرہ وابہامہ ای بحلق الخنصر والابہام علی الرسغ وبسط الاصابع الثلاث ہو المختار وتضع المرأۃ والخنثی الکف علی الکف تحت ثدیہا درمختار ص ۴۵۵ ج ۱ وفی شرح النقایہ والمرأۃ تضع علی صدرہا ۱۲ ص ۳۷ ج ۱
[10] درمختار ص ۴۵۵ ج ۱ وہدایہ ص ۸۹ تا ۹۰ ج ۱ ورد المحتار ص ۴۵۶ ج ۱ وبحر ص ۳۲۱ ج ۱ وشرح نقایہ ص ۵۵-۵۶ ج ۱ ۱۲
[11] اگر گھونٹنے میں اتنی دیر کی جتنی میں تین بار سبحان اللہ کہا جا سکتا ہو تو نماز نہ ہوگی ۱۲ شرح نقایہ ص ۶۱ ج ۱ نیز ۱۲
پر جزم پڑھے ۱۲ مرد کانوں تک ہاتھ اٹھائیں یا ساہا بابہامیہ شحمتی اذنیہ ۱۲ شرح نقایہ ص ۱۷ ج ۱ مرد ناف کے نیچے ہاتھ باندھیں جیسا کہ حاشیہ نمبر ۹ صفحہ ہذا پر درج کیا گیا ہے ۱۲
مرد دائیں ہاتھ سے بایاں پہنچا اس طرح پکڑیں جیسے حاشیہ نمبر ۹ صفحہ ہذا پر بتایا گیا ہے ۱۲

وَلَا الضَّآلِّیْنَ کے بعد آمین کہے پھر بسم اللہ پڑھ کر کوئی سورت پڑھے پھر اللہ اکبر کہہ کے رکوع میں جاوے اور سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ تین مرتبہ یا پانچ مرتبہ یا سات مرتبہ کہے اور رکوع میں دونوں ہاتھ کی انگلیاں ملا کر گھٹنوں پر رکھدے اور دونوں بازو پہلو سے خوب ملائے رہے اور دونوں پیر کے ٹخنے بالکل ملا دیوے پھر سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ کہتی ہوئی سر کو اٹھاوے جب خوب سیدھی کھڑی ہو جاوے تو پھر اللہ اکبر کہتی ہوئی سجدہ میں جاوے۔ زمین پر پہلے گھٹنے رکھے۔ پھر کانوں کے برابر ہاتھ رکھے اور انگلیاں خوب ملا لیوے پھر دونوں ہاتھوں کے بیچ میں ماتھا رکھے اور سجدے کے وقت ماتھا اور ناک دونوں زمین پر رکھدے اور ہاتھ اور پاؤں کی انگلیاں قبلہ کی طرف رکھے مگر پاؤں کھڑے نہ کرے بلکہ داہنی طرف کو نکالدے اور خوب سمٹ کر اور دب کر سجدہ کرے کہ پیٹ دونوں رانوں سے اور بانہیں دونوں پہلو سے ملا دیوے اور دونوں بانہیں زمین پر رکھدے اور سجدہ میں کم سے کم تین دفعہ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کہے پھر اللہ اکبر کہتی ہوئی اٹھے اور خوب اچھی طرح بیٹھ جاوے تب دوسرا سجدہ اللہ اکبر کہہ کے کرے اور کم سے کم تین دفعہ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کہہ کے اللہ اکبر کہتی ہوئی کھڑی ہو جائے اور زمین پر ہاتھ ٹیک کر کے نہ اٹھے۔ پھر بسم اللہ کہہ کر الحمد اور سورت پڑھ کے دوسری رکعت اسی طرح پوری کرے۔ جب دوسرا سجدہ کر چکے تو بائیں چوتڑ پر بیٹھے اور اپنے دونوں پاؤں داہنی طرف نکالدیوے اور دونوں ہاتھ اپنی رانوں پر رکھے اور انگلیاں خوب ملا کر رکھے پھر پڑھے اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّیِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصّٰلِحِیْنَ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اور جب کلمہ پر پہنچے تو بیچ کی انگلی اور انگوٹھے سے حلقہ بنا کر لا الٰہ کہنے کے وقت انگلی اٹھاوے اور الا اللہ کہنے کے وقت جھکا دے مگر عقد و حلقہ کی ہیئت کو آخر نماز تک باقی رکھے اگر چار رکعت پڑھنا ہو تو اس سے زیادہ اور کچھ نہ پڑھے بلکہ فوراً اللہ اکبر کہہ کے اٹھ کھڑی ہو اور دو رکعتیں اور پڑھ لے اور فرض نماز میں پچھلی دو رکعتوں میں الحمد کے ساتھ اور کوئی سورت نہ ملاوے جب چوتھی رکعت پر بیٹھے تو پھر التحیات پڑھ کے یہ درود پڑھے

کر نا مکروہ ہے واحناء بحاشیہ القوس مکروہ ۱۲ مراقی ص۱۵ ۔ لـ مخنو دلیعنی اکیلے نماز پڑھنے والے کو سمع اللہ لمن حمدہ ربنا لک الحمد کہنا چاہئے ۱۲

ف لفظ مگر پاؤں سے نکالدے تک اس مرتبہ اضافہ ہوا ۱۲ ۔ ــہ مردوں کو چاہئے کہ وہ سجدہ کرتے وقت پیٹ کو رانوں سے اور بازوؤں کو پہلو سے جدا رکھیں کما صرح فی شرح النقایہ مبدیا ضبعیہ مجافیا بطنہ عن فخذیہ ۱۲ ص۳۶ ج۱ ــہ مرد دونوں بانہیں زمین پر نہ رکھیں ۱۲ لـ مرد بائیں پیر پر بیٹھیں اور داہنا پیر کھڑا رکھیں کما فی الدر و یفترش الرجل رجلہ الیسریٰ و یجلس علیہا و ینصب رجلہ الیمنیٰ ۱۲ ص۱۶ ج۱

ـہ مجافیا عضدیہ (شامی ص۳۶ ج۱) چنانچہ مردوں کو چاہئے کہ اپنے بازو پہلو سے علیحدہ رکھیں ۱۲ ــہ یہ حکم صرف عورتوں کے لئے ہے دیکھئے رکتیہا و شامی ص۴۶ ج۱) مردوں کیلئے ایسا

ا شامی ص۳۶۱ ۱۲
۲ شرح نقایہ ص۶۳ تا ص۷۸ ج۱ ۱۲
۳ و سجد علی انفہ و جبہتہ و وجہ اصابع رجلیہ نحو القبلۃ ۱۲ ہدایہ بحذف ص۹۴۷۹ و در ص۶۶ ج۱
۴ انہا لا تنصب اصابع القدمین کما ذکرہ فی المجتبیٰ ۱۲ بحر ص۳۲۱ ج۱
۵ والمرأۃ تخفض فلا تبدی عضدیہا و تلصق بطنہا بفخذیہا لانہ استر ۱۲ در ص۴۷ ج۱
۶ و تفترش ذراعیہا ۱۲ شامی ص۴۷ ج۱
۷ ہدایہ ص۹۲ ج۱
۸ و یجلس بین السجدتین مطمئنا در ص۴۷ ج۱ و فی المنیہ ص۸۳ ثم یکبر قاعدا کبر و سجد ثانیا ۱۲
۹ شرح نقایہ ص۶۹ ج۱ و منیہ ص۸۴ ۱۲
۱۰ " " " ۱۲
۱۱ والمرأۃ تجلس علی الیتہا الیسریٰ مخرجۃ رجلیہا من الجانب الایمن (شرح نقایہ ص۷۰ ج۱) و فی الدر ص۴۷ و تضع فیہ یدیہا تبلغ روس اصابعہا رکبتیہا و تضم فیہ اصابعہا ۱۲
۱۲ و قرأ تشہد ابن مسعود رض ۱۲ بحر ص۳۴۲ ج۱ و در ص۶۷
۱۳ مراقی ص۱۵۸ و رد المحتار ص۵۱۶ ج۱
۱۴ شرح نقایہ ص۷۱ ج۱ مراقی ص۶۲ و در ص۶۷ ج۱ ۱۲
۱۵ ہدایہ ص۹۷ ج۱ ۱۲
۱۶ ہدایہ ص۹۹ ج۱ ۱۲
۱۷ در ص۶۷ ج۱ ۱۲

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ○ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ○ پھر[۱] یہ دعا پڑھے رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ○ یا یہ دعا پڑھے اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِجَمِیْعِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ الْاَحْیَآءِ مِنْھُمْ وَالْاَمْوَاتِ یا کوئی اور دعا پڑھے جو حدیث یا قرآن مجید میں آئی ہو۔ پھر[۲] اپنے داہنی طرف سلام پھیرے اور کہے اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ پھر یہی کہہ کر بائیں طرف سلام پھیرے اور سلام[۳] کرتے وقت فرشتوں پر سلام کرنے کی نیت کرے۔ یہ نماز پڑھنے کا طریقہ ہے۔ لیکن اس[۵] میں جو فرائض[۴] ہیں اُن میں سے اگر ایک بات بھی چھوٹ جاوے تو نماز نہیں ہوتی چاہے قصداً چھوڑا ہو یا بھولے سے دونوں کا ایک حکم ہے اور بعضی چیزیں واجب[۵] ہیں کہ اس میں سے اگر کوئی چیز قصداً چھوڑ دے تو نماز نکمی اور خراب ہو جاتی ہے اور پھر سے نماز پڑھنی پڑتی ہے۔ اگر کوئی پھر سے نہ پڑھے تو خیر تب بھی فرض سر سے اتر جاتا ہے لیکن بہت گناہ ہوتا ہے اور اگر بھولے سے چھوٹ جاوے تو سجدۂ سہو کر لینے سے نماز ہو جاوے گی اور بعضی چیزیں سنت ہیں اور بعضی چیزیں مستحب ہیں۔ **مسئلہ ۲**۔ نماز میں چھ[۶] چیزیں فرض ہیں۔ نیت[۱] باندھتے وقت اللّٰہ اکبر کہنا۔ کھڑا[۲] ہونا قرآن[۳] میں سے کوئی سورت یا آیۃ پڑھنا۔ رکوع[۴] کرنا۔ اور دونوں[۵] سجدے کرنا۔ اور نماز[۶] کے اخیر میں جتنی دیر التحیات پڑھنے میں لگتی ہے اتنی دیر بیٹھنا۔ **مسئلہ ۳**۔ یہ چیزیں[۷] نماز میں واجب ہیں۔ الحمد[۱] پڑھنا۔ اُس[۲] کے ساتھ کوئی سورت ملانا۔ ہر فرض[۳] کو اپنے اپنے موقع پر ادا کرنا اور پہلے[۴] کھڑے ہو کر الحمد پڑھنا۔ پھر[۵] سورت ملانا پھر رکوع[۶] کرنا پھر سجدہ[۷] کرنا۔ دو رکعت[۸] پر بیٹھنا۔ دونوں[۹] بیٹھکوں میں التحیات پڑھنا۔ وتر کی نماز میں دعاء قنوت[۱۰] پڑھنا۔ السلام[۱۱] علیکم ورحمۃ اللّٰہ کہہ کر سلام پھیرنا۔ ہر[۹] چیز کو اطمینان سے ادا کرنا۔ بہت جلدی نہ کرنا۔ **مسئلہ ۴**۔ ان باتوں کے سوا جتنی اور باتیں ہیں وہ سب سنت ہیں لیکن بعضی ان میں سے مستحب ہیں۔ **مسئلہ ۵**۔ اگر کوئی[۱۲] نماز میں الحمد نہ پڑھے بلکہ کوئی اور آیۃ یا کوئی اور پوری سورت پڑھے یا فقط الحمد پڑھے اس کے ساتھ کوئی سورت یا کوئی آیت نہ ملاوے یا دو رکعت پڑھ کے نہ بیٹھے بے بیٹھے اور بے التحیات پڑھے تیسری رکعت کے لئے کھڑی ہو جاوے یا بیٹھ تو گئی لیکن التحیات نہیں پڑھی تو ان سب صورتوں میں سر سے فرض تو اُتر جائے گا۔ لیکن نماز بالکل نکمی اور خراب ہے پھر سے پڑھنا واجب ہے نہ دہراویگی تو بڑا گناہ ہوگا۔ البتہ[۱۳] اگر بھولے سے

---

[۱] ودعا بما یشبہ الفاظ القرآن والادعیۃ الماثورۃ ولا یدعو بما یشبہ کلام الناس ۱۲ ہدایہ بحذف ص ۹۴ ج ۱

[۲] ثم یسلم عن یمینہ فیقول السلام علیکم ورحمۃ اللّٰہ وعن یسارہ مثل ذلک ۱۲ ہدایہ ص ۹۴ ج ۱

[۳] والمنفرد ینوی الحفظۃ لا غیر ۱۲ ہدایہ ص ۹۴ ج ۱

[۴] درمختار ردالمحتار ص ۴۲۳ ج ۱ ۱۲

[۵] در ص ۴۲۵ ج ۱ ۱۲

[۶] فرائض الصلوٰۃ ستۃ التحریمۃ[۱] والقیام[۲] والقراءۃ[۳] والرکوع[۴] والسجود[۵] والقعدۃ[۶] فی اٰخر الصلوٰۃ مقدار التشہد ۱۲ ہدایہ بحذف ص ۸۲ ج ۱

[۷] ہدایہ ص ۸۲ ج ۱ ۱۲

[۸] (ویجب) لفظ السلام دون علیکم ۱۲ مراقی ص ۱۴۲

[۹] ویجب الاطمینان وھو التعدیل فی الارکان ۱۲ مراقی ص ۱۴۲

[۱۰] ولہا واجبات لا تفسد بترکہا وتعاد وجوباً فی العمد والسہو ان لم یسجد لہ ای للسہو ۱۲ در وشامی ص ۴۲۵

[۱۱] السلام علیکم ورحمۃ اللّٰہ میں لفظ اللّٰہ کی ہاء ساکن پڑھنی چاہیئے ۱۲

[۱۲] وینوی بالتسلیم الاولیٰ من علیٰ یمینہ من الرجال والنساء والحفظۃ وکذلک فی الثانیۃ ولا بد للمقتدی من نیۃ امامہ فان کان الامام من الجانب الایمن والایسر نواہ فیہم وان کان بحذائہ نواہ فیہا والمنفرد ینوی الحفظۃ لا غیر ۱۲ ہدایہ بحذف ص ۹۴ ج ۱

[۱۳] مطلب یہ ہے کہ تکبیر تحریمہ فرض ہے نہ کہ خاص یہ لفظ ۱۲ تصحیح الاغلاط

[۱۴] مراد خروج بلفظ السلام ہے تسہیل فہم کے لئے یہ عنوان اختیار کیا گیا فلا اعتراض مزید تحقیق اسکی تحقیقات مفیدہ میں ہے ۱۲ تصحیح الاغلاط

[۱۵] فرائض وواجبات کے علاوہ جتنی چیزیں ہیں انمیں سے بعض سنت ہیں اور بعض مستحب ۱۲

ایسا کیا تو سجدۂ سہو کر لینے سے نماز درست ہو جاوے گی۔ مسئلہ [6] اگر السلام علیکم ورحمۃ اللہ کی موقع پر سلام نہیں پھیرا بلکہ جب سلام کا وقت آیا تو کسی سے بول پڑی باتیں کرنے لگی یا اُٹھ کے کہیں چلی گئی یا اور کوئی ایسا کام کیا جس سے نماز ٹوٹ جاتی ہے تو اس کا بھی یہی حکم ہے کہ فرض تو اتر جاویگا لیکن نماز کا دہرانا واجب ہے پھر سے نہ پڑھیگی تو بڑا گناہ ہوگا۔ مسئلہ [7] اگر پہلے سورت پڑھی پھر الحمد پڑھی تب بھی نماز دہرانا پڑے گی اور اگر بھولے سے ایسا کیا تو سجدۂ سہو کرے۔ مسئلہ [8] الحمد کے بعد کم سے کم تین آیتیں پڑھنی چاہئیں۔ اگر ایک ہی آیہ یا دو آیتیں الحمد کے بعد پڑھے تو اگر وہ ایک آیت اتنی بڑی ہو کہ چھوٹی چھوٹی تین آیتوں کے برابر ہو جاوے تب بھی درست ہے۔
مسئلہ [9] اگر کوئی رکوع سے کھڑی ہو کر سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ یا رکوع میں سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ نہ پڑھے یا سجدہ میں سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی نہ پڑھے یا اخیر کی بیٹھک میں التحیات کے بعد درود شریف نہ پڑھے تو بھی نماز ہو گئی۔ لیکن سنت کے خلاف ہے۔ اسی طرح اگر درود شریف کے بعد کوئی دعا نہ پڑھی فقط درود پڑھ کر سلام پھیر دیا۔ تب بھی نماز درست ہے لیکن سنت کے خلاف ہے مسئلہ [10] نیت باندھتے وقت ہاتھوں کا اٹھانا سنت ہے اگر کوئی نہ اٹھاوے تب بھی نماز درست ہے مگر خلاف سنت ہے مسئلہ [11] ہر رکعت میں بسم اللہ پڑھ کر الحمد پڑھے اور جب سورۃ ملاوے تو سورۃ سے پہلے بسم اللہ پڑھ لیوے یہی بہتر ہے مسئلہ [12] سجدہ کے وقت اگر ناک اور ماتھا دونوں زمین پر نہ رکھے بلکہ فقط ماتھا زمین پر رکھے اور ناک نہ رکھے تو بھی نماز درست ہے اور اگر ماتھا نہیں لگایا یا فقط ناک زمین پر لگائی تو نماز نہیں ہوئی البتہ اگر کوئی مجبوری ہو تو فقط ناک لگانا بھی درست ہے۔ مسئلہ [13] اگر رکوع کے بعد اچھی طرح کھڑی نہیں ہوئی ذرا سا سر اٹھا کر سجدہ میں چلی گئی تو نماز پھر سے پڑھے۔ مسئلہ [14] اگر دونوں سجدوں کے بیچ میں اچھی طرح نہیں بیٹھی ذرا سا سر اٹھا کے دوسرا سجدہ کر لیا تو اگر ذرا ہی سر اٹھایا ہو تو ایک ہی سجدہ ہوا دونوں سجدے ادا نہیں ہوئے اور نماز بالکل نہیں ہوئی۔ اور اگر اتنا ہی اٹھی کہ قریب قریب بیٹھنے کے ہو گئی ہو تو خیر نماز سر سے تو اتر گئی لیکن بڑی نکمی اور خراب ہو گئی اسلئے پھر سے پڑھنا چاہئے نہیں تو بڑا گناہ ہوگا۔ مسئلہ [15] اگر پیال پر یا روئی کی چیز پر سجدہ کرے تو سر کو خوب دبا کر کے سجدہ کرے اتنا دباوے کہ اُس سے زیادہ نہ دب سکے اگر اوپر اوپر ذرا اشارہ سے سر رکھ دیا دبایا نہیں تو سجدہ نہیں ہوا۔ مسئلہ [16] فرض نماز میں پچھلی دو رکعتوں میں اگر الحمد

ل۵ دیکھو حاشیہ نمبر ۱۱ صفحہ ۱۶
ع۵ ولہا واجبات نذری تقدیم الفاتحۃ علی کل سورۃ حتی قالوا لو قرأ حرفا من السورۃ ساہیا ثم تذکر یقرأ الفاتحۃ ثم السورۃ ویلزمہ سجود السہو ۱۲ در و شامی ص۴۲۶ ج۱
۳۵ ویجب ضم اقصر سورۃ کالکوثر او ما قام مقامہا وہو ثلاث آیات قصار ۱۲ در ص۴۲۶ ج۱
ع۵ در ص۴۳۴ تا ۴۳۵ ۱۲
۵ وسننہا رفع الیدین للتحریمۃ وترک السنۃ لا یوجب فسادا ولا سہوا بل اساءۃ لو عامدا غیر مستخف ۱۲ در ص۴۴۳
۶ رد المحتار ص۴۵۰ ج۱ ۱۲
۷ وسجد بانفہ وجبہتہ وکرہ اقتصارہ فی السجود علی احدہما ومنعا الاکتفاء بالانف بلا عذر والیہ صح رجوعہ وعلیہ الفتوی ۱۲ در ص۴۶۵ ج۱
۸ و ۹ شامی ص۴۶۶ ج۱ رد المحتار ص۴۳۳ ج۱ ۱۲
۱۰ شامی ص۴۴۶ ج۱ ۱۲
۱۱ شامی ص۴۲۵ ج۱ ۱۲
عہ اگر فقط ناک پر سجدہ کیا تو خواہ قصداً ایسا کیا ہو یا بھول کر دونوں صورتوں میں نماز نہیں ہوگی ۱۲
عہ اگر قصداً پوری طرح نہیں کھڑی ہوئی تو نماز کو دہرائے اور اگر بھول کر ایسا کیا ہو تو سجدۂ سہو کرے
سہ اگر قصداً ایسا کیا ہے تو نماز دہرائے اور اگر بھول کر ایسا کیا تو سجدۂ سہو کرے ۱۲ اللہ اگر دبایا نہیں تو سجدہ نہیں ہوا خواہ قصداً نہ دبایا ہو یا بھول کر ۱۲

کے بعد کوئی سورت بھی پڑھ گئی تو نماز میں کچھ نقصان نہیں آیا۔ نماز بالکل صحیح ہے **مسئلہ ۱۷** اگر پچھلی[1] دو رکعتوں میں الحمد نہ پڑھے بلکہ تین دفعہ سبحان اللہ سبحان اللہ کہہ لے تو بھی درست ہے۔ لیکن الحمد پڑھ لینا بہتر ہے اور اگر کچھ نہ پڑھے چپکی کھڑی رہے تو بھی کچھ حرج نہیں۔ نماز درست[2] ہے۔ **مسئلہ ۱۸** پہلی[3] دو رکعتوں میں الحمد کے ساتھ سورت ملانا واجب ہے اگر کوئی پہلی رکعتوں میں فقط الحمد پڑھے سورت نہ ملاوے یا الحمد بھی نہ پڑھے سبحان اللہ سبحان اللہ پڑھتی رہے تو اب پچھلی رکعتوں میں الحمد کے ساتھ سورت ملانا چاہئے۔ پھر اگر قصداً ایسا کیا ہو تو نماز پھر سے پڑھے اور اگر بھولے سے کیا ہو تو سجدہ سہو کر لے۔ **مسئلہ ۱۹** نماز[4] میں الحمد اور سورت وغیرہ ساری چیزیں آہستہ اور چپکے سے پڑھے لیکن ایسی طرح پڑھنا چاہئے کہ خود اپنے کان میں آواز ضرور آوے۔ اگر اپنی آواز خود اپنے آپ کو بھی نہ سنائی دیوے تو نماز نہ ہوگی۔ **مسئلہ ۲۰** کسی[5] نماز کے لئے کوئی سورت مقرر نہ کرے بلکہ جو جی چاہے پڑھا کرے سورت[6] مقرر کر لینا مکروہ ہے۔ **مسئلہ ۲۱** دوسری[7] رکعت میں پہلی رکعت سے زیادہ لمبی سورت نہ پڑھے۔ **مسئلہ ۲۲** سب[8] عورتیں اپنی اپنی نماز الگ الگ پڑھیں۔ جماعت سے نہ پڑھیں۔ اور جماعت کے لئے مسجد میں جانا اور وہاں جا کر مردوں کے ساتھ پڑھنا نہ چاہئے۔ اگر کوئی عورت اپنے شوہر وغیرہ کسی محرم کے ساتھ جماعت کر کے نماز پڑھے تو اس کے مسئلے کسی سے پوچھ لے۔ چونکہ ایسا اتفاق کم ہوتا ہے اسلئے ہم نے بیان نہیں کئے۔ البتہ اتنی بات یاد رکھے کہ اگر کبھی ایسا موقع ہو تو کسی مرد کے برابر نہ کھڑی ہو۔ بالکل پیچھے رہے ورنہ اس کی نماز بھی خراب ہوگی اور اس مرد کی نماز بھی برباد ہو جاویگی **مسئلہ ۲۳** اگر نماز پڑھتے میں وضو ٹوٹ جاوے تو وضو کر کے پھر سے نماز پڑھے **مسئلہ ۲۴** مستحب[9] یہ ہے کہ جب کھڑی ہو تو اپنی نگاہ سجدہ کی جگہ رکھے اور جب رکوع میں جائے تو پاؤں پر نگاہ رکھے اور جب سجدہ کرے تو ناک پر۔ سلام پھیرتے وقت کندھوں پر نگاہ رکھے اور جب جمائی آوے تو منہ خوب بند کر لے اگر اور کسی طرح نہ رکے تو ہاتھ کی ہتھیلی کے اوپر کی طرف سے روکے۔ اور جب گلا سہلاوے تو جہاں تک ہو سکے کھانسی کو روکے اور ضبط کرے۔

باب	قرآن شریف پڑھنے کا بیان	ہشتم

مسئلہ ۱ قرآن[10] شریف کو صحیح صحیح پڑھنا واجب ہے۔ ہر حرف کو ٹھیک ٹھیک پڑھے ہمزہ اور عین میں جو فرق ہے اسی طرح بڑی ح اور ہ میں اور ذ ظ ز ض میں اور س ص ث میں ٹھیک نکال کے پڑھے ایک حرف کی جگہ دوسرا حرف نہ پڑھے۔ **مسئلہ ۲** اگر کسی[11] سے کوئی حرف نہیں نکلتا

[1] ویخیر بین قراءۃ الفاتحۃ وتسبیح ثلاثا وسکوت قدرہا علی المذہب ۱۲ شرح التنویر ص ۵۳۳ ج ۱
[2] ہدایہ ص ۹۶ ج ۱ ودر مختار ص ۵۰۰ ج ۱ ۱۲
[3] و ادنی الجہر اسماع غیرہ وادنی المخافتۃ اسماع نفسہ ۱۲ در ص ۴۹۸ ج ۱
[4] ولا یتعین شئی من القرآن لصلوۃ علی طریق الفرضیۃ ۱۲ در ص ۵۰۰ ج ۱ وہدایہ ص ۱۰۰ ج ۱
[5] و اطالۃ الثانیۃ علی الاولی یکرہ ۱۲ در ص ۵۰۶ ج ۱ وہدایہ ص [illegible] ج ۱
[6] در ص ۵۱۰ ج ۱ و [illegible] ص ۵۱۸ ج ۱ ۱۲
[7] ہدایہ ص ۱۰۰ ج ۱ ودر ص ۵۶۱ تا ۵۶۰ ج ۱ ۱۲
[8] در ص ۴۴۴ ج ۱ ۱۲
[9] علامہ جزری فرماتے ہیں الاخذ بالتجوید حتم لازم ۰ من لم یجود القرآن آثم ۱۲
[10] وکذا من لا یقدر علی التلفظ بحرف من الحروف عطفہ علی ما قبلہ بناء علی ان الالثغ خاص بالسین والراء کما یعلم مما عن المغرب وذلک کالرحمن الرحیم والشیتان الرجیم والآلمین وایاک نابد وایاک نستئین السرات انامت فکل ذلک حکمہ ما مر من بذل الجہد دائماً والا فلا تصح الصلوۃ بہ ردالمحتار ص ۵۸۳ ج ۱ وفی المنیۃ ص ۴۸۵ وکان القاضی الشہید المحسن یقول الاحسن فیہ ان یقرأ ان جری علی لسانہ ولم یکن ممیزاً لا وفی زعمہ ان اداء الکلمۃ علی وجہہا لا تفسد ۱۲

[اصل حاشیہ] مگر اتنی دیر کھڑا رہنا ضروری ہے جتنی دیر میں تین بار سبحان اللہ کہا جا سکے ۱۲ [اصل حاشیہ] اس مسئلہ کے متعلق سوال و جواب امداد الفتاوی میں درج ہے جس سے عبارت متن کی تائید ہوتی ہے ۱۲ تصحیح الاغلاط [اصل حاشیہ] البتہ وہ سورتیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھی ہیں کبھی کبھی پڑھ لیا کرے تو مستحب ہے ۱۲

جیسے ح کی جگہ ہ پڑھتی ہے یا عین نہیں نکلتا یا ث س ص سب کو سین ہی پڑھتی ہے تو صحیح پڑھنے کی مشق کرنا لازم ہے اگر صحیح پڑھنے کی محنت نہ کریگی تو گنہگار ہوگی اور اس کی کوئی نماز صحیح نہ ہوگی۔ البتہ اگر محنت سے بھی درستی نہ ہو تو لاچاری ہے۔ **مسئلہ ۳** اگر ح[۱] ع وغیرہ سب حرف نکلتے تو ہیں لیکن ایسی بے پروائی سے پڑھتی ہے کہ ح کی جگہ ہ اور ع کی جگہ ہمزہ ہمیشہ پڑھ جاتی ہے کچھ خیال کرکے نہیں پڑھتی تب بھی گنہگار ہے اور نماز صحیح نہیں ہوتی **مسئلہ ۴** جو سورت[۲] پہلی رکعت[۳] میں پڑھی ہے وہی سورت دوسری رکعت میں پھر پڑھ گئی تو بھی کچھ حرج نہیں لیکن بے ضرورت ایسا کرنا بہتر نہیں۔ **مسئلہ ۵** جس[۴] طرح کلام مجید میں سورتیں آگے پیچھے لکھی ہیں نماز میں اسی طرح پڑھنا چاہئے جس طرح عم کے سیپارے میں لکھی ہیں اس طرح نہ پڑھے یعنی جب پہلی رکعت میں کوئی سورت پڑھے تو اب دوسری رکعت میں اس کے بعد والی سورت پڑھے اس کے پہلے والی سورت نہ پڑھے جیسے کسی نے پہلی رکعت میں قُلْ یَآاَیُّهَا الْکٰفِرُوْنَ پڑھی تو اب اِذَا جَآءَ یا قُلْ هُوَ اللّٰهُ یا قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ یا قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ پڑھے اور اَلَمْ تَرَ کَیْفَ اور لِاِیْلٰفِ وغیرہ اس کے اوپر کی سورتیں نہ پڑھے کہ اس طرح پڑھنا مکروہ ہے لیکن اگر بھولے[۵] سے اس طرح پڑھ جاوے تو مکروہ نہیں ہے۔ **مسئلہ ۶** جب[۶] کوئی سورت شروع کرے تو بے ضرورت اس کو چھوڑ کر دوسری سورت شروع کرنا مکروہ ہے **مسئلہ ۷** جس[۷] کو نماز بالکل نہ آتی ہو یا نئی نئی مسلمان ہوئی ہو وہ سب جگہ سبحان اللہ سبحان اللہ وغیرہ پڑھتی رہے تو فرض ادا ہو جائے گا۔ لیکن نماز برابر سیکھتی رہے اگر نماز سیکھنے میں کوتاہی کرے گی تو بہت گنہگار ہوگی۔

نہم ۹	نماز توڑدینے والی چیزوں کا بیان	باب

مسئلہ ۱ قصداً یا بھولے[۱] سے نماز میں بول اٹھے تو نماز جاتی رہی۔ **مسئلہ ۲** نماز[۲] میں آہ یا اوہ یا اُف یا ہائے کہے یا زور سے روئے تو نماز جاتی رہتی ہے البتہ اگر جنت و دوزخ کو یاد کرنے سے دل بھر آیا اور زور سے آواز نکل پڑی تو نماز نہیں ٹوٹی۔ **مسئلہ ۳** بے[۳] ضرورت کھکھارنے اور گلا صاف کرنے سے جس سے ایک آدھ حرف بھی پیدا ہو جاوے نماز ٹوٹ جاتی ہے البتہ لاچاری اور مجبوری کے وقت کھکھارنا درست ہے اور نماز نہیں جاتی۔ **مسئلہ ۴** نماز[۴] میں چھینک آئی اس پر الحمد للہ کہا تو نماز نہیں گئی۔ لیکن نہ کہنا چاہئے اور اگر کسی اور کو چھینک آئی اور اس نے نماز ہی میں اسکو

---

۱ دیکھو حاشیہ ۱ صفحہ ۱۸

۲ لا باس ان یقرأ سورۃ ویعیدہا فی الثانیۃ ۱۲ درمختار صفحہ ۵۱۱ ج ۱

۳ التنکیس او الفصل بالقصیرۃ انما یکرہ اذا کان عن قصد فلو سہواً فلا ۱۲ ردالمحتار صفحہ ۵۱۰ ج ۱

۴ ویکرہ ان یقرأ منکوساً الا اذا ختم فیقرأ من البقرۃ ۱۲ ردالمحتار صفحہ ۵۱۰ ج ۱

۵ افتتح سورۃ وقصدہ سورۃ اخری فلما قرأ آیۃ او آیتین اراد ان یترک تلک السورۃ ویفتتح التی ارادہا یکرہ ۱۲ ردالمحتار صفحہ ۵۱۰ ج ۱

۶ بحر صفحہ ۳۳۳ ج ۱ و فتح القدیر صفحہ ۲۳۴ ج ۱ وردالمحتار صفحہ ۴۲۵ ج ۱ ۱۲

۷ ومن تکلم فی صلوتہ عامداً او ساہیاً بطلت صلوتہ ۱۲ فتح القدیر صفحہ ۲۸۰ ج ۱ وہدایہ صفحہ ۱۱۶ ج ۱

۸ فان ان فیہا او تاوہ او بکی فارتفع بکاؤہ فان کان من ذکر الجنۃ او النار لم یقطعہا لانہ یدل علی زیادۃ الخشوع وان کان من وجع او مصیبۃ قطعہا ۱۲ فتح القدیر صفحہ ۲۸۱-۲۸۲ ج ۱ وہدایہ صفحہ ۱۱۶ ج ۱

۹ وان تنحنح بغیر عذر وحصل بہ الحروف ینبغی ان یفسد عندہما وان کان بعذر فہو عفو کالعطاس ۱۲ فتح القدیر صفحہ ۲۸۳ ج ۱ ودر صفحہ ۵۷۰ ج ۱

۱۰ ومن عطس فقال لہ آخر یرحمک اللہ وہو فی الصلوۃ فسدت صلوتہ بخلاف اذا قال العاطس او السامع الحمد للہ علی ما قالوا لانہ لم یتعارف جواباً ۱۲ فتح القدیر صفحہ ۲۸۳ ج ۱ ودر صفحہ ۵۷۹ و ۵۸۰ ج ۱

یرحمک اللہ کہا تو نماز جاتی رہی۔ **مسئلہ ۵** قرآن شریف میں دیکھ دیکھ کر پڑھنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے۔ **مسئلہ ۶** نماز میں اتنی مڑ گئی کہ سینہ قبلہ کی طرف سے مڑ گیا تو نماز ٹوٹ گئی۔ **مسئلہ** کسی کے سلام کا جواب دیا اور وعلیکم السلام کہا تو نماز جاتی رہی۔ **مسئلہ** نماز کے اندر جوڑا باندھا تو نماز جاتی رہی۔ **مسئلہ ۹** نماز میں کوئی چیز کھالی یا کچھ پی لیا تو نماز جاتی رہی یہاں تک کہ اگر ایک تِل یا دُھرا اٹھا کر کھا لیوے تو بھی نماز ٹوٹ جاویگی۔ البتہ اگر دُھرا وغیرہ کوئی چیز دانتوں میں اٹکی ہوئی تھی اُس کو نگل گئی تو اگر چنے سے کم ہو تب تو نماز ہو گئی اور اگر چنے کے برابر یا زیادہ ہو تو نماز ٹوٹ گئی۔ **مسئلہ ۱۰** منہ میں پان دبا ہوا ہے اور اسکی پیک حلق میں جاتی ہے تو نماز نہیں ہوئی۔ **مسئلہ ۱۱** کوئی میٹھی چیز کھائی۔ پھر کلی کر کے نماز پڑھنے لگی۔ لیکن منہ میں اس کا مزہ کچھ باقی ہے اور تھوک کے ساتھ حلق میں جاتا ہے تو نماز صحیح ہے۔ **مسئلہ ۱۲** نماز میں کچھ خوشخبری سنی اور اس پر الحمد للہ کہدیا یا کسی کی موت کی خبر سنی اُس پر اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھا تو نماز جاتی رہی۔ **مسئلہ ۱۳** کوئی لڑکا وغیرہ گر پڑا اُس کے گرتے وقت بسم اللہ کہہ دیا تو نماز جاتی رہی۔ **مسئلہ ۱۴** نماز میں بچہ نے آکر دودھ پی لیا تو نماز جاتی رہی البتہ اگر دودھ نہیں نکلا تو نماز نہیں گئی۔ **مسئلہ ۱۵** اللہ اکبر کہتے وقت اللہ کے الف کو بڑھا دیا اور آللہ اکبر کہا یا اللہ آکبر کہا تو نماز جاتی رہی۔ اسی طرح اگر اکبر کی بے کو بڑھا کر پڑھا اور اللہ اکبار کہا تو بھی نماز جاتی رہی۔ **مسئلہ ۱۶** کسی خط یا کتاب کی پر نظر پڑی اور اس کو اپنی زبان سے نہیں پڑھا۔ لیکن دل ہی دل میں مطلب سمجھ گئی تو نماز نہیں ٹوٹی۔ البتہ اگر زبان سے پڑھ لیوے تو نماز جاتی رہے گی۔ **مسئلہ ۱۷** نمازی کے سامنے سے اگر کوئی چلا جاوے یا کتا۔ بلی بکری وغیرہ کوئی جانور نکل جاوے تو نماز نہیں ٹوٹی۔ لیکن سامنے سے جانے والے آدمی کو بڑا گناہ ہوگا۔ اسلئے ایسی جگہ نماز پڑھنا چاہئے جہاں آگے سے کوئی نہ نکلے اور پھرنے چلنے میں لوگوں کو تکلیف نہ ہو، اور اگر ایسی الگ جگہ کوئی نہ ہو تو اپنے سامنے کوئی لکڑی گاڑ لیوے جو کم سے کم ایک ہاتھ لمبی ہو اور ایک اُنگل موٹی ہو اور اس لکڑی کے پاس کو کھڑی ہو اور اس کو بالکل ناک کے سامنے نہ رکھے بلکہ داہنی یا بائیں آنکھ کے سامنے رکھے۔ اگر کوئی لکڑی نہ گاڑے تو اتنی ہی اونچی کوئی اور چیز سامنے رکھ لیوے جیسے مونڈھا تو اب سامنے سے جانا درست ہے کچھ گناہ نہ ہوگا **مسئلہ ۱۸** کسی ضرورت کی وجہ سے اگر قبلہ کی طرف ایک آدھ قدم آگے بڑھ گئی یا پیچھے ہٹ آئی لیکن سینہ قبلہ کی طرف سے نہیں پھرا تو نماز درست ہو گئی۔ لیکن اگر سجدہ کی جگہ سے آگے بڑھ جاوے گی تو نماز نہ ہوگی۔

وقراءتہ من مصحف مطلقاً یفسد الصلوۃ ۱۲ در و فتح القدیر صفحہ ۲۸۵ ج ۱ (و یفسدہا) تحویل صدرہ عن القبلۃ اتفاقاً بغیر عذر صفحہ ۵۸۶ ج ۱ یفسدہا رد السلام بلسانہ لا بیدہ ۱۲ در و فتح القدیر صفحہ ۲۹۱ ج ۱ (و کرہ) عقص شعرہ (ای فی الصلوۃ) فیفسد کثیر ۱۲ رد المحتار صفحہ ۶۰۵ ج ۱ قدیر صفحہ ۲۹۲ ج ۱ فتح القدیر صفحہ ۲۹۲-۲۹۳ ج ۱ مختار صفحہ ۵۸۲ ج ۱ لو ادخل فی فیہ انیذا و لم یمضغہ لکن یصل تصل الی جوفہ تفسد ۱۲ رد المحتار صفحہ ۵۸ ج ۱ فتح القدیر صفحہ ۲۹ ج ۱ و مختار صفحہ ۵۸ رد المحتار صفحہ ۵۸ ج ۱ ۱۲ و سقط شئ من السطح ... احد او علیہ ... آمین تفسد ۱۲ رد صفحہ ۵۸ ج ۱ ... ثلٰث مرۃ ... او مسہا بشہوۃ ... و نہا فسدت ۱۲ رد صفحہ ۵۸ و فتح القدیر صفحہ ۲۸۶ ج ۱ رد المحتار صفحہ ۶۳۲ ج ۱ و لو نظر الی مکتوب و فہمہ ... انہ لا تفسد صلاتہ بالاجماع

باب دہم — جو چیزیں نماز میں مکروہ اور منع ہیں اُن کا بیان

مسئلہ ۱ مکروہ وہ چیز ہے جس سے نماز نہیں ٹوٹتی لیکن ثواب کم ہو جاتا ہے اور گناہ ہو جاتا ہے **مسئلہ ۲** اپنے کپڑے یا بدن یا زیور سے کھیلنا کنکریوں کو ہٹانا مکروہ ہے البتہ اگر کنکریوں کی وجہ سے سجدہ نہ کر سکے تو ایک دو مرتبہ ہاتھ سے برابر کر دینا اور ہٹا دینا درست ہے۔ **مسئلہ ۳** نماز میں انگلیاں چٹخانا اور کولے پر ہاتھ رکھنا اور داہنے بائیں منھ موڑ کے دیکھنا یہ سب مکروہ ہے البتہ اگر کن انکھیوں سے کچھ دیکھے اور گردن نہ پھیرے تو ویسا مکروہ تو نہیں ہے لیکن بلا ضرورت شدیدہ ایسا کرنا بھی اچھا نہیں ہے۔ **مسئلہ ۴** نماز میں دونوں پیر کھڑے رکھ کر بیٹھنا یا چوزانو بیٹھنا یا کتے کی طرح بیٹھنا یہ سب مکروہ ہے۔ ہاں دکھ بیماری کی وجہ سے جس طرح بیٹھنے کا حکم ہے اُس طرح نہ بیٹھ سکے تو جس طرح بیٹھ سکے بیٹھے۔ اس وقت کچھ مکروہ نہیں۔ **مسئلہ ۵** سلام کے جواب میں ہاتھ اٹھانا اور ہاتھ سے سلام کا جواب دینا مکروہ ہے اور اگر زبان سے جواب دیا تو نماز ٹوٹ گئی جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا۔ **مسئلہ ۶** نماز میں اِدھر اُدھر سے اپنے کپڑے کو سمیٹنا سنبھالنا کہ مٹی سے نہ بھرنے پاوے مکروہ ہے۔ **مسئلہ ۷** جس جگہ یہ ڈر ہو کہ کوئی نماز میں ہنساوے گا یا خیال بٹ جاویگا اور نماز میں بھول چوک ہو جاویگی ایسی جگہ نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ **مسئلہ ۸** اگر کوئی آگے بیٹھی باتیں کر رہی ہو یا کسی اور کام میں لگی ہو تو اس کے پیچھے اس کی پیٹھ کی طرف منھ کر کے نماز پڑھنا مکروہ نہیں ہے۔ لیکن اگر بیٹھنے والی کو اس سے تکلیف ہو اور وہ اس رُک جانے سے گھبراوے تو ایسی حالت میں کسی کے پیچھے نماز نہ پڑھے یا وہ اتنے زور زور سے باتیں کرتی ہو کہ نماز میں بھول جانے کا ڈر ہے تو وہاں نماز نہ پڑھنا چاہئے مکروہ ہے اور کسی کے منھ کی طرف منھ کر کے نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ **مسئلہ ۹** اگر نمازی کے سامنے قرآن شریف یا تلوار لٹکی ہو تو اس کا کچھ حرج نہیں ہے۔ **مسئلہ ۱۰** جس فرش پر تصویریں بنی ہوں اُس پر نماز ہو جاتی ہے لیکن تصویر پر سجدہ نہ کرے اور تصویر دار جانماز رکھنا مکروہ ہے اور تصویر کا گھر میں رکھنا بڑا گناہ ہے۔ **مسئلہ ۱۱** اگر تصویر سر کے اوپر ہو یعنی چھت میں یا چھتگیری میں تصویر بنی ہوئی ہو یا آگے کی طرف کو ہو یا داہنے یا بائیں طرف ہو تو نماز مکروہ ہے اور اگر پیر کے نیچے ہو تو نماز مکروہ نہیں۔ لیکن اگر بہت چھوٹی تصویر ہو کہ اگر زمین پر رکھ دو تو کھڑے ہو کر نہ دکھائی دے یا پوری تصویر نہ ہو بلکہ سر کٹا ہوا اور مٹا ہوا ہو تو اُن کا کچھ حرج نہیں۔ ایسی تصویر سے کسی صورت میں نماز مکروہ نہیں ہوتی چاہے جس طرف ہو۔ **مسئلہ ۱۲** تصویر دار کپڑا پہنکر نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ **مسئلہ ۱۳** درخت یا

لہ والمکروہ فی ہذا نوعان احدہما مایکرہ تحریماً وہو المحمل عند اطلاقہم المکروہ تنزیہاً ومرجعہ ترک اولی ۱۲ ردالمحتار

لہ فتح القدیر ص۲۹۰ ج۱ ردالمحتار ج۱

لہ ولا یغمض عینیہ ولا یلتفت ولا ینظر عینیہ یمینہ ویسرۃ ان یلوی عنقہ لایکرہ فتح القدیر ص۲۹۱ ج۱ ردالمحتار

لہ ولا یقعی ولا یفترش ذراعیہ ۱۲ فتح القدیر ص۲۹۱ ج۱ ردالمحتار ص۶۰۱ ج۱

لہ ولا یترفع الا من فتح القدیر ص۲۹۲ ج۱ وردالمحتار

لہ ولا یرد السلام بلسانہ لا بیدہ ۱۲ فتح القدیر ص۲۹۱ ج۱

لہ وکرہ کفہ ای رفعہ سواء کان من بین یدیہ او من خلفہ ولو للتراب ۱۲ ردالمحتار ص۵۹۹ ج۱

لہ ردالمحتار ص۶۱۲ ج۱

لہ ردالمحتار ص۶۰۲ و ص۶۱۰ ج۱

لہ ولا یکرہ صلوٰۃ الی ظہر قاعد او قائم ولو یتحدث ... او سیف مطلقاً او شمع ۱۲ ردالمحتار ص۶۱۲ ج۱

لہ ردالمحتار ص۶۰۶ ج۱

لہ (ویکرہ) ان یکون فوق راسہ او بین یدیہ او بحذائہ او لیسرہ او محل سجودہ تمثال ... فیما اذا کان التمثال خلفہ فالاظہر الکراہۃ ولا یکرہ لو کانت تحت قدمیہ او محل جلوسہ او فی یدہ او علیٰ خاتمہ او کانت صغیرۃ او مقطوعۃ الراس او الوجہ او لغیر ذی روح لایکرہ ۱۲ ردالمحتار ص۶۰۵ ج۱ ص۶۰۴

لہ ردالمحتار ص۶۰۵ ج۱

لہ دیکھو حاشیہ نمبر ۱۱ صہ

مکان وغیرہ ایسی بے جان چیز کا نقشہ بنا ہو تو وہ مکروہ نہیں ہے۔ **مسئلہ ۱۴** نماز کے اندر آیتوں کا یا کسی اور چیز کا انگلیوں پر گننا مکروہ ہے۔ البتہ اگر انگلیوں کو دبا کر گنتی یاد رکھے تو کچھ حرج نہیں **مسئلہ ۱۵** دوسری رکعت کو پہلی رکعت سے زیادہ لمبی کرنا مکروہ ہے **مسئلہ ۱۶** کسی نماز میں کوئی سورت مقرر کر لینا کہ ہمیشہ وہی پڑھا کرے کوئی اور سورت کبھی نہ پڑھے یہ بات مکروہ ہے۔ **مسئلہ ۱۷** کندھے پر رومال ڈال کے نماز پڑھنا مکروہ ہے **مسئلہ ۱۸** بہت برے اور میلے کچیلے کپڑے پہنکر نماز پڑھنا مکروہ ہے اور اگر دوسرے کپڑے نہ ہوں تو جائز ہے **مسئلہ ۱۹** پیسہ کوڑی وغیرہ کوئی چیز منہ میں لیکر نماز پڑھنا مکروہ ہے اور اگر ایسی چیز ہو کہ نماز میں قرآن شریف وغیرہ نہیں پڑھ سکتی تو نماز نہیں ہوئی ٹوٹ گئی **مسئلہ ۲۰** جس وقت پیشاب پاخانہ زور سے لگا ہو ایسے وقت نماز پڑھنا مکروہ ہے **مسئلہ ۲۱** جب بہت بھوک لگی ہو اور کھانا تیار ہو تو پہلے کھانا کھا لے تب نماز پڑھے۔ بے کھانا کھائے نماز پڑھنا مکروہ ہے البتہ اگر وقت تنگ ہونے لگے تو پہلے نماز پڑھ لے **مسئلہ ۲۲**۔ آنکھیں بند کر کے نماز پڑھنا بہتر نہیں ہے۔ لیکن اگر آنکھیں بند کرنے سے نماز میں دل خوب لگے تو بند کر کے پڑھنے میں بھی کوئی برائی نہیں **مسئلہ ۲۳** بے ضرورت نماز میں تھوکنا اور ناک صاف کرنا مکروہ ہے اور اگر ضرورت پڑے تو درست ہے۔ جیسے کسی کو کھانسی آئی اور منہ میں بلغم آ گیا تو اپنے بائیں طرف تھوک دے یا کپڑے میں لیکر مل ڈالے اور داہنی طرف اور قبلہ کی طرف نہ تھوکے **مسئلہ ۲۴** نماز میں کھٹمل نے کاٹ کھایا تو اس کو پکڑ کے چھوڑ دے۔ نماز پڑھتے میں مارنا اچھا نہیں اور اگر کھٹمل نے ابھی کاٹا نہیں ہے تو اس کو نہ پکڑے بے کاٹے پکڑنا بھی مکروہ ہے۔ **مسئلہ ۲۵** فرض نماز میں بے ضرورت دیوار وغیرہ کسی چیز کے سہارے پر کھڑا ہونا مکروہ ہے **مسئلہ ۲۶** ابھی سورت پوری ختم نہیں ہوئی دو ایک کلمے رہ گئے تھے کہ جلدی کے مارے رکوع میں چلی گئی اور سورت کو رکوع میں جا کر ختم کیا تو نماز مکروہ ہوئی۔ **مسئلہ ۲۷** اگر سجدہ کی جگہ پیر سے اونچی ہو جیسے کوئی دہلیز پر سجدہ کرے تو دیکھو کہ کتنی اونچی ہے۔ اگر ایک بالشت سے زیادہ اونچی ہو تو نماز درست نہیں ہے اور اگر ایک بالشت یا اس سے کم ہے تو نماز درست ہے۔ لیکن بے ضرورت ایسا کرنا مکروہ ہے۔

جن وجہوں سے نماز کا توڑ دینا درست ہے اُن کا بیان

مسئلہ ۱ نماز پڑھتے میں ریل چل دے اور اُس پر اپنا اسباب رکھا ہوا ہے یا بال بچے سوار ہیں تو نماز توڑ کے بیٹھ جانا درست ہے۔ **مسئلہ ۲** سامنے سانپ آ گیا تو اس کے ڈر سے نماز کا توڑ دینا

ف وکرہ تنزیہا عد الآی و السور والتسبیح بالید فی الصلوٰۃ مطلقا فلا یکرہ کعدہ بقلبہ او بغمزہ انا ملہ ۱۲ رد المحتار ص ۶۰۹ ج ۱

ف واطالۃ الثانیۃ علی الاولیٰ یکرہ تنزیہا ۱۲ رد المحتار ص ۵۰۶ ج ۱

ف لا ینبغی ان یقرأ سورۃ معینۃ علی الدوام ۱۲ رد المحتار ص ۵۰۸

ف رد المحتار ص ۵۹۸ ج ۱ ہدایہ ص ۱۲۰ ج ۱ ۱۲

ف رد المحتار ص ۵۹۹ ج ۱ ۱۲

ف وکرہ اخذ درہم فی فیہ لم یمنعہ من القراءۃ فلو منعہ فسد ۱۲ رد المحتار ص ۵۹۹ ج ۱

ف وکرہ صلاۃ مع مدافعۃ الاخبثین او احدہما ۱۲ رد المحتار ص ۶۰۶ ج ۱

ف وتکرہ الصلوٰۃ بحضرۃ طعام لقولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام لا صلوٰۃ بحضرۃ طعام غنیہ ص ۳۳۳

ف رد المحتار ص ۶۰۰ ج ۱ ۱۲

ف منیہ ص ۹۴ و بخاری ۱۲

ف ویکرہ اخذ القملۃ او البرغوث وقتلہ او دفنہ ۱۲ منیہ ص ۹۴ و در ص ۶۱۱ ج ۱

ف منیہ ص ۹۴ و رد المحتار ص ۱۳ ج ۱ ۱۲

ف ویکرہ ان یتم القراءۃ فی الرکوع ۱۲ منیہ ص ۹۳

ف منیہ ص ۹۸ ۱۲

ف و ف ویباح قطعہا لنحو قتل حیۃ وند دابۃ وفور قدر وضیاع ما قیمتہ درہم لہ او لغیرہ ۱۲ رد المحتار ص ۶۱۲ ج ۱

ف تنگی سے مراد اتنی تنگی ہے جس میں فرض اور سنت مؤکدہ نہ پڑھ سکے ۱۲

ف نیز اگر یہ خوف ہو کہ جماعت سے رہ جائیگا تو پہلے جماعت سے نماز پڑھ لے ۱۲ ف چاہئے وقت کے اندر نماز ملنے کی توقع ہو یا نہ ہو۔ اگر وقت کے اندر نماز نہ ملے تو قضا پڑھ لے ۱۲

درست ہے۔ **مسئلہ**[۳] رات کو مُرغی کھلی رہ گئی اور بلی اس کے پاس آگئی تو اُس کے خوف سے نماز توڑ دینا درست ہے۔ **مسئلہ** نماز میں کسی نے جوتی اٹھائی اور ڈر ہے کہ اگر نماز نہ توڑیگی تو لیکر کوئی بھاگ جاویگا تو اُس کے لئے نیت توڑ دینا درست ہے۔ **مسئلہ** کوئی نماز میں ہے اور ہانڈی اُبلنے لگی جس کی لاگت تین چار آنے ہیں تو نماز توڑ کر اس کو درست کر دینا جائز ہے۔ غرضکہ جب ایسی چیز کے ضائع ہو جانے یا خراب ہو جانے کا ڈر ہو جس کی قیمت تین چار آنے ہو تو اس کی حفاظت کے لئے نماز کا توڑ دینا درست ہے۔ **مسئلہ**[۶] اگر نماز میں پیشاب پاخانہ زور کرے تو نماز توڑ دے اور فراغت کر کے پھر پڑھے۔ **مسئلہ**[۷] کوئی اندھی عورت یا مرد جا رہا ہے اور آگے کنواں ہے اور اس میں گر پڑنے کا ڈر ہے تو اُس کے بچانے کے لئے نماز کا توڑ دینا فرض ہے۔ اگر نماز نہیں توڑی اور وہ گر کے مر گیا تو گنہگار ہوگی۔ **مسئلہ**[۸] کسی بچہ وغیرہ کے کپڑوں میں آگ لگ گئی اور وہ جلنے لگا تو اُس کے لئے بھی نماز توڑ دینا فرض ہے۔ **مسئلہ**[۹] ماں باپ۔ دادا۔ دادی۔ نانا۔ نانی کسی مصیبت کی وجہ سے پکاریں تو فرض نماز کو توڑ دینا واجب ہے۔ جیسے کسی کا باپ ماں وغیرہ بیمار ہے اور پاخانہ وغیرہ کسی ضرورت سے گیا اور آتے میں یا جاتے میں پیر پھسل گیا اور گر پڑا تو نماز توڑ کے اُسے اٹھالیوے۔ لیکن اگر اور کوئی اٹھانیوالا ہو تو بے ضرورت نماز نہ توڑے۔ **مسئلہ**[۱۰] اور اگر ابھی گرا نہیں ہے۔ لیکن گرنے کا ڈر ہے اور اُس نے اُس کو پکارا تب بھی نماز توڑ دے۔ **مسئلہ**[۱۱] اور اگر کسی ایسی ضرورت کیلئے نہیں پکارا یوں ہی پکارا ہے تو فرض نماز کا توڑ دینا درست نہیں۔ **مسئلہ**[۱۲] اور اگر نفل یا سنت پڑھتی ہو اس وقت باپ ماں دادا دادی نانا نانی پکاریں لیکن یہ اُن کو معلوم نہیں ہے کہ فلانی نماز پڑھتی ہے تو ایسے وقت بھی نماز کو توڑ کر اُن کی بات کا جواب دینا واجب ہے۔ چاہے کسی مصیبت سے پکاریں اور چاہے بے ضرورت پکاریں دونوں کا ایک حکم ہے۔ اگر نماز توڑ کے نہ بولے گی تو گناہ ہوگا۔ اور اگر وہ جانتے ہوں کہ نماز پڑھتی ہے پھر بھی پکاریں تو نماز نہ توڑے۔ لیکن اگر کسی ضرورت سے پکاریں اور اُن کو تکلیف ہونے کا ڈر ہو تو نماز توڑ دے۔

باب	وتر نماز کا بیان	دوازدہم[۱۲]

مسئلہ[۱] وتر کی نماز واجب ہے اور واجب کا مرتبہ قریب قریب فرض کے ہے چھوڑ دینے سے بڑا گناہ ہوتا ہے۔ اگر کبھی چھوٹ جاوے تو جب موقع ملے فوراً اس کو قضا پڑھنی چاہیے **مسئلہ**[۲] وتر کی تین رکعتیں ہیں۔ دو رکعتیں پڑھ کے بیٹھے اور التحیات پڑھے اور درود بالکل نہ پڑھے بلکہ التحیات پڑھ چکتے

سلہ ۲، ۳، ۴ ان مسائل کیلئے دیکھو حاشیہ ۵ طہ ۱۲
۵ ویستحب قطعہا لمدافعۃ الاخبثین ان کان ذلک یشغل قلبہ عن الصلوۃ و خشوعہا فاتمہا یاثم لاداۓہا مع الکراہۃ التحریمیۃ ومقتضی ہذا ان القطع واجب لا مستحب ۱۲ رد المحتار ص ۱۲۰ ج ۱
۵ و ۸ ویجب القطع منہ الافتراض لاغاثۃ ملہوف وغریق وحریق سواء استغاث بالمصلی اولم یعین احدا فی استغاثتہ اذا قدر علی ذلک ومثلہ خوف تردی اعمی فی بئر مثلا اذا غلب علی ظنہ سقوطہ ۱۲ رد المحتار ص ۱۲۰ ج ۱
۹ ای لایجوز قطعہا بنداء احد ابویہ من غیر استغاثۃ وطلب اعانۃ لان قطعہا لایجوز الا لضرورۃ وقال الطحاوی ہذا فی الفرض وان کان فی نافلۃ ان علم احد ابویہ انہ فی الصلوۃ وناداہ لاباس ان یجیبہ ان لم یعلم یجیبہ ۱۲ رد المحتار ص ۶۱۳ ج ۱
۱۰، ۱۱، ۱۲ دیکھو حاشیہ نمبر ۹ صفحہ ہذا ۱۲
ا ہو دای الوتر فرض عملا واجب اعتقادا وسنۃ ثبوتا فیأثم بترکہ بفوت الجواز بفوتہ ویجب ترتیبہ قضاؤہ ۱۲ رد المحتار ص ۶۲۲ ج ۱
۲ وہو دای الوتر ثلاث رکعات بتسلیمۃ کالمغرب حتی لونسی القعود لایعود ولو عاد ینبغی الفساد کما سیجیٔ ولکنہ یقرأ فی کل رکعۃ منہ فاتحۃ الکتاب وسورۃ بکبر قبل رکوع ثالثۃ رافعا یدیہ وقنت فیہ ۱۲ رد المحتار ص ۶۲۲-۶۲۳ ج ۱

کے بعد فوراً اٹھ کھڑی ہو اور الحمد اور سورت پڑھ کر اللہ اکبر[۱] کہے اور کندھے[۲] تک ہاتھ اٹھا دے اور پھر ہاتھ باندھ لے پھر دعاء قنوت پڑھ کے رکوع کرے اور تیسری رکعت پر بیٹھ کے التحیات اور درود شریف اور دعا پڑھ کے سلام پھیرے **مسئلہ**[۳] دعاء قنوت یہ ہے۔ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْتَعِيْنُكَ وَنَسْتَغْفِرُكَ وَنُؤْمِنُ بِكَ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْكَ وَنُثْنِيْ عَلَيْكَ الْخَيْرَ وَنَشْكُرُكَ وَلَا نَكْفُرُكَ وَنَخْلَعُ وَنَتْرُكُ مَنْ يَّفْجُرُكَ اَللّٰهُمَّ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَلَكَ نُصَلِّيْ وَنَسْجُدُ وَاِلَيْكَ نَسْعٰى وَنَحْفِدُ وَنَرْجُوْ رَحْمَتَكَ وَنَخْشٰى عَذَابَكَ اِنَّ عَذَابَكَ بِالْكُفَّارِ مُلْحِقٌ۔ **مسئلہ**[۴] وتر کی تینوں رکعتوں میں الحمد کے ساتھ سورۃ ملانا چاہئے جیسا کہ ابھی بیان ہو چکا۔ **مسئلہ**[۵] اگر تیسری رکعت میں دعاء قنوت پڑھنا بھول گئی اور جب رکوع میں چلی گئی تب یاد آیا تو اب دعاء قنوت نہ پڑھے بلکہ نماز کے ختم پر سجدۂ سہو کرے اور اگر رکوع چھوڑ کر اٹھ کھڑی ہو اور دعاء قنوت پڑھ لے تب بھی خیر نماز ہو گئی لیکن ایسا نہ کرنا چاہئے تھا اور سجدۂ سہو کرنا اس صورت میں بھی واجب ہے۔ **مسئلہ**[۶] اگر بھولے سے پہلی یا دوسری رکعت میں دعاء قنوت پڑھ گئی تو اس کا کچھ اعتبار نہیں ہے تیسری رکعت میں پھر پڑھنی چاہئے اور سجدۂ سہو بھی کرنا پڑے گا۔ **مسئلہ**[۷] جس کو دعاء قنوت یاد نہ ہو یہ پڑھ لیا کرے رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔ یا تین دفعہ یہ کہہ لیوے اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ یا تین دفعہ یَا رَبِّ یَا رَبِّ یَا رَبِّ کہہ لیوے تو نماز ہو جاویگی۔

باب	سنّت اور نفل نمازوں کا بیان[۱]	سیزدہم[۱۳]

مسئلہ فجر[۸] کے وقت فرض سے پہلے دو رکعت نماز سنّت ہے۔ حدیث میں اس کی بڑی تاکید آئی ہے کبھی اس کو نہ چھوڑے اگر کسی دن دیر ہو گئی اور نماز کا وقت بالکل اخیر ہو گیا۔ تو مجبوری کے وقت فقط دو رکعت فرض پڑھ لیوے لیکن جب[۹] سورج نکل آوے اور اونچا ہو جاوے تو سنت کی دو رکعت قضا پڑھ لیوے۔ **مسئلہ**[۲] ظہر[۱۰] کے وقت پہلے چار رکعت سنّت پڑھے۔ پھر چار رکعت فرض۔ پھر دو رکعت سنّت۔ ظہر کے وقت یہ چھ رکعتیں بھی ضروری ہیں ان کے پڑھنے کی بہت تاکید ہے بے وجہ چھوڑ دینے سے گناہ ہوتا ہے۔ **مسئلہ**[۳] عصر[۱۱] کے وقت پہلے چار رکعت سنت پڑھے پھر چار رکعت فرض پڑھے۔ لیکن عصر کے وقت کی سنتوں کی تاکید نہیں ہے اگر کوئی نہ پڑھے تو بھی کوئی گناہ نہیں ہوتا اور جو کوئی پڑھے اس کو بہت ثواب ملتا ہے۔ **مسئلہ**[۴] مغرب[۱۲] کے وقت پہلے تین رکعت فرض پڑھے پھر دو رکعت سنّت پڑھے۔ یہ سنتیں بھی ضروری ہیں۔ نہ پڑھنے سے گناہ ہوگا۔

---

[۱] دیکھو حاشیہ ۲ صفحہ ۲۳ ۱۲
[۲] مردوں کو چاہئے کہ وہ کان کی لو تک ہاتھ اٹھائیں ۱۲
[۳] وسیتن الدعاء المشہور ۱۲ ردالمحتار صفحہ ۶۲۳ ج ۱
[۴] ویقرأ فی کل رکعۃ منہ فاتحۃ الکتاب وسورۃ ۱۲ ردالمحتار ج ۱ ۶۲۳
[۵] ولو نسی ای القنوت ثم تذکر فی الرکوع لا یقنت فیہ لفوت محلہ ولا یعود الی القیام فان عاد الیہ وقنت ولم یعد الرکوع لم تفسد صلوتہ وسجد للسہو قنت اولا لزوالہ عن محلہ ۱۲ ردالمحتار ج ۱ ۶۲۶، ۶۲۷
[۶] الساہی یقنت ثانیا کذا رجح فی الحلیۃ وبحر (ردالمحتار ج ۱ ...) ویسجد للسہو لزوالہ عن محلہ ۱۲ ردالمحتار ج ۱ ۶۲۶
[۷] ومن لا یحسن القنوت یقول ربنا آتنا فی الدنیا حسنۃ الآیۃ وقال ابو اللیث یقول اللہم اغفر لی یکررہا ثلاثا وقیل یقول یا رب ثلاثا ۱۲ ردالمحتار صفحہ ۶۲۶ ج ۱
[۸] والسنت کدہا سنۃ الفجر لما فی الصحیحین عن عائشۃ رضی اللہ عنہا لم یکن النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی شیء من النوافل اشد تعاہدا منہ علی رکعتی الفجر ولو طردتکم الخیل ۱۲ ردالمحتار صفحہ ۶۳۱ ج ۱
[۹] در صفحہ ۶۳۱ ج ۱
[۱۰] وسن موکدا اربع قبل الظہر واربع قبل الجمعۃ واربع بعدہا بتسلیمۃ ورکعتان بعد الظہر وبعد المغرب والعشاء ۱۲ در مختار صفحہ ۶۳۱ ج ۱
[۱۱] یستحب اربع قبل العصر وقبل العشاء وبعدہا ۱۲ ردالمحتار صفحہ ۶۳۱ ج ۱
[۱۲] دیکھو نمبر ۱۰ صفحہ ہذا ۱۲

مسئلہ ۵ عشاء کے وقت بہتر اور مستحب یہ ہے کہ پہلے چار رکعت سنت پڑھے۔ پھر چار رکعت فرض پھر دو رکعت سُنّت پڑھے۔ پھر اگر جی چاہے دو رکعت نفل بھی پڑھ لے۔ اس حساب سے عشاء کی چھ رکعت سنت ہوئیں۔ اور اگر کوئی اتنی رکعتیں نہ پڑھے تو پہلے چار رکعت فرض پڑھے۔ پھر دو رکعت سنت پڑھے۔ پھر وتر پڑھے۔ عشاء کے بعد یہ دو رکعتیں پڑھنی ضروری ہیں نہ پڑھے گی تو گناہ ہوگا

مسئلہ ۶ رمضان کے مہینہ میں تراویح کی نماز بھی سنت ہے۔ اس کی بھی تاکید آئی ہے۔ اس کا چھوڑ دینا اور نہ پڑھنا گناہ ہے۔ عورتیں تراویح کی نماز اکثر چھوڑ دیتی ہیں۔ ایسا ہرگز نہ کرنا چاہئے۔ عشاء کے فرض اور سنتوں کے بعد بیس رکعت تراویح پڑھے۔ چاہے دو دو رکعت کی نیت باندھے چاہے چار چار رکعت کی۔ مگر دو دو رکعت کا پڑھنا اولیٰ ہے۔ جب بیسوں رکعتیں پڑھ چکے تو وتر پڑھے

فائدہ جن سنتوں کا پڑھنا ضروری ہے یہ سنت مؤکدہ کہلاتی ہیں اور رات دن میں ایسی سنتیں بارہ ہیں۔ دو فجر کی۔ چار ظہر کے پہلے دو ظہر کے بعد۔ دو مغرب کے دو عشاء کے بعد۔ اور رمضان میں تراویح اور بعض عالموں نے تہجد کو بھی مؤکدہ میں گنا ہے۔

مسئلہ ۷۔ اتنی نمازیں تو شرع کی طرف سے مقرر ہیں۔ اگر اس سے زیادہ پڑھنے کو کسی کا جی چاہے تو جتنا چاہے زیادہ پڑھے اور جس وقت جی چاہے پڑھے۔ فقط اتنا خیال رکھے کہ جن وقتوں میں نماز پڑھنا مکروہ ہے اس وقت نہ پڑھے فرض اور سنت کے سوائے جو کچھ پڑھے گی اس کو نفل کہتے ہیں۔ جتنی زیادہ نفلیں پڑھے گی اتنا ہی زیادہ ثواب ملیگا۔ اس کی کوئی حد نہیں ہے۔ بعضے خدا کے بندے ایسے ہوئے ہیں کہ ساری رات نفلیں پڑھا کرتے تھے اور بالکل نہیں سوتے تھے۔

مسئلہ ۸ بعضی نفلوں کا ثواب بہت زیادہ ہوتا ہے اسلئے اور نفلوں سے اُن کا پڑھنا بہتر ہے کہ تھوڑی سی محنت میں بہت ثواب ملتا ہے وہ یہ ہیں۔ تحیۃ الوضو۔ اشراق۔ چاشت اوابین۔ تہجد۔ صلوٰۃ التسبیح۔

مسئلہ ۹ تحیۃ الوضو اس کو کہتے ہیں کہ جب کبھی وضو کرے تو وضو کے بعد دو رکعت نفل پڑھ لیا کرے۔ حدیث میں اس کی بڑی فضیلت آئی ہے۔ لیکن جس وقت نفل نماز مکروہ ہے اس وقت نہ پڑھے۔

مسئلہ ۱۰ اشراق کی نماز کا طریقہ یہ ہے کہ جب فجر کی نماز پڑھ چکے تو جا نماز پر سے نہ اٹھے۔ اسی جگہ بیٹھے بیٹھے درود شریف یا کلمہ یا اور کوئی وظیفہ پڑھتی رہے اور اللہ کی یاد میں لگی رہے۔ دنیا کی کوئی بات چیت نہ کرے نہ دنیا کا کوئی کام کرے۔ جب سورج نکل آوے اور اونچا ہو جاوے تو دو رکعت یا چار رکعت پڑھ لے تو ایک حج اور ایک عمرے کا ثواب ملتا ہے اور اگر فجر کی نماز کے بعد کسی دنیا کے دھندے میں لگ گئی۔ پھر سورج اونچا ہو جانے کے بعد اشراق کی نماز پڑھی تو بھی درست ہے لیکن ثواب کم ہو جائے گا۔

مسئلہ ۱۱ پھر جب سورج خوب زیادہ اونچا ہو جاوے

---

۱ دیکھو حاشیہ نمبر ۱ صفحہ ۲۴

۲ التراویح سنۃ مؤکدۃ للرجال والنساء ووقتہا بعد صلوٰۃ العشاء الی الفجر قبل الوتر وبعدہ فی الاصح وہے عشرون رکعۃ بعشر تسلیمات ۱۲ ردالمحتار ج ۱ ص ۶۵۹-۶۶۰

۳ یستحب ان یجتمع الناس فی شہر رمضان بعد العشاء فیصلی بہم امامہم خمس ترویحات کل ترویحۃ بتسلیمتین ویجلس بین کل ترویحتین مقدار ترویحۃ ذکر لفظ الاستحباب والاصح انہا سنۃ کذا روی الحسن عن ابی حنیفۃ رح اھ ہدایہ ج ۱ ص ۱۳۰

۴ ومن الآداب ان یصلی بعد آداب الوضوء صلاۃ رکعتین لما رواہ مسلم وابوداؤد وغیرہما ما من احد یتوضأ فیحسن الوضوء ویصلی رکعتین یقبل بقلبہ ووجہہ علیہما الا وجبت لہ الجنۃ (ردالمحتار ج ۱ ص ۱۲۳) وندب رکعتان بعد الوضوء قبل الجفاف ۱۲ ردالمحتار ج ۱ ص ۶۳۳

۵ عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من صلی الفجر فی جماعۃ ثم قعد یذکر اللہ حتی تطلع الشمس ثم صلی رکعتین کانت لہ کاجر حجۃ وعمرۃ رواہ الترمذی وقال ابو عیسیٰ ہذا حدیث حسن غریب ۱۲ ترمذی احمدی ج ۱ ص ۷۶

۶ وندب اربع فصاعدا فی الضحی علی الصحیح ووقتہا المختار بعد ربع النہار ۱۲ ردالمحتار ج ۱ ص ۶۳۳

۷ اونچائی کی حد ایک نیزہ ہے اور یہ اس وقت ہوتی ہے جبکہ آفتاب کی طرف دیکھنے سے آنکھیں چندھیانے لگیں ۱۲ تصحیح الاغلاط

۸ حج فرض ہے اور عمرہ سنت ہے۔ یہ دونوں اقسام حج میں سے ہیں ۔ ۱۲

اور دھوپ تیز ہو جاوے تب کم سے کم دو رکعت پڑھے یا اس سے زیادہ پڑھے۔ یعنی چار رکعت یا آٹھ رکعت یا بارہ رکعت پڑھ لے۔ اس کو چاشت کہتے ہیں۔ اس کا بھی بہت ثواب ہے۔[۱۲] **مسئلہ** مغرب[۱] کے فرض اور سنتوں کے بعد کم سے کم چھ رکعتیں اور زیادہ سے زیادہ بیس[۲] رکعتیں پڑھے اس کو اوابین کہتے ہیں **مسئلہ**[۱۳] آدھی[۳] رات کو اٹھ کر نماز پڑھنے کا بڑا ہی ثواب ہے اسی کو تہجد کہتے ہیں۔ یہ نماز اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت مقبول ہے اور سب سے زیادہ اس کا ثواب ملتا ہے۔ تہجد کی کم سے کم چار رکعتیں اور زیادہ سے زیادہ بارہ[۴] رکعتیں ہیں۔ نہ ہو تو دو ہی رکعتیں سہی۔ اگر پچھلی رات کو ہمت نہ ہو تو عشاء کے بعد پڑھ لے مگر ویسا ثواب نہ ہوگا۔ اسکے سوا بھی رات دن میں جتنی چاہے نفلیں پڑھے۔ **مسئلہ**[۱۴] **صلوٰۃ التسبیح**[۵] کا حدیث شریف میں بڑا ثواب آیا ہے۔ اس کے پڑھنے سے بے انتہا ثواب ملتا ہے۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا حضرت عباسؓ کو یہ نماز سکھائی تھی۔ اور فرمایا تھا اس کے پڑھنے سے تمہارے سب گناہ اگلے پچھلے نئے پرانے چھوٹے بڑے سب معاف ہو جاویں گے اور فرمایا تھا اگر ہو سکے تو ہر روز یہ نماز پڑھ لیا کرو۔ اور ہر روز نہ ہو سکے تو ہفتہ میں ایک دفعہ پڑھ لو۔ اگر ہر ہفتہ نہ ہو سکے تو ہر مہینہ میں پڑھ لیا کرو۔ ہر مہینے میں بھی نہ ہو سکے تو ہر سال میں ایک مرتبہ پڑھ لو۔ اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو عمر بھر میں ایک دفعہ پڑھ لو۔ اس نماز کے پڑھنے کی ترکیب یہ ہے کہ چار رکعت کی نیت باندھے اور سبحانک اللھم اور الحمد اور سورت جب سب پڑھ چکے تو رکوع سے پہلے ہی پندرہ دفعہ یہ پڑھے۔ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ پھر رکوع میں جاوے اور سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ کہنے کے بعد دس دفعہ پھر یہی پڑھے۔ پھر رکوع سے اٹھے اور سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کے بعد پھر دس دفعہ پڑھے پھر سجدہ میں جاوے اور سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى کے بعد پھر دس دفعہ پڑھے پھر سجدہ سے اٹھ کے دس دفعہ پڑھے۔ اس کے بعد دوسرا سجدہ کرے اس میں بھی دس دفعہ پڑھے پھر سجدہ سے اٹھ کے بیٹھے اور دس دفعہ پڑھ کے دوسری رکعت کے لئے کھڑی ہو۔ اسی طرح دوسری رکعت پڑھے۔ اور جب دوسری رکعت میں التحیات کے لئے بیٹھے تو پہلے وہی دعا دس[۱۲] دفعہ پڑھ لے تب التحیات پڑھے۔ اسی طرح چاروں رکعتیں پڑھے۔ **مسئلہ**[۱۵] ان چاروں رکعتوں میں جو سورت چاہے پڑھے کوئی سورت مقرر نہیں ہے۔

باب	فصل	چہاردہم[۱۴]

مسئلہ[۱] دن[۶] کو نفلیں پڑھے تو چاہے دو دو رکعت کی نیت باندھے اور چاہے چار چار رکعت کی

[۱] ویستحب ست بعد المغرب لیکتب من الاوابین بتسلیمۃ او ثنتین او ثلاث (رد المحتار ص۶۳۳ ج۱) و عن عائشۃ رض عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من صلی بعد المغرب عشرین رکعۃ بنی اللہ لہ بیتا فی الجنۃ ۱۲ ترمذی احمدی ص۹۱ ج۱ [۲] (و ندب) صلاۃ اللیل لما فی صحیح مسلم مرفوعا افضل الصلوۃ بعد الفریضۃ صلاۃ اللیل وفی الحاوی القدسی قال یصلی ما سہل علیہ ولو رکعتین والسنۃ فیہا ثمان رکعات باربع تسلیمات ۱۲ رد المحتار بحذف ص۶۴۱ ج۱ [۳] عن ابن عباسؓ ان رسول اللہ صلعم قال للعباس ابن عبد المطلب یا عماہ الا اعطیک الا امنحک الا احبوک الا افعل بک عشر خصال اذا انت فعلت ذلک غفر اللہ لک ذنبک اولہ و آخرہ قدیمہ وحدیثہ وخطاءہ وعمدہ وصغیرہ وکبیرہ وسرہ وعلانیتہ ان تصلی اربع رکعات تقرأ فی کل رکعۃ بفاتحۃ الکتاب وسورۃ فاذا فرغت من القراءۃ قلت وانت قائم سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر خمس عشرۃ مرۃ ثم ترکع فتقولہا وانت راکع عشرا ثم ترفع راسک من الرکوع فتقولہا عشرا ثم تہوی ساجدا فتقولہا عشرا ثم ترفع راسک من السجود فتقولہا عشرا قبل ان تقوم فذلک خمس وسبعون فی کل رکعۃ تفعل ذلک فی جمیع الرکعات الاربع فان استطعت ان تصلیہا فی کل یوم مرۃ فافعل فان لم تفعل ففی کل جمعۃ فان لم تفعل ففی کل شہر فان لم تفعل ففی کل سنۃ فان لم تفعل ففی عمرک مرۃ رواہ الترمذی وابن ماجۃ قال الترمذی غریب ۱۲ کبیری ص۴۱۰ و رد المحتار ص۶۴۳ ج۱ [۴] رد المحتار ص۶۴۳ ج۱ ۱۲ [۵] ہدایہ ص۱۲۷ ج۱ ۱۲ [۶] نفل نمازوں میں سب سے زیادہ تہجد کی نماز کا ثواب ہے ۱۲

نیت باندھے اور دن کو چار رکعت سے زیادہ کی نیت باندھنا مکروہ ہے۔ اور رات کو ایک دم سے چھ چھ یا آٹھ آٹھ رکعت کی نیت باندھ لے تو بھی درست ہے اور اس سے زیادہ کی نیت باندھنا رات کو بھی مکروہ ہے۔ **مسئلہ ۲** اگر چار رکعتوں کی نیت باندھے اور چاروں پڑھنی بھی چاہے تو جب دو رکعت پڑھ کے بیٹھے اس وقت اختیار ہے التحیات کے بعد درود شریف اور دعا بھی پڑھے پھر بے سلام پھیرے اٹھ کھڑی ہو۔ پھر تیسری رکعت پر سبحانک اللھم پڑھ کے اعوذ وبسم اللہ کہہ کے الحمد شروع کرے اور چاہے صرف التحیات پڑھ کر اُٹھ کھڑی ہو اور تیسری رکعت پر بسم اللہ اور الحمد سے شروع کرے پھر چوتھی رکعت پر بیٹھ کر التحیات وغیرہ سب پڑھ کر سلام پھیرے۔ اور اگر آٹھ رکعت کی نیت باندھی ہے اور آٹھوں رکعتیں ایک سلام سے پوری کرنا چاہے تو اسی طرح دونوں باتیں اب بھی درست ہیں چاہے التحیات درود شریف اور دعا پڑھ کے کھڑی ہو جاوے اور پھر سبحانک اللھم پڑھے اور چاہے التحیات پڑھ کر کھڑی ہو کر بسم اللہ اور الحمد سے شروع کر دے اور اسیطرح چھٹی رکعت پر بیٹھ کر بھی چاہے التحیات درود دعا سب کچھ پڑھ کے کھڑی ہو پھر سبحانک اللھم پڑھے اور چاہے فقط التحیات پڑھ کے کھڑی ہو کر بسم اللہ اور الحمد سے شروع کر دے اور آٹھویں رکعت پر بیٹھ کر سب کچھ پڑھ کے سلام پھیرے اور اسی طرح ہر دو دو رکعت پر ان دونوں باتوں کا اختیار ہے۔ **مسئلہ ۳** سنت[۱] اور نفل کی سب رکعتوں میں الحمد کے ساتھ سورت ملانا واجب[۲] ہے۔ اگر قصداً سورت نہ ملاوے گی تو گنہگار ہوگی اور اگر بھول گئی تو سجدۂ سہو کرنا پڑیگا اور سجدۂ سہو[۳] کا بیان آگے آوے گا۔ **مسئلہ ۴** نفل[۴] نماز کی جب کسی نے نیت باندھی تو اب اُس کا پورا کرنا واجب ہو گیا اگر توڑ دے گی تو گنہگار ہوگی اور جو نماز توڑی ہے اُس کی قضا پڑھنا پڑے گی۔ لیکن نفل کی ہر دو دو رکعت الگ ہیں اگر چار یا چھ رکعت کی نیت باندھے تو فقط دو ہی رکعت کا پورا کرنا واجب ہوا چاروں رکعتیں واجب نہیں ہوئیں۔ پس اگر کسی نے چار رکعت نفل کی نیّت کی پھر دو رکعت پڑھ کے سلام پھیر دیا تو کچھ گناہ نہیں **مسئلہ ۵** اگر کسی[۵] نے چار رکعت نفل کی نیت باندھی اور ابھی دو رکعتیں پوری نہ ہوئی تھیں کہ نماز توڑ دی تو فقط دو رکعت کی قضا پڑھے۔ **مسئلہ ۶** اور اگر چار[۶] رکعت کی نیت باندھی اور دو رکعت پڑھ چکی تیسری یا چوتھی میں نیت توڑ دی تو اگر دوسری رکعت پر بیٹھ کر اس نے التحیات وغیرہ پڑھی ہے تو فقط دو رکعت کی قضا پڑھے اور اگر دوسری رکعت پر نہیں بیٹھی بے التحیات پڑھے بھولے سے کھڑی ہو گئی یا قصداً کھڑی ہو گئی تو پوری چاروں رکعتوں کی قضا پڑھے۔ **مسئلہ ۷** ظہر[۷] کی چار رکعت سنت کی نیّت اگر ٹوٹ جائے تو پوری چار رکعتیں پھر سے

---

[۱] ولا یصلی علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی القعدۃ الاولٰی فی الاربع قبل الظہر والجمعۃ وبعدہا ولو صلی ناسیا فعلیہ السہو وقیل لا ولا یستفتح اذا قام الی الثالثۃ منہا وفی البواقی من ذوات الاربع یصلی علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ویستفتح ویتعوذ وقیل لا یاتی فی الکل ۱۲ رد المحتار صفحہ ۶۳۳ ج ۱

[۲] ولہا واجبات وہی قراءۃ فاتحۃ الکتاب وضم اقصر سورۃ فی الاولیین من الفرض وفی جمیع رکعات النفل وکل الوتر ۱۲ رد المحتار صفحہ ۴۲۷ ج ۱

[۳] اس کا بیان آگے آئیگا ۱۲

[۴] ولزم نفل شرع فیہ بتکبیرۃ الاحرام وبقیام الثالثۃ شروعاً صحیحاً قصداً (رد المحتار صفحہ ۹۳۵ ج ۱) لا قضاء لو نوی اربعاً وقعد قدر التشہد ثم نقض لانہ لم یشرع فی الثانی ۱۲ رد المحتار ج ۱ صفحہ ۹۶۵

[۵] وقضی رکعتین لو نوی اربعاً ونقض فی خلال الشفع الاول او الثانی ای وتشہد للاول والا یفسد الکل اتفاقاً ۱۲

[۶] دیکھو حاشیہ ۵ صفحہ ہذا

[۷] اما اذا شرع فی الاربع قبل الظہر ثم قطع یلزمہ اربع ۱۲ منیہ صفحہ ۹۶

پڑھے چاہے دو رکعت پر بیٹھ کے التحیات پڑھی ہو یا نہ پڑھی ہو۔ **مسئلہ** ۸ نفل[۱] نماز بیٹھ کر پڑھنا بھی درست ہے لیکن بیٹھ کر پڑھنے سے آدھا ثواب ملتا ہے اسلئے کھڑے ہو کر پڑھنا بہتر ہے۔ اس میں وتر کے بعد کی نفلیں بھی آگئیں۔ البتہ بیماری کی وجہ سے کھڑی نہ ہو سکے تو پورا ثواب ملیگا۔ اور فرض[۷] نماز اور سنت جب تک مجبوری نہ ہو بیٹھ کر پڑھنا درست نہیں۔ **مسئلہ** ۹ اگر نفل[۲] نماز کو بیٹھ کر شروع کیا پھر کچھ بیٹھے بیٹھے پڑھ کر کھڑی ہو گئی یہ بھی درست ہے۔ **مسئلہ** ۱۰ نفل نماز[۳] کھڑے ہو کر شروع کی پھر پہلی ہی رکعت یا دوسری رکعت میں بیٹھ گئی تو یہ درست ہے۔ **مسئلہ** ۱۱ نفل[۴] نماز کھڑے کھڑے پڑھی۔ لیکن ضعف کی وجہ سے تھک گئی تو کسی لاٹھی یا دیوار کی ٹیک لگا لینا اور اس کے سہارے سے کھڑا ہونا بھی درست ہے مکروہ نہیں۔

باب پانزدہم[۱۵] — استخارہ کی نماز کا بیان

مسئلہ ۱ جب[۵] کوئی کام کرنے کا ارادہ کرے تو اللہ میاں سے صلاح لے لیوے۔ اس صلاح لینے کو استخارہ کہتے ہیں۔ حدیث میں اس کی بہت ترغیب آئی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے صلاح نہ لینا اور استخارہ نہ کرنا بدبختی اور کم نصیبی کی بات ہے۔ کہیں منگنی کرے یا بیاہ کرے یا سفر کرے یا اور کوئی کام کرے تو بے استخارہ کئے نہ کرے تو انشاء اللہ کبھی اپنے کئے پر پشیمان نہ ہوگی۔ **مسئلہ** ۲ استخارہ[۶] کی نماز کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے دو رکعت نفل نماز پڑھے۔ اس کے بعد خوب دل لگا کے یہ دعا پڑھے اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُكَ بِعِلْمِكَ وَاَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَ اَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِیْمِ فَاِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ خَیْرٌ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِیْ فَاقْدِرْهُ وَیَسِّرْهُ لِیْ ثُمَّ بَارِكْ لِیْ فِیْهِ وَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ شَرٌّ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِیْ فَاصْرِفْهُ عَنِّیْ وَاصْرِفْنِیْ عَنْهُ وَاقْدِرْ لِیَ الْخَیْرَ حَیْثُ كَانَ ثُمَّ اَرْضِنِیْ بِهٖ اور جب هٰذَا الْاَمْرَ پر پہنچے جس پر لکیر بنی ہے تو اسکے پڑھتے وقت اسی کام کا دھیان[خیال ۱۲] کرے جس کے لئے استخارہ کرنا چاہتی ہے اس کے بعد پاک[۷] وصاف بچھونے پر قبلہ کی طرف منہ کر کے باوضو سو جاوے جب سو کر اٹھے اس وقت جو بات دل میں مضبوطی سے آوے وہی بہتر ہے اسی کو کرنا چاہئے۔ **مسئلہ** ۳ اگر ایک[۸] دن میں کچھ معلوم نہ ہو اور دل کا خلجان اور تردد نہ جاوے تو دوسرے دن پھر ایسا ہی کرے اسی طرح سات دن تک کرے۔ انشاء اللہ تعالیٰ ضرور اس کام کی اچھائی برائی معلوم ہو جاوے گی۔ **مسئلہ** ۴ اگر حج[۹] کیلئے جانا ہو تو یہ استخارہ نہ کرے کہ میں جاؤں

---

۱ ویتنفل مع قدرتہ علی القیام قاعدًا ابتداءً وبناءً بعد الشروع بلا کراہۃ فی الاصح کعکسہ وفیہ اجر غیر النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی النصف الا بعذر ۱۲ رد المحتار ص۶۵۲ ج۱

۲ لو شرع قاعدًا ثم قام فانہ یجوز اتفاقًا ۱۲ رد المحتار ص۶۵۲ ج۱

۳ رد المحتار ص۶۵۲ ج۱ وہدایہ ص۱۳۱ ج۱

۴ ومن افتتح التطوع قائمًا ثم اعیا لا باس ان یتوکا علی عصا او حائط او یقعد ۱۲ ہدایہ ص۱۳۱ ج۱

۵ ولنا عن جابر بن عبد اللہ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعلمنا الاستخارۃ فی الامور کلہا کما یعلمنا السورۃ من القرآن یقول اذا ہم احدکم بالامر فلیرکع رکعتین من غیر الفریضۃ ثم لیقول اللہم انی استخیرک الخ ۱۲ رد المحتار ص۶۴۲ ج۱

۶ ینبغی ان ینام علی طہارۃ مستقبل القبلۃ بعد قراءۃ الدعاء المذکور فان رأی فی منامہ بیاضًا او خضرۃ فذلک الامر خیر وان رأی فیہ سوادًا او حمرۃ فہو شر ینبغی ان یجتنب ۱۲ رد المحتار ص۶۴۳ ج۱

۸ رد المحتار ص۶۴۳ ج۱ ۱۲

۹ رد المحتار ص۶۴۳ ج۱ ۱۲

۷ لفظ فرض واجب نماز کو بھی شامل ہے کیونکہ وتر واجب بھی فرض کے حکم میں ہے ان سنتوں سے صبح کی سنتیں مراد ہیں اور بعض نے تراویح کا بھی یہ حکم لکھا ہے ۱۲ تصحیح الاغلاط

یا نہ جاؤں بلکہ یوں استخارہ کرے کہ فلانے دن جاؤں کہ نہ جاؤں۔

باب نماز توبہ کا بیان شانزدہم [۱۶]

مسئلہ اگر کوئی بات[۱] خلاف شرع ہو جاوے تو دو رکعت نفل پڑھ کر اللہ تعالیٰ کے سامنے خوب گڑگڑا کر اُس سے توبہ کرے اور اپنے کیے پر پچھتاوے۔ اور اللہ تعالیٰ سے معاف کراوے اور آئندہ کیلئے پکا ارادہ کرے کہ اب کبھی نہ کروں گی۔ اس سے بفضل خدا وہ گناہ معاف ہو جاتا ہے۔

باب قضا نمازوں کے پڑھنے کا بیان ہفت دہم [۱۷]

مسئلہ جس[۱] کی کوئی نماز چھوٹ گئی ہو تو جب یاد آوے فوراً اس کی قضا پڑھے۔ بلا کسی عذر کے قضا پڑھنے میں دیر لگانا گناہ ہے۔ سو جس کی کوئی نماز قضا ہو گئی اور اُس نے فوراً اس کی قضا نہ پڑھی دوسرے وقت پر یا دوسرے دن پر ڈالدی کہ فلانے دن پڑھ لونگی اور اس دن سے پہلے ہی اچانک موت سے مر گئی تو دوہرا گناہ ہوا ایک تو نماز کے قضا ہو جانے کا اور دوسرے فوراً قضا نہ پڑھنے کا۔ **مسئلہ ۲** اگر کسی[۲] کی کئی نمازیں قضا ہو گئیں تو جہاں تک ہو سکے جلدی سے سب کی قضا پڑھ لیوے۔ ہو سکے تو ہمت کر کے ایک ہی وقت سب کی قضا پڑھ لے۔ یہ ضروری نہیں کہ ظہر کی قضا ظہر کے وقت پڑھے اور عصر کی قضا عصر کے وقت۔ اور اگر بہت سی نمازیں کئی مہینے یا کئی برس کی قضا ہوں تو اُن کی قضا میں بھی جہاں تک ہو سکے جلدی کرے۔ ایک ایک وقت دو دو چار چار نمازیں قضا پڑھ لیا کرے۔ اگر کوئی مجبوری اور ناچاری ہو تو خیر ایک وقت ایک ہی نماز کی قضا سہی یہ بہت کم درجہ کی بات ہے **مسئلہ ۳** قضا پڑھنے کا کوئی وقت مقرر نہیں ہے جس وقت فرصت ہو وضو کر کے پڑھ لے۔ البتہ اتنا خیال رکھے کہ مکروہ وقت نہ ہو۔ **مسئلہ** جس[۴] کی ایک ہی نماز قضا ہوئی اس سے پہلے کوئی نماز اس کی قضا نہیں ہوئی یا اس سے پہلے نمازیں قضا تو ہوئیں لیکن سب کی قضا پڑھ چکی ہے فقط اسی ایک نماز کی قضا پڑھنی باقی ہے تو پہلے اس کی قضا پڑھ لیوے تب کوئی ادا نماز پڑھے۔ اگر بغیر قضا نماز پڑھے ہوئے ادا نماز پڑھی تو ادا درست نہیں ہوئی۔ قضا پڑھ کے پھر ادا پڑھے۔ ہاں اگر قضا پڑھنی یاد نہیں رہی بالکل بھول گئی تو ادا درست ہو گئی۔ اب جب یاد آوے تو فقط قضا پڑھ لیوے۔ ادا کو نہ دوہراوے **مسئلہ ۵** اگر وقت[۶] بہت تنگ ہے کہ اگر پہلے قضا پڑھے گی تو ادا[۵] نماز کا وقت باقی نہ رہے گا تو پہلے ادا پڑھ لے

---

[۱] ومنہا ای من المندوب صلوٰۃ الاستغفار لمعصیۃ وقعت منہ لما عن علی عن ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہما ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ما من عبد یذنب ذنبا فیتوضأ ویحسن الوضوء ثم یصلی رکعتین فیستغفر اللہ الا غفر لہ ۱۲ الطحطاوی ص ۲۱۹ ورد المحتار ج ۱ ص ۶۳۴

[۲] وفی الصحیحین عن انس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من نسی صلوٰۃ فلیصلہا اذا ذکرہا لا کفارۃ لہا الا ذلک قال اللہ تعالیٰ اقم الصلوٰۃ لذکری ولمسلم من نسی صلوٰۃ او نام عنہا فکفارتہا ان یصلیہا اذا ذکرہا ۱۲ شرح نقایہ ج ۱ ص ۱۱ وہدایہ ج ۱ ص ۱۳۶

[۳] ویجوز تاخیر الفوائت وان وجبت علی الفور لعذر السعی علی العیال وفی الحوائج علی الاصح ای فیسعی ویقضی ما قدر بعد فراغہ ثم وثم الی ان تتم ۱۲ رد المحتار ج ۱ ص ۶۸۶

[۴] وجمیع اوقات العمر وقت للقضاء الا الثلٰثۃ المنہیۃ ۱۲ رد المحتار ج ۱ ص ۶۸۰

[۵] الترتیب بین الفروض الخمسۃ والوتر اداءً وقضاءً لازم الا اذا ضاق الوقت المستحب او نسیت الفائتۃ ۱۲ در مختار ج ۱ ص ۶۶۹ تا ۶۸۱

[۶] ولو خاف فوت الوقتیۃ بتقدیم الفائتۃ ثم یقضیہا لان الترتیب یسقط بضیق الوقت ۱۲ ہدایہ ج ۱ ص ۱۳۷ [۷] یہاں ادا نماز سے مراد فرائض و واجبات ہیں کیونکہ سنتوں کی قضا نہیں ہے ۱۲

تب قضا پڑھے۔ **مسئلہ ۶** اگر دو[1] یا تین یا چار یا پانچ نمازیں قضا ہو گئیں اور سوائے ان نمازوں کے اس کے ذمہ کسی اور نماز کی قضا باقی نہیں ہے۔ یعنی عمر بھر میں جب سے جوان ہوئی ہے کبھی کوئی نماز قضا نہیں ہوئی یا قضا تو ہو گئی۔ لیکن سب کی قضا پڑھ چکی ہے تو جب تک ان پانچوں کی قضا نہ پڑھ لیوے تب تک ادا نماز پڑھنا درست نہیں ہے اور جب ان پانچوں کی قضا پڑھے تو اس طرح پڑھے کہ جو نماز سب سے اول چھوٹی ہے پہلے اس کی قضا پڑھے پھر اس کے بعد والی پھر اس کے بعد والی۔ اسی طرح ترتیب سے پانچوں کی قضا پڑھے جیسے کسی نے پورے ایک دن کی نمازیں نہیں پڑھیں۔ فجر۔ ظہر۔ عصر۔ مغرب۔ عشاء یہ پانچوں نمازیں چھوٹ گئیں تو پہلے فجر، پھر ظہر، پھر عصر، پھر مغرب پھر عشاء، اسی ترتیب سے قضا پڑھے۔ اگر پہلے فجر کی قضا نہیں پڑھی بلکہ ظہر کی پڑھی یا عصر کی یا اور کوئی تو درست نہیں ہوئی پھر سے پڑھنا پڑے گی۔ **مسئلہ ۷** اگر کسی[2] کی چھ نمازیں قضا ہو گئیں تو اب بے ان کی قضا پڑھے ہوئے بھی ادا نماز پڑھنی جائز ہے۔ اور جب ان چھ نمازوں کی قضا پڑھے تو جو نماز سب سے اول قضا ہوئی ہے پہلے اسی کی قضا پڑھنا واجب نہیں ہے بلکہ جو چاہے پہلے پڑھے اور جو چاہے پیچھے پڑھے سب جائز ہے اور اب ترتیب سے پڑھنی واجب نہیں ہے۔ **مسئلہ ۸** دو[3] چار مہینے یا دو چار برس ہوئے کہ کسی کی چھ نمازیں یا[4] زیادہ قضا ہو گئی تھیں اور اب تک اُن کی قضا نہیں پڑھی لیکن اس کے بعد سے ہمیشہ نماز پڑھتی رہی کبھی قضا نہیں ہونے پائی۔ مدت کے بعد اب پھر ایک نماز جاتی رہی۔ تو اس صورت میں بھی بغیر اس کی قضا پڑھے ہوئے ادا نماز پڑھنی درست ہے اور ترتیب واجب نہیں **مسئلہ ۹** کسی[5] کے ذمہ چھ نمازیں یا بہت سی نمازیں قضا تھیں اس وجہ سے ترتیب سے پڑھنی اس پر واجب نہیں تھی۔ لیکن اُس نے ایک ایک دو دو کر کے سب کی قضا پڑھ لی۔ اب کسی نماز کی قضا پڑھنی باقی نہیں رہی۔ تو اب پھر جب ایک نماز یا پانچ نمازیں قضا ہو جاویں تو ترتیب سے پڑھنی پڑیگی اور بے اُن پانچوں کی قضا پڑھے ادا نماز پڑھنی درست نہیں البتہ اب پھر اگر چھ نمازیں چھوٹ جاویں تو پھر ترتیب معاف ہو جاوے گی اور بغیر ان چھ نمازوں کی قضا پڑھے بھی ادا پڑھنی درست ہو گی۔ **مسئلہ ۱۰** کسی[6] کی بہت سی نمازیں قضا ہو گئی تھیں۔ اس نے تھوڑی تھوڑی کر کے سب کی قضا پڑھ لی۔ اب فقط چار پانچ نمازیں رہ گئیں تو اب ان چار پانچ نمازوں کو ترتیب سے پڑھنا واجب نہیں ہے بلکہ اختیار ہے جس طرح جی چاہے پڑھے اور بغیر ان باقی نمازوں کی قضا پڑھے ہوئے بھی ادا پڑھ لینا درست ہے۔ **مسئلہ ۱۱** اگر وتر[7] کی نماز قضا ہو گئی اور سوائے

---

[1] ولو فاتتہ صلوٰتہ رتبہا فی القضاء کما وجبت فی الاصل ۱۲ ہدایہ ص۱۳۲ ج۱
[2] لا یلزم الترتیب بین الفائتۃ والوقتیۃ ولا بین الفوائت اذا کانت الفوائت ستا بخروج وقت السادسۃ علی الاصح ولو متفرقۃ او قدیمۃ ۱۲ رد المحتار ص۶۸۲ ج۱
[3] ولو اجتمعت الفوائت القدیمۃ والحدیثۃ قیل یجوز الوقتیۃ مع ذکر الحدیثۃ لکثرۃ الفوائت وقیل لا یجوز ۱۲ ہدایہ ص۱۳۴ ج۱
[4] دیکھو حاشیہ نمبر ۲ صفحہ ہذا
[5] ولا یعود لزوم الترتیب بعد سقوطہ بکثرتہا ای الفوائت بعود الفوائت الی القلۃ بسبب القضاء لبعضہا علی المعتمد لان الساقط لا یعود (رد المحتار ص۶۸۴ ج۱) وفی البحر ولم یعد بعودہا الی القلۃ ۱۲ ص۹۳ ج ۲
[6] ولو صلی الفجر وہو ذاکر انہ لم یوتر فہی فاسدۃ عند ابی حنیفۃ ۱۲ ہدایہ ص۱۳۶ ج۱

وتر کے کوئی اور نماز اس کے ذمہ قضا نہیں تو بغیر وتر کی قضا پڑھے ہوئے فجر کی نماز پڑھنی درست نہیں ہے۔ اگر وتر کا قضا ہونا یاد ہو پھر بھی پہلے قضا نہ پڑھے بلکہ فجر کی نماز پڑھ لیوے تو اب قضا پڑھ کے فجر کی نماز پھر پڑھنی پڑے گی۔ مسئلہ ۱۲ فقط عشاء کی نماز پڑھ کے سو رہی پھر تہجد کے وقت اٹھی اور وضو کر کے تہجد اور وتر کی نماز پڑھی۔ پھر صبح کو یاد آیا کہ عشاء کی نماز بھولے سے بے وضو پڑھ لی تھی تو اب فقط عشاء کی قضا پڑھے وتر کی قضا نہ پڑھے۔ مسئلہ ۱۳ قضا فقط فرض نمازوں اور وتر کی پڑھی جاتی ہے۔ سنتوں کی قضا نہیں ہے البتہ اگر فجر کی نماز قضا ہو جاوے تو اگر دوپہر سے پہلے پہلے قضا پڑھے تو سنت اور فرض دونوں کی قضا پڑھے اور اگر دوپہر کے بعد قضا پڑھے تو فقط دو رکعت فرض کی قضا پڑھے۔ مسئلہ ۱۴ اگر فجر کا وقت تنگ ہو گیا اس لئے فقط دو رکعت فرض پڑھ لئے سنت چھوڑ دی تو بہتر یہ ہے کہ سورج اونچا ہونے کے بعد سنت کی قضا پڑھ لے لیکن دوپہر سے پہلے ہی پہلے پڑھے۔ مسئلہ ۱۵ کسی بے نمازی نے توبہ کی تو جتنی نمازیں عمر بھر میں قضا ہوئی ہیں سب کی قضا پڑھنی واجب ہے۔ توبہ سے نمازیں معاف نہیں ہوتیں۔ البتہ نہ پڑھنے سے جو گناہ ہوا تھا وہ توبہ سے معاف ہو گیا۔ اب ان کی قضا نہ پڑھیگی تو پھر گنہگار ہوگی۔ مسئلہ ۱۶ اگر کسی کی کچھ نمازیں قضا ہو گئی ہوں اور ان کی قضا پڑھنے کی ابھی نوبت نہیں آئی تو مرتے وقت نمازوں کی طرف سے فدیہ دینے کی وصیت کر جانا واجب ہے نہیں تو گناہ ہوگا اور نماز کے فدیہ کا بیان روزے کے فدیہ کے ساتھ آوے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ

باب	سجدۂ سہو کا بیان	ہیژدہم ۱۸

مسئلہ ۱ نماز میں جتنی چیزیں واجب ہیں اس میں سے ایک واجب یا کئی واجب اگر بھولے سے رہ جائیں تو سجدۂ سہو کرنا واجب ہے اور اس کے کر لینے سے نماز درست ہو جاتی ہے۔ اگر سجدۂ سہو نہیں کیا تو نماز پھر سے پڑھے۔ مسئلہ ۲ اگر بھولے سے نماز کا کوئی فرض چھوٹ جاوے تو سجدۂ سہو کرنے سے نماز درست نہیں ہوتی پھر سے پڑھے۔ مسئلہ ۳ سجدۂ سہو کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اخیر رکعت میں فقط التحیات پڑھ کے ایک طرف سلام پھیر کر دو سجدے کرے پھر بیٹھ کر التحیات اور درود شریف اور دعا پڑھ کے دونوں طرف سلام پھیرے اور نماز ختم کرے۔ مسئلہ ۴ کسی نے بھول کر سلام پھیرنے سے پہلے ہی سجدۂ سہو کر لیا تب بھی ادا ہو گیا اور نماز صحیح ہو گئی۔ مسئلہ ۵ اگر بھولے سے دو رکوع کر لئے یا تین سجدے تو سجدۂ سہو کرنا واجب ہے۔ مسئلہ ۶ نماز میں الحمد پڑھنا

قضا نہیں ہے چاہے سنت ہو چاہے نفل سوائے فجر کی سنتوں کے ۱۲ ۵ ایک طرف سے مراد یہاں داہنی طرف ہے ۱۲

ل۱ اذا صلی العشاء ثم توضأ وصلی السنۃ والوتر ثم تبین انہ صلی العشاء بغیر طہارۃ فعندہ یعید العشاء والسنۃ دون الوتر لان الوتر فرض عملی عندہ ۱۲ ہدایہ ص ۱۳۶ ج ۱

ل۲ ولا یقضیہا الا بطریق التبعیۃ لقضاء فرضہا قبل الزوال لا بعدہ لان القضاء مختص بالواجب ۱۲ رد المحتار ص ۶۷۲ ج ۱

ل۳ واذا خاف فوت رکعتی الفجر لاشتغالہ بسنتہا ترکہا ۱۲ رد المحتار ص ۶۷ ج ۱

ل۴ رد المحتار ص ۶۷۲ ج ۱ ۱۲

ل۵ رد المحتار ص ۶۷۶ ج ۱ ۱۲

ل۶ رد المحتار ص ۶۹۵ ج ۱

ل۷ یجب بعد السلام سجدتان بتشہد وتسلیم بترک واجب وان تکرر سواء کان السہو بادخال زیادۃ فی الصلوۃ او نقصان فیہا ۱۲ بحر ص ۹۹ ج ۲

ل۸ واحترز بالواجب عن السنۃ کالثناء والتعوذ ونحوہما وعن الفرض ۱۲ رد المحتار ص ۶۹۳ ج ۱

ل۹ رد المحتار ص ۶۹۶ ج ۱ وہدایہ ص ۱۳۶ ج ۱ ۱۲

ل۱۰ ہدایہ ص ۱۳۶ ج ۱ و بحر ص ۱۰۰ ج ۲ ۱۲

ل۱۱ ویجب بتکرار الرکن نحو ان یرکع مرتین او یسجد ثلث مرات ۱۲ منیہ ص ۱۰۳ وہدایہ ص ۱۳۸ ج ۱

ل۱۲ رد المحتار ص ۶۹۷ ج ۱ ۱۲

ل۱۳ نماز کا وقت نکل جانے کے بعد سواء فرض اور وتر نمازوں کے اور کسی نماز کی

بھول گئی فقط[۱] سورت پڑھی یا پہلے سورت پڑھی اور پھر الحمد پڑھی تو سجدۂ سہو کرنا واجب ہے۔
مسئلہ ۷ فرض کی پہلی دو رکعتوں میں سورت ملانا بھول گئی تو پچھلی دونوں رکعتوں میں سورت ملاوے اور سجدہ سہو کرے۔ اور اگر پہلی دو رکعتوں میں سے ایک رکعت میں سورت نہیں ملائی تو پچھلی ایک رکعت[۵] میں سورت ملاوے اور سجدۂ سہو کرے۔ اور اگر پچھلی رکعتوں میں بھی سورت ملانا یاد نہ رہا۔ نہ پہلی رکعتوں میں سورت ملائی نہ پچھلی رکعتوں میں بالکل اخیر رکعت میں التحیات پڑھتے وقت یاد آیا کہ دونوں رکعتوں میں یا ایک رکعت میں سورت نہیں ملائی تب بھی سجدۂ سہو کرنے سے نماز ہو جاوے گی
مسئلہ ۸ سنت[۲] اور نفل کی سب رکعتوں میں سورت کا ملانا واجب ہے اسلئے اگر کسی رکعت میں سورت ملانا بھول جاوے تو سجدۂ سہو کرے۔ **مسئلہ ۹** الحمد[۳] پڑھ کر سوچنے لگی کہ کونسی سورت پڑھوں اور اس سوچ بچار میں اتنی دیر لگ گئی جتنی دیر میں تین مرتبہ سبحان اللہ کہہ سکتی ہے تو بھی سجدۂ سہو واجب ہے۔ **مسئلہ ۱۰** اگر[۴] بالکل اخیر رکعت میں التحیات اور درود پڑھنے کے بعد شبہ ہوا کہ میں نے چار رکعتیں پڑھی ہیں یا تین۔ اسی سوچ میں خاموش بیٹھی رہی اور سلام پھیرنے میں اتنی دیر لگ گئی جتنی دیر میں تین[۵] دفعہ سبحان اللہ کہہ سکتی ہے۔ پھر یاد آگیا کہ میں نے چاروں رکعتیں پڑھ لیں تو اس صورت میں بھی سجدۂ سہو کرنا واجب ہے۔ **مسئلہ ۱۱** جب[۶] الحمد اور سورت پڑھ چکی بھولے سے کچھ سوچنے لگی اور رکوع کرنے میں اتنی دیر ہو گئی جتنی کہ اوپر بیان ہوئی تو بھی سجدۂ سہو کرنا واجب ہے۔ **مسئلہ ۱۲** اسی[۵] طرح اگر پڑھتے پڑھتے درمیان میں رک گئی اور کچھ سوچنے لگی اور سوچنے میں اتنی دیر لگ گئی یا جب دوسری یا چوتھی رکعت پر التحیات کے لئے بیٹھی تو فوراً التحیات نہیں شروع کی۔ کچھ سوچنے میں اتنی دیر لگ گئی۔ یا جب رکوع سے اٹھی تو دیر تک کچھ سوچا کی یا دونوں سجدہ کے بیچ میں جب بیٹھی تو کچھ سوچنے میں اتنی دیر لگا دی تو ان سب صورتوں میں سجدۂ سہو کرنا واجب ہے۔ غرضکہ جب بھولے سے کسی بات کے کرنے میں دیر کر دے گی یا کسی بات کے سوچنے کی وجہ سے دیر لگ جاوے گی تو سجدۂ سہو واجب ہو گا۔ **مسئلہ ۱۳** تین[۷] رکعت یا چار رکعت والی فرض نماز میں جب دو رکعت پر التحیات کے لئے بیٹھی تو دو دفعہ التحیات پڑھ گئی تو بھی سجدۂ سہو واجب ہے اور اگر التحیات کے بعد اتنا درود شریف بھی پڑھ گئی اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ[۸] یا اس سے زیادہ پڑھ گئی تب یاد آیا اور اٹھ کھڑی ہوئی تو بھی سجدۂ سہو واجب ہے اور اگر اس سے کم پڑھا ہو تو سہو کا سجدہ واجب نہیں۔ **مسئلہ ۱۴** نفل[۹] نماز میں دو رکعت پر بیٹھ کر التحیات کے ساتھ درود شریف بھی پڑھنا جائز ہے۔ اسلئے نفل میں درود شریف کے پڑھنے سے سجدہ سہو کا نہیں ہوتا

۱ ولو ترک سورۃ اولی العشاء مثلاً ولو عمداً قرأ ہا وجوباً مع الفاتحۃ جہراً فی الاخریین۔ باقی اور مسائل سب واجبات میں سے ہیں لہذا ان کے ترک کرنے پر سجدۂ سہو لازم ہو گا ۱۲

۲ والقراءۃ واجبۃ فی جمیع رکعات النفل وفی جمیع رکعات الوتر ۱۲

۳ اذا شغلہ ذلک الشک فتفکر قدر اداء رکن ولم یشتغل حالۃ الشک بقراءۃ ولا تسبیح وجب علیہ سجود السہو ۱۲ رد المحتار ص۷۰۶ ج۱

۴ لو شک بعد ما قعد قدر التشہد اصلی ثلاثاً او اربعاً حتی شغلہ ذلک عن السلام ثم استیقن واتم صلوۃ فعلیہ السہو ۱۲ رد المحتار ص۶۰۷ ج۱

۵ ولم یبینوا قدر الرکن و علی قیاس ما تقدم ان یعتبر الرکن مع سنتہ وہو مقدار ثلاث تسبیحات ۱۲ الطحطاوی علی المراقی ص۵۰۳

۶ فلو اتم القراءۃ فمکث متفکراً سہواً ثم رکع او تذکر السورۃ راکعاً فضمہا قائماً اعاد الرکوع وسجد للسہو ۱۲ شرح التنویر ص۶۸۹ ج۱

۷ رد المحتار ص۶۰۷ ۱۲

۸ شرح نقایہ ص۱۱۱ ج۱ ۱۲

۹ ولا یصلی علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی القعدۃ الاولی فی الاربع قبل الظہر والجمعۃ وبعد ہا ولا فی البواقی من ذوات الاربع یصلی علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲ رد المحتار ص۶۳۳ ج۱ ۵ پچھلی ایک رکعت سے مراد پچھلی دو رکعتوں میں سے پہلی ہے ۱۲

البتہ اگر دو دفعہ التحیات پڑھ جاوے تو نفل میں بھی سجدۂ سہو واجب ہے **مسئلہ ۱۵** التحیات پڑھنے بیٹھی مگر بھولے سے التحیات کی جگہ کچھ اور پڑھ گئی یا الحمد پڑھنے لگی تو بھی سہو کا سجدہ واجب ہے۔

مسئلہ ۱۶ نیت باندھنے کے بعد سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ کی جگہ دعاء قنوت پڑھنے لگی تو سہو کا سجدہ واجب نہیں اسی طرح فرض کی تیسری یا چوتھی رکعت میں اگر الحمد کی جگہ التحیات یا اور کچھ پڑھنے لگی تو بھی سجدۂ سہو واجب نہیں ہے **مسئلہ ۱۷** تین رکعت یا چار رکعت والی نماز میں بیچ میں بیٹھنا بھول گئی اور دو رکعت پڑھ کے تیسری رکعت کے لئے کھڑی ہوگئی تو اگر نیچے کا آدھا دھڑ ابھی سیدھا نہ ہوا ہو تو بیٹھ جاوے اور التحیات پڑھ لے تب کھڑی ہو اور ایسی حالت میں سجدۂ سہو کرنا واجب نہیں اور اگر نیچے کا آدھا دھڑ سیدھا ہو گیا ہو تو نہ بیٹھے بلکہ کھڑی ہو کر چاروں رکعتیں پڑھ لیوے فقط اخیر میں بیٹھے اور اس صورت میں سجدۂ واجب ہے۔ اگر سیدھی کھڑی ہو جانے کے بعد پھر لوٹ آوے گی اور بیٹھ کر التحیات پڑھے گی تو گنہگار ہوگی اور سجدۂ سہو کرنا اب بھی واجب ہوگا **مسئلہ ۱۸** اگر چوتھی رکعت پر بیٹھنا بھول گئی تو اگر نیچے کا دھڑ ابھی سیدھا نہیں ہوا تو بیٹھ جاوے اور التحیات درود وغیرہ پڑھ کے سلام پھیرے اور سجدۂ سہو نہ کرے۔ اور اگر سیدھی کھڑی ہو گئی ہو تب بھی بیٹھ جاوے بلکہ اگر الحمد اور سورت بھی پڑھ چکی ہو یا رکوع بھی کر چکی ہو تب بھی بیٹھ جاوے اور التحیات پڑھ کے سجدۂ سہو کر لے۔ البتہ اگر رکوع کے بعد بھی یاد نہ آیا اور پانچویں رکعت کا سجدہ کر لیا تو فرض نماز پھر سے پڑھے۔ یہ نماز نفل ہو گئی۔ ایک رکعت اور ملا کے پوری چھ رکعت کرے اور سجدۂ سہو نہ کرے۔ اور اگر ایک رکعت اور نہیں ملائی یا پانچویں رکعت پر سلام پھیر دیا تو چار رکعتیں نفل ہو گئیں اور ایک رکعت اکارت (بیکار) گئی۔ **مسئلہ ۱۹** اگر چوتھی رکعت پر بیٹھی اور التحیات پڑھ کے کھڑی ہو گئی تو سجدہ کرنے سے پہلے پہلے جب یاد آوے بیٹھ جاوے اور التحیات نہ پڑھے بلکہ بیٹھ کر فوراً سلام پھیر کے سجدۂ سہو کرے اور اگر پانچویں رکعت کا سجدہ کر چکی تب یاد آیا تو ایک رکعت اور ملائے چھ کرے چار فرض ہو گئیں اور دو نفل اور چھٹی رکعت پر سجدۂ سہو بھی کرے۔ اگر پانچویں رکعت پر سلام پھیر دیا اور سجدۂ سہو کر لیا تو برا کیا چار فرض ہوئے اور ایک رکعت اکارت گئی **مسئلہ ۲۰** اگر چار رکعت نفل نماز پڑھی اور بیچ میں بیٹھنا بھول گئی تو جب تک تیسری رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو تب تک یاد آنے پر بیٹھ جانا چاہئے۔ اگر سجدہ کر لیا تو خیر تب بھی نماز ہو گئی اور سجدۂ سہو ان دونوں صورتوں میں واجب ہے۔ **مسئلہ ۲۱** اگر نماز میں شک ہو گیا کہ تین رکعتیں پڑھی ہیں یا چار رکعتیں۔ تو اگر یہ شک اتفاق سے ہو گیا ہے ایسا شبہ پڑنے کی اس کی عادت نہیں ہے تو پھر سے نماز پڑھے اور اگر شک کرنے کی عادت ہے اور اکثر ایسا شبہ پڑ جاتا ہے تو دل میں سوچ کر

۱؎ ولو قرأ فی تشہده الخ بدأ بالقراءة یسجد وان بدأ بالتشہد لا یسجد ۱۲ شرح نقایہ ص ۱۱۲ ج ۱ ورد المحتار ص ۶۹۶ ج ۱

۲؎ وذکر الناطفی فی الاجناس عن محمد انہ لو تشہد فی قیامہ قبل القراءة الفاتحہ لا یسجد لانہ بمنزلۃ الثناء وبعدہا یسجد وہو الاصح ۱۲ شرح نقایہ ص ۱۱۲ ج ۲

۳؎ رد المحتار ص ۶۹۶ تا ۶۹۷ ج ۱

۴؎ ولو سہی عن القعود الاخیر کلہ او بعضہ عاد ما لم یقیدہا بسجدة وان قیدہا بالسجدة عامداً او ناسیاً او ساہیاً او مخطأ تحول فرضہ نفلاً برفعہ الجبہۃ وضم سادسۃ ولو فی العصر والفجر ان شاء ولا یسجد للسہو علی الاصح ۱۲ رد المحتار ص ۶۹۹ تا ۷۰۰ ج ۱

۵؎ وان قعد فی الرابعۃ مثلاً قدر التشہد ثم قام عاد وسلم ولو سلم قائماً صح وان سجد للخامسۃ ضم الیہا سادسۃ لتصیر الرکعتان نفلا وسجد للسہو ۱۲ رد المحتار ص ۷۰۰ ج ۱

۶؎ ولو ترک القعود الاول فی النفل سہواً سجد ولم تفسد استحساناً وقد منا انہ یعود ما لم یقید الثالثۃ بسجدة وقیل لا ای لا یعود ما استتم قائماً کالفرض ۱۲ رد المحتار ص ۷۰۱ ج ۱

۷؎ رد المحتار ص ۷۰۵ ـ ۷۰۶ ج ۱

۸؎ جلسہ دعاء قنوت کے بعد سبحانک اللہم پڑھے یا نہ پڑھے دونوں صورتوں میں سجدۂ سہو نہ ہوگا۔ ۱۲

دیکھے کہ دل زیادہ کدھر جاتا ہے۔ اگر زیادہ گمان تین رکعت پڑھنے کا ہو تو ایک اور پڑھ لے اور سجدۂ سہو واجب نہیں ہے اور اگر زیادہ گمان یہی ہے کہ میں نے چاروں رکعتیں پڑھ لی ہیں تو اور رکعت نہ پڑھے اور سجدۂ سہو بھی نہ کرے۔ اور اگر سوچنے کے بعد بھی دونوں طرف برابر خیال رہے نہ تین رکعت کی طرف زیادہ گمان جاتا ہے اور نہ چار کی طرف تو تین ہی رکعتیں سمجھے اور ایک رکعت اور پڑھ لے لیکن اس صورت میں تیسری رکعت پر بھی بیٹھ کر التحیات پڑھے تب کھڑی ہو کے چوتھی رکعت پڑھے اور سجدۂ سہو بھی کرے۔ **مسئلہ ۲۲** اگر یہ شک ہوا کہ یہ پہلی رکعت ہے یا دوسری رکعت تو اس کا بھی یہی حکم ہے کہ اگر اتفاق سے یہ شک پڑا ہو تو پھر سے پڑھے اور اگر اکثر شک پڑ جاتا ہو تو جدھر زیادہ گمان ہو جاوے اس کو اختیار کرے اور اگر دونوں طرف برابر گمان رہے کسی طرف زیادہ نہ ہو تو ایک ہی سمجھے۔ لیکن اس پہلی رکعت پر بیٹھ کر التحیات پڑھے کہ شاید یہ دوسری رکعت ہو اور دوسری رکعت پڑھ کے پھر بیٹھے اور اس میں الحمد کے ساتھ سورت بھی ملا وے۔ پھر تیسری رکعت پڑھ کر بھی بیٹھے کہ شاید یہی چوتھی ہو پھر چوتھی رکعت پڑھے اور سجدۂ سہو کر کے سلام پھیرے **مسئلہ ۲۳** اگر یہ شک ہوا کہ دوسری رکعت ہے یا تیسری۔ تو اس کا بھی یہی حکم ہے کہ اگر دونوں گمان برابر درجہ کے ہوں تو دوسری رکعت پر بیٹھ کر تیسری رکعت پڑھے اور پھر بیٹھ کے التحیات پڑھے کہ شاید یہی چوتھی ہو پھر چوتھی پڑھے اور سجدۂ سہو کر کے سلام پھیرے۔ **مسئلہ ۲۴** اگر نماز پڑھ چکنے کے بعد یہ شک ہوا کہ نہ معلوم تین رکعتیں پڑھیں یا چار تو اس شک کا کچھ اعتبار نہیں نماز ہو گئی۔ البتہ اگر ٹھیک یاد آ جاوے کہ تین ہی ہوئیں تو پھر کھڑے ہو کر ایک رکعت اور پڑھ لیوے اور سجدۂ سہو کر لے۔ اور اگر پڑھ کے بول پڑی ہو یا اور کوئی ایسی بات کی جس سے نماز ٹوٹ جاتی ہے تو پھر سے پڑھے۔ اسی طرح اگر التحیات پڑھ چکنے کے بعد یہ شک ہوا تو اس کا بھی یہی حکم ہے کہ جب تک ٹھیک یاد نہ آوے اس کا کچھ اعتبار نہ کرے۔ لیکن اگر کوئی احتیاطاً کی راہ سے نماز پھر سے پڑھ لے تو اچھا ہے کہ دل کی کھٹک نکل جاوے اور شبہ باقی نہ رہے۔ **مسئلہ ۲۵** اگر نماز میں کئی باتیں ایسی ہو گئیں جن سے سجدۂ سہو واجب ہوتا ہے تو ایک ہی سجدہ سب کی طرف سے ہو جاویگا۔ ایک نماز میں دو دفعہ سجدۂ سہو نہیں کیا جاتا۔ **مسئلہ ۲۶** سجدۂ سہو کرنے کے بعد پھر کوئی ایسی بات ہو گئی جس سے سجدۂ سہو واجب ہوتا ہے تو وہی پہلا سجدۂ سہو کافی ہے۔ اب پھر سجدۂ سہو نہ کرے۔ **مسئلہ ۲۷** نماز میں کچھ بھول گئی تھی جس سے سجدۂ سہو واجب تھا لیکن سجدۂ سہو کرنا بھول گئی اور دونوں طرف سلام پھیر دیا۔ لیکن ابھی اسی جگہ بیٹھی ہے اور سینہ قبلہ کی طرف سے نہیں پھرا نہ کسی سے کچھ بولی نہ کوئی اور ایسی بات ہوئی جس سے نماز ٹوٹ جاتی

ع فلو شک انہا اولی الظہر نیۃ یجعلہا الاولی ثم یقعد لی انہا الثانیۃ ثم یصلی م یقعد لما قلنا ثم یصلی یقعد لاحتمال انہا الرابعۃ الاخری ویقعد لما تی باربع قعدات ان مفروضتان وہما ثۃ والرابعۃ وقعدتان ان ۱۲ رد المختار ص۷۰۶ ج۱

و لو شک انہا الثانیۃ او انہا وقعد ثم صلی اخری الرابعۃ وقعد وسیذکر سراج انہ یسجد للسہو المختار ص۷۰۹ ج۱

شک بعد الفراغ بعد ما قعد قدر التشہد الا اذا وقع فی التعیین ان تذکر بعد الفراغ فرضا وشک فی قالوا یسجد سجدۃ ثم یصلی رکعۃ بسجدتین ثم یسجد للسہو ۱۲ تار ص۷۰۵ ج۱

و ترک جمیع واجبات ۃ سہوا لایلزمہ الا ان ۱۲ رد المختار ص۶۹۳ ج۱

ان تکرارہ غیر مشروع المختار ص۶۹۳ ج۱

و یسجد للسہو لو مع ناویا للقطع ما لم یتحول القبلۃ او یتکلم یلزمہ ما دام فی المسجد ۱۲ المختار ص۷۰۲

ف لیکن نماز کو توڑے نہیں بلکہ پوری کر کے دوبارہ پڑھ لے ۱۲

ہے تو اب سجدۂ سہو کرلے بلکہ اگر اسی طرح بیٹھے بیٹھے کلمہ اور درود شریف وغیرہ کوئی وظیفہ بھی پڑھنے لگی ہو تب بھی کچھ حرج نہیں اب سجدۂ سہو کرلے تو نماز ہو جاوے گی۔ **مسئلہ ۲۸** سجدۂ سہو واجب تھا اور اُس نے قصداً دونوں طرف سلام پھیر دیا اور یہ نیت کی کہ میں سجدۂ سہو نہ کروں گی۔ تب بھی جب تک کوئی ایسی بات نہ ہو جس سے نماز جاتی رہتی ہے سجدۂ سہو کر لینے کا اختیار رہتا ہے **مسئلہ ۲۹** چار رکعت والی یا تین رکعت والی نماز میں بھولے سے دو رکعت پر سلام پھیر دیا تو اب اٹھ کر اس نماز کو پورا کرے اور سجدۂ سہو کرلے۔ البتہ اگر سلام پھیرنے کے بعد کوئی ایسی بات ہو گئی جس سے نماز جاتی رہتی ہے تو پھر سے نماز پڑھے۔ **مسئلہ ۳۰** بھولے سے وتر کی پہلی یا دوسری رکعت میں دعاء قنوت پڑھ گئی تو اس کا کچھ اعتبار نہیں۔ تیسری رکعت میں پھر پڑھے اور سجدۂ سہو کرے۔ **مسئلہ ۳۱** وتر کی نماز میں شبہ ہوا کہ نہ معلوم یہ دوسری رکعت ہے یا تیسری رکعت اور کسی بات کی طرف زیادہ گمان نہیں ہے بلکہ دونوں طرف برابر درجہ کا گمان ہے تو اسی رکعت میں دعاء قنوت پڑھے اور بیٹھ کر التحیات کے بعد کھڑی ہو کر ایک رکعت اور پڑھے اور اس میں بھی دعاء قنوت پڑھے۔ اور اخیر میں سجدۂ سہو کرے **مسئلہ ۳۲** وتر میں دعاء قنوت کی جگہ سبحانک اللّٰہم پڑھ گئی۔ پھر جب یاد آیا تو دعاء قنوت پڑھی تو سجدہ سہو کا واجب نہیں **مسئلہ ۳۳** وتر میں دعاء قنوت پڑھنا بھول گئی سورت پڑھ کے رکوع میں چلی گئی تو سجدۂ سہو واجب ہے۔ **مسئلہ ۳۴** الحمد پڑھ کے دو سورتیں یا تین سورتیں پڑھ گئی تو کچھ ڈر نہیں اور سجدۂ سہو واجب نہیں۔ **مسئلہ ۳۵** فرض نماز میں پچھلی دونوں رکعتوں یا ایک رکعت میں سورت ملالی تو سجدۂ سہو واجب نہیں۔ **مسئلہ ۳۶** نماز کے اول میں سبحانک اللّٰہم پڑھنا بھول گئی یا رکوع میں سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْم نہیں پڑھا۔ یا سجدہ میں سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی نہیں کہا یا رکوع سے اٹھ کر سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ کہنا یاد نہ رہا یا نیت باندھتے وقت کندھے تک ہاتھ نہیں اٹھائے یا اخیر رکعت میں درود شریف یا دعا نہیں پڑھی۔ یوں ہی سلام پھیر دیا تو ان سب صورتوں میں سجدۂ سہو واجب نہیں ہے **مسئلہ ۳۷** فرض کی دونوں پچھلی رکعتوں میں یا ایک رکعت میں الحمد پڑھنی بھول گئی چپکے کھڑی رہ کے رکوع میں چلی گئی تو بھی سجدۂ سہو واجب نہیں **مسئلہ ۳۸** جن چیزوں کو بھول کر کرنے سے سجدۂ سہو واجب ہوتا ہے اگر ان کو کوئی قصداً کرے تو سجدۂ سہو واجب نہیں بلکہ نماز پھر سے پڑھے۔ اگر سجدۂ سہو کر بھی لیا تب بھی نماز نہیں ہوئی۔ جو چیزیں نماز میں نہ فرض ہیں نہ واجب اُن کو بھول کر چھوڑ دینے سے نماز ہو جاتی ہے اور سجدۂ سہو واجب نہیں ہوتا۔

---

۱ لو سلم ذاکرا لہا ناسیا لغیرہا یلزمہ ایضا لان السلام مع تذکر سجود السہو لا یقطع ۱۲ رد المحتار ص۷۴۷ ج۱

۲ سلم مصلی الظہر مثلاً علی راس الرکعتین توہما اتمامہا اتمہا اربعا وسجد للسہو ۱۲ رد المحتار ص۷۴۷ ج۱

۳ رد المحتار ص۷۴۷-۹۲۸ ج۱ ۱۲

۴ لو شک انہ فی ثانیۃ او ثالثۃ کررہ مع القعود لان یقنت ویقعد فی الرکعۃ التی حصل فیہا الشک لاحتمال انہا الثالثۃ ثم یفعل کذلک فی التی بعدہا لاحتمال انہا ہی الثالثۃ وتلک کانت ثانیۃ ۱۲ رد المحتار ص۶۲۸ ج۱

۵ رد المحتار ص۶۲۴ ج۱ ۱۲

۶ ولا یلزمہ لو ترک فعلا مسنونا او ترک قراءۃ الفاتحۃ او القنوت او التشہد او تکبیرات العیدین لانہا واجبات ۱۲ ہدایہ

۷ لو کان قرا الفاتحۃ و السورۃ ثم عاد للقراءۃ سورۃ اخری لا یرفض رکوعہ ۱۲ رد المحتار ص۶۹۳ ج۱

۸ ولو قرا فی الاخریین الفاتحۃ والسورۃ لا یسجد ۱۲ شرح نقایہ ص۱۱۲ ج۱

۹ فتاوی ہندیہ ص۸۸ ج۱ ۱۲

۱۰ رد المحتار ص۷۴۷ ج۱ ۱۲

۱۱ وان کان ترکہ عمداً اثم ووجب اعادۃ الصلوۃ لجبر نقصہا ولا یسجد فی العمد فی السہو ۱۲ مراقی ص۲۵۲

؂ اگر اتنی دیر کھڑی رہی ہو جتنی دیر میں تین بار سبحان اللہ پڑھا جا سکے ورنہ نماز پھر سے دہرائے ۱۲

باب سجدۂ تلاوت کا بیان نوزدہم [19]

مسئلہ ۱ قرآن شریف[1] میں سجدے تلاوت کے چودہ[14] ہیں۔ جہاں جہاں کلام مجید کے کنارہ پر سجدہ لکھا رہتا ہے۔ اس آیت کو پڑھ کر سجدہ کرنا واجب ہو جاتا ہے اور اس سجدہ کو سجدۂ تلاوت کہتے ہیں **مسئلہ ۲** سجدۂ[2] تلاوت کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اللہ اکبر کہہ کے سجدہ کرے اور اللہ اکبر کہتے وقت ہاتھ نہ اٹھاوے سجدہ میں کم سے کم تین دفعہ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کہہ کے پھر اللہ اکبر کہہ کے سر اٹھا لیوے بس سجدۂ تلاوت ادا ہو گیا۔ **مسئلہ ۳** بہتر[3] یہ ہے کہ کھڑی ہو کر اوّل اللہ اکبر کہہ کے سجدہ میں جاوے پھر اللہ اکبر کہہ کے کھڑی ہو جاوے اور اگر بیٹھ کر اللہ اکبر کہہ سجدہ میں جاوے پھر اللہ اکبر کہہ کے اُٹھ بیٹھے کھڑی نہ ہو تب بھی درست ہے۔ **مسئلہ ۴** سجدہ[4] کی آیت کو جو شخص پڑھے اس پر بھی سجدہ کرنا واجب ہے اور جو سُنے اس پر بھی واجب ہو جاتا ہے چاہے قرآن شریف سننے کے قصد سے بیٹھی ہو یا کسی اور کام میں لگی ہو اور بغیر قصد کے سجدہ کی آیت سن لی ہو۔ اسلئے بہتر یہ ہے کہ سجدہ کی آیت کو آہستہ سے پڑھے تاکہ کسی اور پر سجدہ واجب نہ ہو **مسئلہ ۵** جو[5] چیزیں نماز کے لئے شرط ہیں وہ سجدہ تلاوت کے لئے بھی شرط ہیں۔ یعنی وضو کا ہونا۔ جگہ کا پاک ہونا۔ بدن اور کپڑے کا پاک ہونا۔ قبلہ کی طرف سجدہ کرنا۔ وغیرہ **مسئلہ ۶** جس[6] طرح نماز کا سجدہ کیا جاتا ہے اسی طرح سجدۂ تلاوت بھی کرنا چاہئے۔ بعضی عورتیں قرآن شریف ہی پر سجدہ کر لیتی ہیں۔ اس سے سجدہ ادا نہیں ہوتا اور سر سے نہیں اُترتا۔ **مسئلہ ۷** اگر کسی[7] کا وضو اس وقت نہ ہو تو پھر کسی وقت وضو کر کے سجدہ کرے فوراً اسی وقت سجدہ کرنا ضروری نہیں ہے۔ لیکن بہتر یہ ہے کہ اسی وقت سجدہ کر لے۔ کیونکہ شاید بعد میں یاد نہ رہے۔ **مسئلہ ۸** اگر کسی[8] کے ذمہ بہت سے سجدے تلاوت کے باقی ہوں۔ اب تک ادا نہ کئے ہوں تو اب ادا کرلے عمر بھر میں کبھی نہ کبھی ادا کر لینے چاہئیں۔ کبھی ادا نہ کرے گی تو گنہگار ہوگی۔ **مسئلہ ۹** اگر حیض[9] یا نفاس کی حالت میں کسی سے سجدہ کی آیت سن لی تو اس پر سجدہ واجب نہیں ہوا۔ اور اگر ایسی حالت میں سنا جب کہ اُس پر نہانا واجب تھا تو نہانے کے بعد سجدہ کرنا واجب ہے۔ **مسئلہ ۱۰** اگر بیماری[10] کی حالت میں سنے اور سجدہ کرنے کی طاقت نہ ہو تو جس طرح نماز کا سجدہ اشارہ سے کرتی ہے اسی طرح اس کا سجدہ بھی اشارہ سے کرے۔ **مسئلہ ۱۱** اگر نماز میں[11] سجدہ کی آیت پڑھے تو وہ آیت پڑھنے کے بعد فوراً نماز ہی میں سجدہ کر لے پھر باقی سورت پڑھ کے رکوع میں جاوے

---

[1] وآیاتہا ای سجود التلاوۃ اربع عشرۃ آیۃ فی الاعراف وفی الرعد والنحل والاسراء ومریم والحج والفرقان والنمل والسجدۃ وص وحم السجدۃ والنجم والانشقت واقرأ ۱۲ مراقی ص۲۸۳ وہدایہ ص۱۴۱

[2] و[3] وہی سجدۃ بین تکبیرتین مسنونتین جہرًا وبین قیامین مستحبین بلا رفع ید وتشہد وسلام وفیہا تسبیح السجود ۱۲ رد المحتار ص۱۹۲ ج۱

[4] والسجدۃ واجبۃ فی ہذہ المواضع علی التالی والسامع سواء قصد سماع القرآن اولم یقصد ۱۲ ہدایہ ص۱۴۱ ج۱

[5] ویجب بشروط الصلوۃ الا التحریمۃ لانہا جزء من اجزاء الصلوۃ فکانت معتبرۃ بسجدات الصلوۃ ۱۲ رد المحتار ص۲۰۴ ج۱ ومراقی ص۲۸۳

[6] رد المحتار ص۲۰۴ ج۱

[7] وہی علی التراخی علی المختار ویکرہ تاخیرہا تنزیہا

[8] ویکفیہ ان یسجد عدد ما علیہ بلا تعیین ویکون مؤدیا ۱۲ رد المحتار ص۲۰۷ ج۱

[9] فلا تجب علی کافر وصبی ومجنون وحائض ونفساء قرءوا او سمعوا لانہم لیسوا اہلا لہا ولا تجب علی من سمع منہم یعنی المذکورین الا المجنون المطبق ۱۲ رد المحتار ص۲۰۶ ج۱

[10] دیکھو حاشیہ نمبر ۵ صفحہ ہذا

[11] فی التاتارخانیۃ یستحب للتالی او السامع اذا لم یمکنہ السجود ان یقول سمعنا واطعنا غفرانک ربنا والیک المصیر ۱۲ رد المحتار ص۲۰۷ ج ۱-۱۲ رد المحتار ص۲۰۸ ج۱ [illegible]

اگر اس آیت کو پڑھ کر ترت سجدہ نہ کیا اس کے بعد دو آیتیں یا تین آیتیں اور پڑھ لیں تب سجدہ کیا تو یہ بھی درست ہے اور اگر اس سے بھی زیادہ پڑھ گئی تب سجدہ کیا تو یہ بھی درست ہے۔ اور اگر اس سے بھی زیادہ پڑھ گئی تب سجدہ کیا تو سجدہ ادا تو ہو گیا لیکن گنہگار ہوئی۔ **مسئلہ ۱۲** اگر نماز میں سجدہ کی آیت پڑھی اور نماز ہی میں سجدہ نہ کیا تو اب نماز کے بعد سجدہ کرنے سے ادا نہ ہوگا۔ ہمیشہ کے لئے گنہگار رہے گی۔ اب سوائے توبہ استغفار کے اور کوئی صورت معافی کی نہیں ہے **مسئلہ ۱۳** سجدہ کی آیت پڑھ کے اگر ترت رکوع میں چلی جاوے اور رکوع میں یہ نیت کر لے کہ میں سجدۂ تلاوت کی طرف سے بھی یہی رکوع کرتی ہوں تب بھی وہ سجدہ ادا ہو جاوے گا۔ اور اگر رکوع میں یہ نیت نہیں کی تو رکوع کے بعد سجدہ جب کریگی تو اسی سجدہ سے سجدۂ تلاوت بھی ادا ہو جاوے گا چاہے کچھ نیت کرے چاہے نہ کرے۔ **مسئلہ ۱۴** نماز پڑھتے میں کسی اور سے سجدہ کی آیت سُنے تو نماز میں سجدہ نہ کرے بلکہ نماز کے بعد کرے۔ اگر نماز ہی میں کرے گی تو وہ سجدہ ادا نہ ہوگا۔ پھر کرنا پڑے گا اور گناہ بھی ہوگا۔ **مسئلہ ۱۵** ایک ہی جگہ بیٹھے بیٹھے سجدہ کی آیت کو کئی بار دہرا کر پڑھے تو ایک ہی سجدہ واجب ہے۔ چاہے سب دفعہ پڑھ کے اخیر میں سجدہ کرے یا پہلی دفعہ پڑھ کے سجدہ کرلے پھر اسی کو بار بار دہراتی رہے اور اگر جگہ بدل گئی تب اسی آیت کو دہرایا۔ پھر تیسری جگہ جا کے وہی آیت پھر پڑھی اسی طرح برابر جگہ بدلتی رہی تو جتنی دفعہ دہراوے اتنی ہی دفعہ سجدہ کرے۔ **مسئلہ ۱۶** اگر ایک ہی جگہ بیٹھے بیٹھے سجدہ کی کئی آیتیں پڑھیں۔ تو بھی جے آیتیں پڑھے وے سجدے کرے۔ **مسئلہ ۱۷** بیٹھے بیٹھے سجدہ کی کوئی آیت پڑھی۔ پھر اٹھ کھڑی ہوئی۔ لیکن چلی پھری نہیں۔ جہاں بیٹھی تھی وہیں کھڑے کھڑے وہی آیۃ پھر دہرائی تو ایک ہی سجدہ واجب ہے۔ **مسئلہ ۱۸** ایک ہی جگہ سجدہ کی آیت پڑھی اور اٹھ کر کسی کام کو چلی گئی پھر اسی جگہ آ کر وہی آیۃ پڑھی تب بھی دو سجدے کرے۔ **مسئلہ ۱۹** ایک جگہ بیٹھے بیٹھے سجدہ کی کوئی آیت پڑھی۔ پھر جب قرآن مجید کی تلاوت کر چکی تو اسی جگہ بیٹھے بیٹھے کسی اور کام میں لگ گئی جیسے کھانا کھانے لگی یا سینے پرونے میں لگ گئی یا بچہ کو دودھ پلانے لگی۔ اس کے بعد پھر وہی آیت اُسی جگہ پڑھی تب بھی دو سجدے واجب ہوئے اور جب کوئی اور کام کرنے لگی تو ایسا سمجھیں گے کہ جگہ بدل گئی۔ **مسئلہ ۲۰** ایک کوٹھڑی یا دالان کے ایک کونے میں سجدہ کی کوئی آیت پڑھی۔ اور پھر دوسرے کونہ میں جا کر وہی آیت پڑھی تب بھی ایک سجدہ ہی کافی ہے چاہے جے دفعہ پڑھے۔ البتہ اگر دوسرے کام میں لگ جانے کے بعد وہی آیت

ل ولو تلاہا فی الصلوٰۃ یسجدہا فیہا لا خارجہا وفی البدائع واذا لم یسجد اثم ۱۲ رد المحتار ۲۲
ل رد المحتار ۲۳ ۲۴ ۱۲
ل ولو سمع المصلی السجدۃ من غیرہ لم یسجد فیہا بل بعدہا ولو سجد فیہا لم تجزہ واعادہ ای السجود دون نہا ای الصلوٰۃ ۱۲ رد المحتار ۲۵ ہدایہ
ل ولو کررہا فی مجلسین تکررت وفی مجلس واحد لا تتکرر بل کفتہ واحدۃ وفی البحر التالیف احوط ۱۲ رد المحتار ۲۶
ل رد المحتار ۲۶ ۱۲
ل ولا یختلف المجلس بمجرد القیام ۱۲ ہدایہ
ل فلو قرأہا فی مجلسہ فسجدہا ثم ذہب ورجع فقرأہا سجدہا ثانیۃ وان لم یکن سجد للاولی فعلیہ سجدتان ۱۲ ہدایہ
ل واما الاخیر فہو قسمان حقیقی بالانتقال منہ الی آخر بالکثر من خطوتین کما فی کثیر من الکتب او باکثر من ثلاث کما فی الحیط مالم یکن للمکانین حکم الواحد کالمسجد والبیت والسفینۃ ولو جاریۃ والصحراء بالنسبۃ للتالی فی الصلوٰۃ الخ وحکمی وذلک بمباشرۃ عمل یعد فی العرف قطعا لما قبلہ کما لو تلا ثم اکل کثیرا الا اذا تم لقما او شرب جرعۃ او نام قاعدا او شرع او ارضعت ولدہا او افتی بیع وشراء او نکاح بخلاف ما اذا

طال جلوسہ او قرأتہ او سبح او ہلل او اکل لقمۃ او شرب شربۃ او نام قاعدا او کان جالسا فقام او مشی خطوتین او ثلاث علی الخلاف او کان قائما فقعد او نازلا فرکب فی مکانہ فلا تتکرر ۱۲ رد المحتار ۲۶

ل دیکھو حاشیہ نمبر ۵ وغیرہ صفحہ ہذا ۱۲ چھوٹا گھر بھی کوٹھڑی اور دالان کے حکم میں ہے ۱۲ تصحیح الاغلاط

پڑھے گی تو دوسرا سجدہ کرنا پڑے گا۔ پھر تیسرے کام میں لگنے کے بعد اگر پڑھے گی تو تیسرا سجدہ واجب ہو جاوے گا۔ **مسئلہ ۲۱** اگر بڑا گھر ہو تو دوسرے کونے پر جا کر دہرانے سے دوسرا سجدہ واجب ہو گا اور تیسرے کونے پر تیسرا سجدہ۔ **مسئلہ ۲۲** مسجد کا بھی یہی حکم ہے جو ایک کوٹھڑی کا حکم ہے کہ اگر سجدہ کی ایک آیت کئی دفعہ پڑھے تو ایک ہی سجدہ واجب ہے۔ چاہے ایک ہی جگہ بیٹھے بیٹھے دہرایا کرے یا مسجد میں ادھر ادھر ٹہل ٹہل کر پڑھے۔ **مسئلہ ۲۳** اگر نماز میں سجدہ کی ایک ہی آیت کو کئی دفعہ پڑھے تب بھی ایک ہی سجدہ واجب ہے چاہے سب دفعہ پڑھ کے اخیر میں سجدہ کرے یا ایک دفعہ پڑھ کے سجدہ کر لیا۔ پھر اسی رکعت یا دوسری رکعت میں وہی آیت پڑھے۔ **مسئلہ ۲۴** سجدہ کی کوئی آیت پڑھی اور سجدہ نہیں کیا۔ پھر اسی جگہ نیت باندھ لی اور وہی آیت پھر نماز میں پڑھی اور نماز میں سجدۂ تلاوت کیا تو یہی سجدہ کافی ہے دونوں سجدے اسی سے ادا ہو جاویں گے۔ البتہ اگر جگہ بدل گئی ہو تو دوسرا سجدہ بھی واجب ہے۔ **مسئلہ ۲۵** اگر سجدہ کی آیت پڑھ کے سجدہ کر لیا تب اسی جگہ نماز کی نیت باندھ لی اور وہی آیت نماز میں دہرائی تو اب نماز میں پھر سجدہ کرے۔ **مسئلہ ۲۶** پڑھنے والی کی جگہ نہیں بدلی ایک ہی جگہ بیٹھے بیٹھے ایک آیت کو بار بار پڑھتی رہی۔ لیکن سننے والی کی جگہ بدل گئی کہ پہلی دفعہ اور جگہ سنا تھا دوسری دفعہ اور جگہ تیسری دفعہ تیسری جگہ تو پڑھنے والی پر ایک ہی سجدہ واجب ہے اور سننے والی پر کئی سجدے واجب ہیں جے دفعہ سنے اُتنے ہی سجدے کرے۔ **مسئلہ ۲۷** اگر سننے والی کی جگہ نہیں بدلی بلکہ پڑھنے والی کی جگہ بدل گئی تو پڑھنے والی پر کئی سجدے واجب ہوں گے اور سننے والی پر ایک ہی سجدہ ہے۔ **مسئلہ ۲۸** ساری سورت پڑھنا اور سجدہ کی آیت کو چھوڑ دینا مکروہ اور منع ہے فقط سجدہ سے بچنے کے لئے وہ آیت نہ چھوڑے کہ اس میں سجدہ سے گویا انکار ہے۔ **مسئلہ ۲۹** اگر سورت میں کوئی آیت نہ پڑھے فقط سجدہ کی آیت پڑھے تو اس کا کچھ حرج نہیں۔ اور اگر نماز میں ایسا کرے تو اس میں یہ بھی شرط ہے کہ وہ اتنی بڑی ہو کہ چھوٹی تین آیت کے برابر ہو۔ لیکن بہتر یہ ہے کہ سجدہ کی آیت کو دو ایک آیت کے ساتھ ملا کر پڑھے۔

باب	بیمار کی نماز کا بیان	بستم ۲۰

مسئلہ ۱ نماز کو کسی حالت میں نہ چھوڑے جب تک کھڑے ہو کر پڑھنے کی قوت ہے کھڑے ہو کر نماز پڑھتی رہے اور جب کھڑا نہ ہوا جائے تو بیٹھ کر نماز پڑھے۔ بیٹھے بیٹھے رکوع کرے۔ اور

۲۰ و ۲۱ دیکھو حاشیہ نمبر ۳ و ۴ صفحہ ۳۷

۲۲ لو تلاہا فی رکعۃ فسجد لہا ثم اعادہا فی تلک الرکعۃ لا تجب ثانیا و المصلی اذا قرأ آیۃ السجدۃ فی الاولی ثم اعادہا فی الرکعۃ الثانیۃ والثالثۃ وسجد للاولی لیس علیہ ان یسجد لہا ثانیا ہو الاصح ۱۲ فتاوی ہندیہ ج ۱ ص ۸۶

۲۳ و ۲۴ وان تلاہا فی غیر الصلوۃ فسجد ثم دخل فی الصلوۃ فتلاہا فیہا سجد اخری ولو لم یسجد اولاً کفتہ واحدۃ ۱۲ رد المحتار ج ۱ ص ۷۲۵

۲۵ لو تبدل مجلس السامع دون التالی یتکرر الوجوب علی السامع ۱۲ ہدایہ ج ۱ ص ۱۴۵

۲۶ کذا اذا تبدل مجلس التالی دون السامع علی ما قیل والاصح انہ لا یتکرر الوجوب علی السامع ہدایہ ج ۱ ص ۱۴۵ وفی رد المحتار من تکرر مجلسہ من سامع او قال یتکرر الوجوب علیہ دون صاحبہ ۱۲ ج ۱ ص ۷۲۸ - ۷۲۹

۲۷ ویکرہ ان یقرأ السورۃ فی صلوۃ او غیرہا ویدع آیۃ السجدۃ ۱۲ ہدایہ ج ۱ ص ۱۴۵

۲۸ ولا باس بان یقرأ آیۃ السجدۃ ویدع ما سواہا ۱۲ ہدایہ ج ۱ ص ۱۴۵

۲۹ من تعذر علیہ القیام لمرض قبلہا او فیہا او خاف زیادتہ او بطأ برئہ بقیامہ او دوران راسہ او وجد لقیامہ المًا شدیدًا قاعدًا ولو مستندًا الی وسادۃ او انسان ۱۲ رد المحتار ج ۱ ص ۷۰۹

رکوع کر کے دونوں سجدے کر لے اور رکوع کے لئے اتنا جھکے کہ پیشانی گھٹنوں کے مقابل ہو جاوے
مسئلہ ۲ اگر رکوع سجدہ کرنے کی بھی قدرت نہ ہو تو رکوع اور سجدے کو اشارہ سے ادا کرے اور
سجدہ کے لئے رکوع سے زیادہ جھک جایا کرے مسئلہ ۳ سجدہ کرنے کے لئے تکیہ وغیرہ کوئی اونچی
چیز رکھ لینا اور اس پر سجدہ کرنا بہتر نہیں جب سجدہ کی قدرت نہ ہو تو بس اشارہ کر لیا کرے تکیہ کی
اوپر سجدہ کرنے کی ضرورت نہیں مسئلہ ۴ اگر کھڑے ہونے کی قوت تو ہے لیکن کھڑے ہونے سے
بڑی تکلیف ہوتی ہے یا بیماری کے بڑھ جانے کا ڈر ہے تب بھی بیٹھ کر نماز پڑھنا درست ہے۔
مسئلہ ۵ اگر کھڑی تو ہو سکتی ہے لیکن رکوع سجدہ نہیں کر سکتی تو چاہے کھڑی ہو کر پڑھے اور
رکوع وسجدے اشارہ سے کرے اور چاہے بیٹھ کر نماز پڑھے اور رکوع سجدہ کو اشارہ سے ادا کرے
دونوں اختیار ہیں لیکن بیٹھ کر پڑھنا بہتر ہے۔ مسئلہ ۶ اگر بیٹھنے کی بھی طاقت نہیں رہی تو پیچھے
کوئی گاؤ تکیہ وغیرہ لگا کر اس طرح لیٹ جائے کہ سر خوب اونچا رہے۔ بلکہ قریب قریب بیٹھنے کے
رہے اور پاؤں قبلہ کی طرف پھیلا لیوے اور اگر کچھ طاقت ہو تو قبلہ کی طرف پیر نہ پھیلائے بلکہ گھٹنے
کھڑے رکھے۔ پھر سر کے اشارے سے نماز پڑھے اور سجدہ کا اشارہ زیادہ نیچا کرے۔ اگر گاؤ تکیہ
سے ٹیک لگا کر بھی اس طرح نہ لیٹ سکے کہ سر اور سینہ وغیرہ اونچا رہے تو قبلہ کی طرف پیر کر کے
بالکل چت لیٹ جاوے۔ لیکن سر کے نیچے کوئی اونچا تکیہ رکھدیں کہ منہ قبلہ کی طرف ہو جاوے آسمان
کی طرف نہ رہے پھر سر کے اشارہ سے نماز پڑھے رکوع کا اشارہ کم کرے اور سجدہ کا اشارہ ذرا
زیادہ کرے۔ مسئلہ ۷ اگر چت نہ لیٹے بلکہ دائیں یا بائیں کروٹ پر قبلہ کی طرف منہ کر کے لیٹے اور
سر کے اشارہ سے رکوع سجدہ کرے یہ بھی جائز ہے۔ لیکن چت لیٹ کر پڑھنا زیادہ اچھا ہے۔
مسئلہ ۸ اگر سر سے اشارہ کرنے کی بھی طاقت نہیں رہی تو نماز نہ پڑھے۔ پھر اگر ایک رات
دن سے زیادہ یہی حالت رہے تو نماز بالکل معاف ہو گئی اچھے ہونے کے بعد قضا پڑھنا بھی
واجب نہیں ہے۔ اور اگر ایک دن رات سے زیادہ یہ حالت نہیں رہی بلکہ ایک دن رات میں
پھر اشارہ سے پڑھنے کی طاقت آگئی تو اشارہ ہی سے اُن کی قضا پڑھے اور یہ ارادہ نہ کرے کہ
جب بالکل اچھی ہو جاؤں گی تب پڑھونگی کہ شاید مر گئی تو گنہگار مرے گی۔ مسئلہ ۹ اسی
طرح اگر اچھا خاصا آدمی بیہوش ہو جاوے تو اگر بیہوشی ایک دن رات سے زیادہ نہ ہوئی ہو تو
قضا پڑھنا واجب ہے اور اگر ایک دن رات سے زیادہ ہو گئی ہو تو قضا پڑھنا واجب نہیں مسئلہ
۱۰ جب نماز شروع کی اُس وقت بھلی چنگی تھی پھر جب تھوڑی نماز پڑھ چکی تو نماز ہی میں کوئی ایسی

۵۱ فان لم یستطع الرکوع والسجود اوحی ایماء وجعل سجوده اخفض من رکوعه ہدایہ ج۱ ص۱۴۱ رد المحتار ج۱ ص۵۰۸
۵۲ ولا یرفع الی وجہہ شیئا یسجد علیہ ۱۲ ہدایہ ج۱ ص۱۴۱ ورد المحتار ج۱ ص۵۰۸
۵۳ دیکھو حاشیہ ۴۹ ص۳۸
۵۴ وان قدر علی القیام ولم یقدر علی الرکوع والسجود لم یلزمہ القیام ویصلی قاعدا یومی ایماء فیتخیر بین الایماء قائما والایماء قاعدا والافضل ہو الایماء قاعدا ۱۲ ہدایہ ج۱ ص۱۴۲ وحاشیہ ہدایہ ۵ ص۱۴۲
۵۵ وان تعذر القعود ای قعوده بنفسه او مستندا الی شیئ ولو حکما او ما مستلقیا علی ظهره ورجلاه نحو القبلة غیر انه ینصب رکبتیه لکراهة مد الرجل الی القبلة ویرفع راسه لیصیر وجهه الیها او علی جنبه الایمن او الایسر ووجهه الیها والاول افضل علی المعتمد ۱ رد المحتار ج۱ ص۵۰۹ وہو یخفض براسه لسجوده اکثر من رکوعه ۱۲ رد المحتار
۵۶ دیکھو حاشیہ نمبر ۵۵ صفحہ
۵۷ رد المحتار ج۱ ص۵۱۲
۵۸ ومن جن او اغمی علیه ولو بفزع من سبع او آدمی یوما ولیلة قضی الخمس وان زاد وقت صلوة سادسة لا ۱۲

رگ چڑھ گئی کہ کھڑی نہ ہوسکی تو باقی نماز بیٹھ کر پڑھے اگر رکوع سجدہ کرسکے تو کرے نہیں تو رکوع سجدہ کو سر کے اشارہ سے کرے اور اگر ایسا حال ہوگیا کہ بیٹھنے کی بھی قدرت نہیں رہی تو اسی طرح لیٹ کر باقی نماز کو پورا کرے۔ **مسئلہ ۱۱** بیماری کی وجہ سے تھوڑی نماز بیٹھ کر پڑھی اور رکوع کی جگہ رکوع اور سجدہ کی جگہ سجدہ کیا پھر نماز ہی میں اچھی ہوگئی تو اسی نماز کو کھڑی ہوکر پورا کرے **مسئلہ ۱۲** اگر بیماری کی وجہ سے رکوع سجدہ کی قوت نہ تھی اس لئے سر کے اشارے سے رکوع سجدہ کیا پھر جب کچھ نماز پڑھ چکی تو ایسی ہوگئی کہ اب رکوع سجدہ کرسکتی ہے تو اب یہ نماز جاتی رہی اس کو پورا نہ کرے بلکہ پھر سے پڑھے۔ **مسئلہ ۱۳** فالج گرا اور ایسی بیمار ہوگئی کہ پانی سے استنجا نہیں کرسکتی تو کپڑے یا ڈھیلے سے پونچھ ڈالا کرے اور اسی طرح نماز پڑھے اگر خود تیمم نہ کرسکے تو کوئی دوسرا تیمم کرادے اور اگر ڈھیلے یا کپڑے سے پونچھنے کی بھی طاقت نہیں ہے تو بھی نماز قضا نہ کرے اسی طرح نماز پڑھے۔ کسی اور کو اس کے بدن کا دیکھنا اور پونچھنا درست نہیں۔ نہ ماں نہ باپ نہ لڑکا نہ لڑکی۔ البتہ بیوی کو اپنے میاں اور میاں کو اپنی بیوی کا بدن دیکھنا درست ہے۔ اس کے سوا کسی کو درست نہیں۔ **مسئلہ ۱۴** تندرستی کے زمانہ میں کچھ نمازیں قضا ہوگئی تھیں پھر بیمار ہوگئی تو بیماری کے زمانہ میں جس طرح نماز پڑھنے کی قوت ہو اُن کی قضا پڑھے یہ انتظار نہ کرے کہ جب کھڑے ہونے کی قوت آوے تب پڑھوں۔ یا جب بیٹھنے لگوں اور رکوع سجدہ کرنے کی قوت آوے تب پڑھوں یہ سب شیطانی خیالات ہیں۔ دینداری کی بات یہ ہے کہ فوراً پڑھے دیر نہ کرے۔ **مسئلہ ۱۵** اگر بیمار کا بستر نجس ہے لیکن اس کے بدلنے سے بہت تکلیف ہوگی تو اُسی پر نماز پڑھ لینا درست ہے۔ **مسئلہ ۱۶** حکیم نے کسی کی آنکھ بنائی اور ہلنے جلنے سے منع کردیا تو لیٹے لیٹے نماز پڑھتی رہے۔

بست ویکم ۲۱	مسافرت میں نماز پڑھنے کا بیان	باب

مسئلہ ۱ اگر کوئی ایک منزل یا دو منزل کا سفر کرے تو اس سفر سے شریعت کا کوئی حکم نہیں بدلتا اور شریعت کے قاعدے سے اس کو مسافر نہیں کہتے۔ اس کو ساری باتیں اسی طرح کرنی چاہئیں جیسے کہ اپنے گھر کرتی تھی۔ چار رکعت والی نماز کو چار رکعت پڑھے اور موزہ پہنے ہو تو ایک رات دن مسح کرے پھر اس کے بعد مسح کرنا درست نہیں۔ **مسئلہ ۲** جو کوئی تین منزل چلنے کا قصد کرکے نکلے وہ شریعت کے قاعدے سے مسافر ہے۔ جب اپنے شہر کی آبادی سے باہر

ولو صلی قاعدا برکوع ۔۔ود فصح بنی علی ما صلی فیتم ۔۔لوٰۃ قائما ۱۲ رد المحتار ص۱۳ / ج۱

ولو کان یصلی بالایماء ۔۔ح لا یبنی فانہ لیستانف ۔۔المختار ۱۲ رد المحتار ص۱۳ / ج۱

رد المحتار ص۳۱۵ / ج۱ ۱۲

ولو شلت یداہ سقط ۔۔لا کمریض و مریضۃ لم یجدا ۔۔یحل جماعۃ ۱۲ رد المحتار ص۳۱۵ / ج۱

ان المریض یقضی فائتۃ ۔۔حۃ فی مرضہ بما قدر (ای ۔۔ذا او مومیا) ۱۲ رد المحتار ص۴ / ج۱

مریض تحتہ ثیاب نجسۃ ۔۔بسط شیئا تنجس من ساعتہ ۔۔علی حالہ کذا لو لم یتنجس ۔۔ن یلحقہ مشقۃ بتحریکہ ۔۔رد المحتار ص۵ / ج۱

امرہ الطبیب بالاستلقاء ۔۔ع الماء من عینہ صلی ۔۔یماء لان حرمۃ الاعضاء ۔۔ۃ النفس ۱۲ رد المحتار ص۱ / ج۱

السفر الذی یتغیر بہ ۔۔حکام ان یقصد مسیرۃ ثلاثۃ ۔۔م ولیالیہا ۱۲ ہدایہ ص۱۴۵ / ج۱

من خرج من عمارۃ ۔۔ضع اقامتہ من جانب ۔۔جہ وان لم یجاوز من ۔۔انب الآخر قاصدا مسیرۃ ۔۔ۃ ایام ولیالیہا بالسیر ۔۔ط مع الاستراحات ۔۔ثلاثۃ صلی الفرض الرباعی رکعتین ۱۲ رد المحتار ص۳۵

ہو گئی تو شریعت سے مسافر بن گئی۔ اور جب تک آبادی کے اندر اندر چلتی رہے تب تک مسافر نہیں ہے اور اسٹیشن اگر آبادی کے اندر ہے تو آبادی کے حکم میں ہے اور جو آبادی کے باہر ہو تو وہاں پہنچکر مسافر ہو جاوے گی۔ **مسئلہ ۳** تین[۲] منزل یہ ہے کہ اکثر پیدل چلنے والے وہاں تین روز میں پہنچا کرتے ہیں۔ تخمینہ اس کا ہمارے ملک میں کہ دریا اور پہاڑ میں سفر نہیں کرنا پڑتا اڑتالیس میل انگریزی ہے۔ **مسئلہ ۴** اگر[۳] کوئی جگہ اتنی دور ہے کہ اونٹ اور آدمی کی چال کے اعتبار سے تو تین منزل ہے لیکن تیز یکہ یا تیز بہلی پر سوار ہے اسلئے دو ہی دن میں پہنچ جاویگی یا ریل پر سوار ہو کر ذرا دیر میں پہنچ جاوے گی تب بھی شریعت سے وہ مسافر ہے۔ **مسئلہ ۵** جو کوئی شریعت سے مسافر ہو وہ ظہر اور عصر اور عشاء کی فرض نماز دو دو رکعتیں پڑھے۔ اور سنتوں کا یہ حکم ہے کہ اگر جلدی ہو تو فجر کی سنتوں کے سوا اور سنتیں چھوڑ دینا درست ہے اس چھوڑ دینے سے کچھ گناہ نہ ہوگا اور اگر کچھ جلدی نہ ہو نہ اپنے ساتھیوں سے رہ جانے کا ڈر ہو تو نہ چھوڑے اور سنتیں سفر میں پوری پوری پڑھے ان میں کمی نہیں ہے۔ **مسئلہ ۱** فجر[۴] اور مغرب اور وتر کی نماز میں بھی کوئی کمی نہیں ہے جیسے ہمیشہ پڑھتی ہے ویسے پڑھے۔ **مسئلہ** ظہر عصر[۵] عشاء کی نماز دو رکعتوں سے زیادہ نہ پڑھے پوری چار رکعتیں پڑھنا گناہ ہے۔ جیسے ظہر کے کوئی چھ فرض پڑھے تو گنہگار ہوگی۔ **مسئلہ** اگر بھولے[۶] سے چار رکعتیں پڑھ لیں تو اگر دوسری رکعت پر بیٹھ کر التحیات پڑھی ہے تب تو دو رکعتیں فرض کی ہو گئیں اور دو رکعتیں نفل کی ہو جاویگی اور سجدۂ سہو کرنا پڑے گا۔ اور اگر دو رکعت پر نہ بیٹھی ہو تو چاروں رکعتیں نفل ہو گئیں فرض نماز پھر سے پڑھے۔ **مسئلہ ۹** اگر رستہ[۷] میں کہیں ٹھہر گئی تو اگر پندرہ دن سے کم ٹھہرنے کی نیت ہے تو برابر وہ مسافر رہے گی۔ چار رکعت والی فرض نماز دو رکعت پڑھتی رہے۔ اور اگر پندرہ دن یا اس سے زیادہ ٹھہرنے کی نیت کر لی ہے تو اب وہ مسافر نہیں رہی۔ پھر اگر نیت بدل گئی اور پندرہ دن سے پہلے چلے جانے کا ارادہ ہو گیا تب بھی مسافر نہ بنے گی۔ نمازیں پوری پوری پڑھے۔ پھر جب یہاں سے چلے تو اگر یہاں سے وہ جگہ تین منزل ہو جہاں جاتی ہے تو پھر مسافر ہو جاوے گی اور جو اس سے کم ہو تو مسافر نہیں ہوئی۔ **مسئلہ** تین[۸] منزل جانے کا ارادہ کر کے گھر سے نکلی۔ لیکن گھر ہی سے یہ بھی نیت ہے کہ فلانے گاؤں میں پندرہ دن ٹھہروں گی تو مسافر نہیں رہی۔ رستہ بھر پوری نمازیں پڑھے پھر اگر گاؤں میں پہنچ کے پورے پندرہ دن نہیں ٹھہرنا ہوا تب بھی مسافر نہ بنے گی۔

---

۱ دیکھو حاشیہ ۹ صفحہ ۴۰

۲ حتی لو اسرع فوصل الی مکان مسافۃ ثلاثۃ ایام بالسیر المعتاد فی یومین قصر ۱۲ رد المحتار ص ۷۳۵ ج ۱

۳ و ۴ صلی الفرض الرباعی رکعتین (رد المحتار ص ۷۳۵) ویاتی المسافر بالسنن ان کان فی حال امن و قرار والا لا یاتی بہا وقیل الافضل الترک ترخیصا وقیل الفعل تقربا وقال الہندوانی الفعل حال النزول و الترک حال السیر وقیل یصلی سنۃ الفجر خاصۃ وقیل سنۃ المغرب ایضا ۱۲ ردالمحتار ص ۷۴۲ ج ۱

۵ صلی (المسافر) الفرض الرباعی رکعتین وجوبا فیکرہ الاتمام عندنا حتی روی عن ابی حنیفۃ انہ قال من اتم الصلوۃ فقد اساء وخالف السنۃ ۱۲ رد المحتار ص ۷۳۵ ج ۱

۶ فلو اتم مسافر ان قعد فی القعدۃ الاولی تم فرضہ ولکنہ اساء لو عامدا وما زاد نفل وان لم یقعد بطل فرضہ وصار الکل نفلا ۱۲ رد المحتار ص ۷۴۲ ج ۱

۷ ولا یزال علی حکم السفر حتی ینوی الاقامۃ فی بلدۃ او قریۃ خمسۃ عشر یوما او اکثر وان نوی اقل من ذلک قصر ۱۲ ہدایہ ص ۱۴۶ ج ۱ رد المحتار ص ۷۳۷ ج ۱

۸ والحاصل ان انشاء السفر یبطل وطن الاقامۃ اذا کان منہ اما لو انشاہ من غیرہ فان لم یکن فیہ مرور علی وطن الاقامۃ او کان ولکن بعد سیر ثلاثۃ ایام فکذلک ولو قبلہ لم یبطل الوطن بل یبطل السفر ۱۲ رد المحتار ص ۷۴۳ ج ۱

مسئلہ [۱۱] تین[۱] منزل جانے کا ارادہ ہے لیکن پہلی منزل یا دوسری منزل پر اپنا گھر پڑے گا تب بھی مسافر نہیں ہوئی مسئلہ [۱۲] چار[۲] منزل جانے کی نیت سے چلی۔ لیکن پہلی دو منزلیں حیض کی حالت میں گذریں تب بھی وہ مسافر نہیں ہے۔ اب نہا دھو کر پوری چار رکعتیں پڑھے البتہ حیض سے پاک ہونے کے بعد بھی وہ جگہ اگر تین منزل ہو یا چلتے وقت پاک تھی۔ رستہ میں حیض آگیا ہو تو البتہ مسافر ہے۔ نماز مسافروں کی طرح پڑھے مسئلہ [۱۳] نماز[۳] پڑھتے پڑھتے نماز کے اندر ہی پندرہ روز ٹھیرنے کی نیت ہوگئی تو مسافر نہیں رہی۔ یہ نماز بھی پوری پڑھے مسئلہ [۱۴] دو[۴] چار دن کے لئے رستہ میں کہیں ٹھیرنا پڑا۔ لیکن کچھ ایسی باتیں ہو جاتی ہیں کہ جانا نہیں ہوتا ہے روز یہ نیت ہوتی ہے کہ کل پرسوں چلی جاؤں گی لیکن نہیں جانا ہوتا۔ اسی طرح پندرہ یا بیس دن یا ایک مہینہ یا اس سے بھی زیادہ رہنا ہوگیا۔ لیکن پورے پندرہ دن رہنے کی کبھی نیت نہیں ہوئی تب بھی مسافر رہیگی چاہے جتنے دن اسی طرح گذر جاویں مسئلہ [۱۵] تین[۵] منزل جانے کا ارادہ کر کے چلی پھر کچھ دور جا کر کسی وجہ سے ارادہ بدل گیا اور گھر لوٹ آئی تو جب سے لوٹنے کا ارادہ ہوا ہے تب ہی سے مسافر نہیں رہی مسئلہ [۱۶] کوئی[۶] اپنے خاوند کے ساتھ ہے۔ رستہ میں جتنا وہ ٹھیرے گا اتنا ہی یہ ٹھیرے گی بے اس کے زیادہ نہیں ٹھیر سکتی تو ایسی حالت میں شوہر کی نیت کا اعتبار ہے۔ اگر شوہر کا ارادہ پندرہ دن ٹھیرنے کا ہو تو عورت بھی مسافر نہیں رہی۔ چاہے ٹھیرنے کی نیت کرے یا نہ کرے اور اگر مرد کا ارادہ کم ٹھیرنے کا ہو تو عورت بھی مسافر ہے۔ مسئلہ [۱۷] تین[۷] منزل چل کے کہیں پہنچی اگر وہ اپنا گھر ہے تو مسافر نہیں رہی۔ چاہے کم رہے یا زیادہ۔ اور اگر اپنا گھر نہیں ہے تو اگر پندرہ دن ٹھیرنے کی نیت ہو تب بھی مسافر نہیں رہی اب نمازیں پوری پوری پڑھے۔ اور اگر نہ اپنا گھر ہے نہ پندرہ دن ٹھیرنے کی نیت ہے تو وہاں پہنچ کر بھی مسافر رہے گی۔ چار رکعت فرض کی دو رکعتیں پڑھتی رہے۔ مسئلہ [۱۸] رستہ میں کئی جگہ ٹھیرنے کا ارادہ ہے۔ دس دن یہاں پانچ دن وہاں بارہ دن وہاں۔ لیکن پورے پندرہ دن کہیں ٹھیرنے کا ارادہ نہیں تب بھی مسافر رہے گی مسئلہ [۱۹] کسی[۹] نے اپنا شہر بالکل چھوڑ دیا۔ کسی دوسری جگہ گھر بنالیا اور وہیں رہنے سہنے لگی اب پہلے شہر سے اور پہلے گھر سے کچھ مطلب نہیں رہا تو اب وہ شہر اور پردیس دونوں برابر ہیں تو اگر سفر کرتے وقت رستہ میں وہ پہلا شہر پڑے اور دو چار دن وہاں رہنا ہو تو مسافر رہے گی۔ نمازیں سفر کی طرح پڑھے۔ مسئلہ [۲۰] اگر کسی[۱۰] کی نمازیں سفر میں قضا ہوگئیں تو گھر پہنچ کر بھی ظہر عصر عشاء

[۱] دیکھو حاشیہ ۵ صفحہ ۴۱

[۲] طہرت الحائض وبقی لمقصدہا یومان تتم فی الصحیح ۱۲ رد المحتار ص ۵۴۶ ج ۱

[۳] او ینوی ولو فی الصلوٰۃ اذا لم یخرج وقتہا ولم یک لاحقا اقامۃ نصف شہر حقیقۃ او حکما اتم ۱۲ رد المحتار بحذف ص ۵۳۴ ج ۱

[۴] ولو دخل مصرا علی عزم ان یخرج غدا او بعد غد ولم ینو مدۃ الاقامۃ حتی بقی علی ذلک سنین قصر ۱۲ ہدایہ ص ۱۴۶ ج ۱ ورد المحتار ص ۷۳۸ ج ۱

[۵] فلو عزم علی الرجوع الی بلدہ قبل سیرہ ثلاثۃ ایام علی قصد قطع السفر فانہ یتم کما مر وکذا لو رجع الی بلدتہ لاخذ حاجۃ نسیہا ۱۲ رد المحتار ص ۷۲۹ ج ۱

[۶] والمعتبر نیۃ المتبوع لا التابع کالمراۃ وفاہا مہر المعجل والا لا لانہا تبع لہا ۱۲ رد المحتار ص ۷۴۴ ج ۱

[۷] و[۸] صلی الفرض الرباعی رکعتین ولو کان عاصیا بسفرہ حتی یدخل موضع مقامہ او ینوی اقامۃ نصف شہر ۱۲ رد المحتار ص ۷۳۵-۷۳۶

[۹] الوطن الاصلی ہو موطن ولادتہ او تاہلہ او توطنہ یبطل بمثلہ اذا لم یبق بالاول اہل فلو بقی لم یبطل بل یتم فیہما لا غیر ۱۲ رد المحتار ص ۷۴۲-۷۴۳

[۱۰] فلو فاتتہ صلوٰۃ السفر وقضاہا فی الحضر یقضیہا مقصورۃ کما لو اداہا وکذا فائتۃ الحضر تقضی فی السفر تامۃ ۱۲ رد المحتار ص ۷۴۵ ج ۱ وہدایہ ص ۱۴۷ ج ۱

کی دو ہی دو رکعتیں قضا پڑھے اور اگر سفر سے پہلے ظہر کی نماز قضا ہو گئی تو سفر کی حالت میں چار رکعتیں اُس کی قضا پڑھے۔ **مسئلہ ۲۱** بیاہ[1] کے بعد اگر عورت مستقل طور پر اپنی سسرال رہنے لگی تو اس کا اصلی گھر سسرال ہے تو اگر تین منزل چل کر میکے گئی اور پندرہ روز ٹھیرنے کی نیت نہیں ہے تو مسافر رہے گی۔ مسافرت کے قاعدہ سے نماز روزہ کرے۔ اور اگر وہاں کا رہنا ہمیشہ کے لئے دل میں نہیں ٹھانا تو جو وطن پہلے سے اصلی تھا وہی اب بھی اصلی رہے گا **مسئلہ ۲۲** دریا[2] میں کشتی چل رہی ہے اور نماز کا وقت آگیا تو اسی چلتی کشتی پر نماز پڑھ لے اگر کھڑے ہو کر پڑھنے میں سر گھومے تو بیٹھ کر پڑھے **مسئلہ ۲۳** ریل[3] پر نماز پڑھنے کا بھی یہی حکم ہے کہ چلتی ریل پر نماز پڑھنا درست ہے اور اگر کھڑے ہو کر پڑھنے سے سر گھومے یا گرنے کا خوف ہو تو بیٹھ کر پڑھے۔ **مسئلہ ۲۴** نماز پڑھتے[4] میں ریل پھر گئی اور قبلہ دوسری طرف ہو گیا تو نماز ہی میں گھوم جاوے اور قبلہ کی طرف منہ کرے۔ **مسئلہ ۲۵** اگر تین[5] منزل جانا ہو تو جبتک مردوں میں سے کوئی اپنا محرم یا شوہر ساتھ نہ ہو اس وقت تک سفر کرنا درست نہیں ہے بے محرم کے ساتھ سفر کرنا بڑا گناہ ہے اور اگر ایک منزل یا دو منزل جانا ہو تب بھی بے محرم کے ساتھ جانا بہتر نہیں۔ حدیث[6] میں اسکی بھی بڑی ممانعت آئی ہے **مسئلہ ۲۶** جس[7] محرم کو خدا اور رسول کا ڈر نہ ہو اور شریعت کی پابندی نہ کرتا ہو ایسے محرم کے ساتھ بھی سفر کرنا درست نہیں ہے **مسئلہ ۲۷** یکہ[8] یا بہلی جا رہی ہے اور نماز کا وقت آگیا تو بہلی سے اتر کر کسی الگ جگہ پر کھڑی ہو کر نماز پڑھ لیوے۔ اسی طرح اگر بہلی پر وضو نہ کر سکے تو اُتر کر کہیں آڑ میں بیٹھ کر وضو کرے۔ اگر برقع پاس نہ ہو تو چادر وغیرہ میں خوب لپٹ کر اترے اور نماز پڑھے۔ ایسا گہرا پردہ جس میں نماز قضا ہو جاوے حرام ہے۔ ہر بات میں شریعت کی بات کو مقدم رکھے۔ پردہ کی بھی وہی حد رکھے جو شریعت نے بتلائی ہے۔ شریعت کی حد سے آگے بڑھنا اور خدا سے زرد رو ہونا بڑی بے وقوفی اور نادانی ہے۔ البتہ بلا ضرورت پردہ میں کمی کرنا بے غیرتی اور گناہ ہے۔ **مسئلہ ۲۸** اگر ایسی[9] بیمار ہے کہ بیٹھ کر نماز پڑھنا درست ہے تب بھی چلتی بہلی پر نماز پڑھنا درست نہیں ہے۔ اور اگر بہلی ٹھیرالی۔ لیکن جُوا بیلوں کے کندھوں پر رکھا ہوا ہے تب بھی اس پر نماز پڑھنا درست نہیں ہے۔ بیل الگ کر کے نماز پڑھنا چاہئے۔ یکّہ کا بھی یہی حکم ہے کہ جب تک گھوڑا کھول کر الگ نہ کر دیا جائے اس وقت تک اُس پر نماز پڑھنا درست نہیں **مسئلہ** اگر کسی[10] کو بیٹھ کر نماز پڑھنا درست ہو تو پالکی اور میانے پر بھی نماز پڑھنا درست ہے۔ لیکن پالکی جس وقت کہاروں کے کندھوں پر ہو اس وقت پڑھنا درست نہیں زمین پر رکھوا لیوے تب

---

[1] دیکھو حاشیہ نمبر ۹ صفحہ ۴۲

[2] ومن صلّی فی السفینۃ قاعداً من غیر علۃ اجزاہ عند ابی حنیفۃ والقیام افضل وقالا لایجزیہ الامن عذر ۱۲ ہدایہ صفحہ ۱۴۲ ج ۱ ورد المحتار صفحہ ۸۳۷ ج ۱

[3] دیکھو ۲ صفحہ ہذا

[4] ویلزم استقبال القبلۃ عند الافتتاح وکلما دارت ۱۲ ردالمحتار صفحہ ۸۳۷ ج ۱

[5] و [6] الصبیۃ التی بلغت حد الشہوۃ بمنزلۃ البالغۃ حتی لا یسافر بہا من غیر محرم ثلاثۃ ایام ۱۲ ہدایہ بحذف صفحہ ۲۱۳ کتاب الحج

[7] ولہا ان تخرج مع کل محرم الا ان یکون مجوسیا ولا عبرۃ بالصبی والمجنون ۱۲ ہدایہ صفحہ ۲۱۳ ج ۱

[8] و [9] و [10] واما الصلوٰۃ العجلۃ ان کان طرف العجلۃ علی الدابۃ وہی تسیر اولا تسیر فہی صلوٰۃ علی الدابۃ فتجوز فی حالۃ العذر المذکور فی التیمم لافی غیرہا وان لم یکن طرف العجلۃ علی الدابۃ جاز ہذا کلہ فی الفرض والواجب بانواعہ وسنۃ الفجر بشرط ایقافہا للقبلۃ ان امکنہ والا فبقدر الامکان واما فی النفل فتجوز علی المحمل والعجلۃ مطلقاً فرادی لا بجماعۃ الاعلی دابۃ واحدۃ ۱۲ ردالمحتار صفحہ ۶۵۹ تا ۶۵۸ ج ۱

پڑھے۔ **مسئلہ ۳۰** اگر اونٹ سے یا بہلی سے اُترنے میں جان یا مال کا اندیشہ ہے تو بدون اترے بھی نماز درست ہے۔

گھر میں موت ہو جانے کا بیان

مسئلہ ۱ جب[۲] آدمی مرنے لگے اس کو چت لٹا دو اور اُس کے پیر قبلہ کی طرف کر دو اور سر اونچا کر دو تاکہ منہ قبلہ کی طرف ہو جاوے اور اُس کے پاس بیٹھ کر زور زور سے کلمہ پڑھو تاکہ تم کو پڑھتے سن کر خود بھی کلمہ پڑھنے لگے اور اس کو کلمہ پڑھنے کا حکم نہ کرو۔ کیونکہ وہ وقت بڑا مشکل ہے نہ معلوم اسکے منہ سے کیا نکل جاوے۔ **مسئلہ ۲** جب[۳] وہ ایک دفعہ کلمہ پڑھ لے تو چُپ ہو رہو۔ یہ کوشش نہ کرو کہ برابر کلمہ جاری رہے۔ اور پڑھتے پڑھتے دم نکلے۔ کیونکہ مطلب تو فقط اتنا ہے کہ سب سے آخری بات جو اس کے منہ سے نکلے کلمہ ہونا چاہئے۔ اس کی ضرورت نہیں کہ دم ٹوٹنے تک کلمہ برابر جاری رہے۔ ہاں اگر کلمہ پڑھ لینے کے بعد پھر کوئی دنیا کی بات چیت کرے تو پھر کلمہ پڑھنے لگو جب وہ پڑھ لیوے تو پھر چپ ہو رہو۔ **مسئلہ ۳** جب[۴] سانس اکھڑ جائے اور جلدی جلدی چلنے لگے اور ٹانگیں ڈھیلی پڑ جاویں کہ کھڑی نہ ہو سکیں اور ناک ٹیڑھی ہو جاوے اور کنپٹیاں بیٹھ جاویں تو سمجھو اُس کی موت آگئی اس وقت کلمہ زور زور سے پڑھنا شروع کرو۔ **مسئلہ ۴** سورۂ[۵] یٰسین پڑھنے سے موت کی سختی کم ہوتی ہے اسکے سرہانے یا اور کہیں اس کے پاس بیٹھ کر پڑھ دو۔ یا کسی سے پڑھوا دو **مسئلہ ۵** اس[۶] وقت کوئی ایسی بات نہ کرو کہ اس کا دل دنیا کی طرف مائل ہو جاوے۔ کیونکہ یہ وقت دنیا سے جدائی اور اللہ تعالیٰ کی درگاہ میں حاضری کا وقت ہے۔ ایسے کام کرو ایسی بات باتیں کرو کہ دنیا سے دل پھر کر اللہ تعالیٰ کی طرف مائل ہو جائے کہ مردہ کی خیر خواہی اسی میں ہے ایسے وقت بال بچوں کو سامنے لانا یا اور کوئی جس سے اس کو زیادہ محبت تھی اُسے سامنے لانا۔ ایسی باتیں کرنا کہ دل اس کا ان کی طرف متوجہ ہو جائے اور اُن کی محبت اس کے دل میں سما جائے بڑی بُری بات ہے۔ دنیا کی محبت لے کے رخصت ہوئی تو نعوذ باللہ بُری موت مری۔ **مسئلہ ۶** مرتے[۷] وقت اگر اس کے منہ سے خدانخواستہ کفر کی کوئی بات نکلے تو اس کا خیال نہ کرو۔ نہ اس کا چرچا کرو بلکہ یہ سمجھو کہ موت کی سختی سے عقل ٹھکانے نہیں رہی۔ اس وجہ سے ایسا ہوا۔ اور عقل جاتے رہنے کے وقت جو کچھ ہو سب معاف ہے۔ اور اللہ تعالیٰ سے اس کی بخشش کی دعا کرتی رہو۔ **مسئلہ ۷** جب[۸] مر جائے تو سب عضو درست کر دو اور کسی کپڑے سے اس کا منہ اس ترکیب سے باندھ دو کہ

[۱] واعلم ان ماعدا النوافل من الفرض والواجب بانواعہ لایصح علی الدابۃ الا لعذرۃ کخوف لص علی نفسہ او دابۃ او ثیابہ لو نزل وخوف سبع وطین ونحوہ ۱۲ رد المحتار ص ۶۵۵ ج ۱

[۲] یوجہ المحتضر القبلۃ علی یمینہ ہو السنۃ وجاز الاستلقاء علی ظہرہ وقدماہ الیہا وہو المعتاد فی زماننا ولکن یرفع راسہ قلیلا لیتوجہ للقبلۃ وقیل یضجع کما تیسر علی الاصح وان شق علیہ ترک علی حالہ ویلقن ندبا وقیل وجوبا بذکر الشہادتین عندہ قبل الغرغرۃ من غیر امرہ بہا لئلا یضجر ۱۲ رد المحتار ص ۶۹۵ تا ۶۹۷ ج ۱

[۳] واذا قالہا مرۃ کفاہ ولا یکرر علیہ مالم یتکلم لیکون آخر کلامہ لا الہ الا اللہ ۱۲ رد المحتار ص ۶۹۵ ج ۱ وشرح نقایہ ص ۱۳۱ ج ۱ وہدایہ ص ۱۵۵ ج ۱

[۴] وعلامۃ ذلک ای الاحتضار ان استرخاء قدمیہ وتعوج انفہ وانخساف صدغیہ ۱۲ شرح نقایہ ص ۱۳۱ ج ۱ ورد المحتار ص ۶۹۵ ج ۱

[۵] ویندب قراءۃ یٰسین والرعد ۱۲ رد المحتار ص ۶۹۷ ج ۱

[۶] عن ام سلمۃ قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا حضرتم المریض او المیت فقولوا خیرا فان الملائکۃ یؤمنون علی ما تقولون رواہ مسلم ۱۲ مشکوٰۃ ص ۱۴۰

[۷] وما ظہر منہ من کلمات کفریۃ یغتفر فی حقہ ویعامل معاملۃ موتی المسلمین حملا علی انہ فی حال زوال عقلہ ۱۲ رد المحتار ص ۶۹۸ ج ۱ ـ ۶۹۹ ج ۱ وشرح نقایہ ص ۱۳۱ ج ۱ ۱۲

[۸] رد المحتار ص ۶۹۵ ج ۱

کپڑا ٹھوڑی کے نیچے سے نکال کر اس کے دونوں سرے سر پر لے جاؤ اور گرہ لگا دو تاکہ منھ پھیل نہ جائے اور آنکھیں بند کر دو اور پیر کے دونوں انگوٹھے ملا کے باندھ دو تاکہ ٹانگیں پھیلنے نہ پاویں۔ پھر کوئی چادر اُڑھا دو اور نہلانے اور کفنانے میں جہاں تک ہو سکے جلدی کرو۔ **مسئلہ** منھ[1] وغیرہ بند کرتے وقت یہ دعا پڑھو بِسْمِ اللّٰہِ وَعَلٰی مِلَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ۔ **مسئلہ**[9] مر جانے کے بعد[2] اس کے پاس لوبان وغیرہ کچھ خوشبو سلگا دی جائے اور حیض و نفاس والی عورت اور جسکو نہانے کی ضرورت ہو اس کے پاس نہ رہے۔ **مسئلہ**[10] مر جانے[3] کے بعد جبتک اس کو غسل نہ دیا جائے اسکے پاس قرآن مجید پڑھنا درست نہیں ہے۔

باب[23] نہلانے کا بیان

مسئلہ[1] جب[4] گور و کفن کا سب سامان ہو جائے اور نہلانا چاہو تو پہلے کسی تخت یا بڑے تختہ کو لوبان یا اگر کی بتی وغیرہ خوشبودار چیز کی دھونی دے دو۔ تین دفعہ یا پانچ دفعہ یا سات دفعہ چاروں طرف دھونی دے کر مردے کو اس پر لٹا دو اور کپڑے اتار لو۔ اور کوئی کپڑا ناف سے لیکر زانو تک ڈالدو کہ اتنا بدن چھپا رہے **مسئلہ**[2] اگر نہلانے کی کوئی جگہ الگ ہے کہ پانی کہیں الگ بہہ جاویگا تو خیر نہیں تو تخت کے نیچے گڑھا کھدوالو کہ سارا پانی اسی میں جمع رہے۔ اگر گڑھا نہ کھدوایا اور پانی سارے گھر میں پھیلا تب بھی کوئی گناہ نہیں۔ غرض فقط یہ ہے کہ آنے جانے میں کسی کو تکلیف نہ ہو اور کوئی پھسل کر گر نہ پڑے **مسئلہ**[3] نہلانے[5] کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے مردے کو استنجا کرا دو۔ لیکن اس کی رانوں اور استنجے کی جگہ اپنا ہاتھ مت لگاؤ اور اس پر نگاہ نہ ڈالو۔ بلکہ اپنے ہاتھ میں کوئی کپڑا لپیٹ لو۔ اور جو کپڑا ناف سے لیکر زانو تک پڑا ہے اس کے اندر اندر دھلاؤ۔ پھر اس کو وضو کرا دو۔ لیکن نہ کلی کراؤ نہ ناک میں پانی ڈالو۔ نہ گٹے تک ہاتھ دھلاؤ۔ بلکہ پہلے منھ دھلاؤ۔ پھر ہاتھ کہنی سمیت۔ پھر سر کا مسح۔ پھر دونوں پیر اور اگر تین دفعہ روئی تر کر کے دانتوں اور مسوڑوں پر پھیر دی جائے اور ناک کے دونوں سوراخوں میں پھیر دی جائے تو بھی جائز ہے اور[6] اگر مردہ نہانے کی حاجت میں یا حیض و نفاس میں مر جائے تو اس طرح سے منھ اور ناک میں پانی پہنچانا ضروری ہے۔ اور[7] ناک اور منھ اور کانوں میں روئی بھر دو تاکہ وضو کراتے اور نہلاتے وقت پانی نہ جانے پاوے جب وضو کرا چکو تو سر کو گل خیرو سے یا کسی اور چیز سے جس سے صاف ہو جاوے جیسے بیسن یا کھلی سے ملکر دھووے اور صاف کر کے پھر مردے[8] کو بائیں کروٹ پر لٹا کر بیری کے پتے ڈالکر پکایا ہوا پانی

---

[1] ویقول مغمضہ بسم اللہ وعلی ملۃ رسول اللہ ۱۲ رد المحتار ص۷۹۹ ج۱ و شرح نقایہ ص۱۳۱ ج۱

[2] و یجمر عندہ الطیب و یخرج من عندہ الحائض و النفساء و الجنب ۱۲ رد المحتار ص۷۹۸ ج۱

[3] رد المحتار ص۷۹۹ ج۱ ۱۲

[4] و یوضع کما تیسر علی سریر مجمر وترا الی سبع فقط ای یبخر و فیہ اشارۃ الی ان السریر یجمر قبل وضعہ علیہ و تستر عورتہ الغلیظۃ فقط علی الظاہر من الروایۃ و قیل مطلقا الغلیظۃ والخفیفۃ و صححہ الزیلعی لقولہ علیہ الصلوۃ والسلام لعلی لا تنظر الی فخذ حی ولا میت و یجرد من ثیابہ ۱۲ رد المحتار ص۸۰۰ ج۱

[5] رد المحتار ص۸۰۱ ج۱ ۱۲

[6] و لو کان جنبا او حائضا او نفساء فعلا اتفاقا تتمیما للطہارۃ و یبدا بوجہہ و یمسح راسہ ۱۲ رد المحتار ص۸۰۱ ج۱

[7] رد المحتار ص۸۰۲-۸۰۳ ج۱ ۱۲

[8] و یضجع علی یسارہ لیبدأ بیمینہ فیغسل حتی یصل الماء الی ما یلی التخت منہ ثم علی یمینہ کذلک و یصب علیہ ماء مغلی بسدر او بالحرض ان لم یکن و الا فماء خالص ثم یجلس مسندا الیہ و یمسح بطنہ رفقا و ما خرج منہ یغسلہ و لا یعاد فی الصحیح تحرزا عن تلویث الکفن ثم بعد اقعادہ یضجعہ علی شقہ الایسر و یغسلہ و ہذہ غسلۃ ثالثۃ لیحصل المسنون و یصب علیہ الماء عند کل اضجاع ثلاث مرات و ان زاد علیہا او نقص جاز و کرہ بلا حاجۃ و لا یعاد غسلہ و لا وضوءہ رد المحتار بحذف ص۸۰۲-۸۰۳ ج۱

نیم گرم تین[1] دفعہ سر سے پیر تک ڈالے یہاں تک کہ بائیں کروٹ تک پانی پہنچ جاوے۔ پھر داہنی کروٹ پر لٹاوے اور اسی طرح سر سے پیر تک تین مرتبہ اتنا پانی ڈالے کہ داہنی کروٹ تک پہنچ جائے۔ اسکے بعد مردے کو اپنے بدن کی ٹیک لگا کر ذرا بٹھلاوے اور اس کے پیٹ کو آہستہ آہستہ ملے اور دباوے اگر کچھ پاخانہ نکلے تو اس کو پونچھ کے دھو ڈالے اور وضو اور غسل میں اس کے نکلنے سے کچھ نقصان نہیں اب نہ دہراؤ۔ اس کے بعد پھر اس کو بائیں کروٹ پر لٹاوے اور کافور پڑا ہوا پانی سر سے پیر تک تین[2] دفعہ ڈالے پھر سارا بدن کسی کپڑے سے پونچھ کے کفنا دو۔ **مسئلہ** اگر بیری کے پتے ڈال کر پکایا ہوا پانی نہ ہو تو یہی سادہ نیم گرم پانی کافی ہے۔ اسی سے اسی طرح تین دفعہ نہلا دیوے۔ اور بہت تیز گرم پانی سے مردے کو نہ نہلاؤ۔ اور نہلانے کا یہ طریقہ جو بیان ہوا سنت[3] ہے۔ اگر کوئی اس طرح تین دفعہ نہ نہلاوے بلکہ ایک دفعہ سارے بدن کو دھو ڈالے تب بھی فرض ادا ہو گیا۔ **مسئلہ**[4] جب مردے کو کفن پر رکھو تو سر پر عطر لگا دو۔ اگر مردہ مرد ہو تو داڑھی پر بھی عطر لگا دو۔ پھر ماتھے اور ناک اور دونوں ہتھیلی اور دونوں گھٹنوں اور دونوں پاؤں پر کافور مل دو۔ بعضے بعضے کفن میں عطر لگاتے ہیں اور عطر کی پھریری کان میں رکھ دیتے ہیں۔ یہ سب جہالت ہے جتنا شرع میں آیا ہے اس سے زائد مت کرو۔ **مسئلہ** بالوں[5] میں کنگھی نہ کرو نہ ناخن کاٹو نہ کہیں کے بال کاٹو سب اسی طرح رہنے دو۔ **مسئلہ** اگر کوئی مرد مر گیا۔ اور مردوں میں سے کوئی نہلانے والا نہیں ہے تو بیوی کے علاوہ اور کسی عورت کو اس کو غسل دینا جائز نہیں۔ اگرچہ محرم ہی ہو۔ اگر بیوی بھی نہ ہو تو اس کو تیمم کرا دو۔ لیکن اس کے بدن میں ہاتھ نہ لگاؤ۔ بلکہ اپنے ہاتھ میں پہلے دستانے پہن لو تب تیمم کراؤ۔ **مسئلہ** کسی[6] کا خاوند مر گیا تو اُس کی بی بی کو اس کا نہلانا اور کفنانا درست ہے اور[7] اگر بیوی مر جائے تو خاوند کو بدن چھونا اور ہاتھ لگانا درست نہیں۔ البتہ دیکھنا درست ہے۔ اور کپڑے کے اوپر سے ہاتھ لگانا بھی درست ہے۔ **مسئلہ**[9] جو عورت حیض یا نفاس سے ہو وہ مردے کو نہ نہلاوے کہ یہ مکروہ اور منع ہے۔ **مسئلہ**[10] بہتر یہ ہے کہ جس کا رشتہ زیادہ قریب ہو وہ نہلاوے اور اگر وہ نہ نہلا سکے تو کوئی دیندار نیک عورت نہلاوے۔ **مسئلہ** اگر نہلانے[11] میں کوئی عیب دیکھے تو کسی سے نہ کہے۔ اگر خدانخواستہ مرنے سے اس کا چہرہ بگڑ گیا اور کالا ہو گیا تو یہ بھی نہ کہے اور بالکل اس کا چرچا نہ کرے کہ یہ سب ناجائز ہے۔ ہاں اگر وہ کھلم کھلا کوئی گناہ کرتی ہو جیسے ناچتی تھی یا گانے بجانے کا پیشہ کرتی تھی یا رنڈی تھی تو ایسی باتیں کہہ دینا درست ہیں کہ اور لوگ ایسی باتوں سے بچیں اور توبہ کریں[12]۔

---

[1] دیکھو حاشیہ ۳ صفحہ ۴۵ ثم اختلفوا فی فیہ وہو انہ فی الہدایۃ لم یفصل فی الغسلات بین القراح وغیرہ وہو ظاہر کلام الحاکم وذکر شیخ الاسلام ان الاولی بالقراح ای الماء الخالص والثانیۃ بالمغلی فیہ سدر والثالثۃ بالذی فیہ کافور وقال فی الفتح والاولی کون الاولیین بالسدر والثالث بالماء والکافور ۱۲ رد المحتار صفحہ ۸۰۲ ج ۱ بحذف

[2] ویغلی الماء بالسدر او بالحرض فان لم یکن فالماء القراح ۱۲ ہدایہ صفحہ ۱۵۸ ج ۱

[3] الغسل عرفناہ بالنص وقد حصل مرۃ ۱۲ ہدایہ صفحہ ۱۵۸ ج ۱

[4] رد المحتار صفحہ ۸۰۲ ج ۱ ۱۲

[5] رد المحتار صفحہ ۸۰۳ ج ۱ ۱۲

[6] ویمنع زوجہا من غسلہا ومسہا لا من النظر الیہا وہی لا تمنع من ذلک ۱۲ رد المحتار صفحہ ۸۰۳ ماتت بین رجال وہو بین نساء یممہ المحرم ای یمم المیت الاعم من الذکر والانثی وکذا قولہ فالاجنبی ای فالشخص الاجنبی الصادق بذلک وافاد ان لا یحتاج الی خرقۃ لانہ یجوز لہ مس اعضاء التیمم بخلاف الاجنبی علم ان ہذا اذا لم یکن مع النساء رجل لا مسلم ولا کافر ولا صبیۃ صغیرۃ ولو معہن کافر علمنہ الغسل لان نظر الجنس الی الجنس اخف وان لم یوافق فی الدین ولو معہن صبیۃ لم تبلغ حد الشہوۃ واطاقت غسلہ علمنہا غسلہ لان حکم العورۃ غیر ثابت فی حقہا وکذا فی المرأۃ تموت بین رجال معہم امرأۃ کافرۃ او صبی غیر مشتہی ۱۲ رد المحتار صفحہ ۸۰۲ ج ۱ ۱۲

[7] رد المحتار صفحہ ۸۰۳ ج ۱ ۱۲

[8] دیکھو حاشیہ نمبر ۶ صفحہ ہذا ۱۲

[9] و [10] و [11] و [12] رد المحتار صفحہ ۸۰۶ ج ۱ ۱۲

باب ۲۴ کفنانے کا بیان

مسئلہ عورت[1] کو پانچ کپڑوں میں کفنانا سنت ہے۔ ایک کرتہ دوسرے ازار تیسرے سربند، چوتھے چادر، پانچویں سینہ بند۔ ازار سر[2] سے لیکر پاؤں تک ہونا چاہئے اور چادر اس سے ایک ہاتھ بڑی ہو اور کرتا گلے سے لیکر پاؤں تک ہو۔ لیکن نہ اس میں کلی ہوں نہ آستین۔ اور سربند[3] تین ہاتھ لمبا اور سینہ بند[4] چھاتیوں سے لیکر رانوں تک چوڑا اور اتنا لمبا ہو کہ بندھ جاوے مسئلہ۲ اگر کوئی پانچ کپڑوں میں نہ کفناوے بلکہ فقط تین کپڑے کفن میں دیوے۔ ایک ازار دوسرے چادر تیسرے سربند۔ تو یہ بھی درست ہے اور اتنا کفن بھی کافی ہے۔ اور تین کپڑوں سے بھی کم دینا مکروہ اور برا ہے ہاں اگر کوئی مجبوری[5] اور لاچاری ہو تو کم دینا بھی درست ہے مسئلہ۳ سینہ بند[6] اگر چھاتیوں سے لیکر ناف تک ہو تب بھی درست ہے۔ لیکن رانوں تک ہونا زیادہ اچھا ہے مسئلہ۴ پہلے[7] کفن کو تین دفعہ یا پانچ دفعہ یا سات دفعہ لوبان وغیرہ کی دھونی دیدو تب اس میں مردے کو کفنا دو مسئلہ۵ کفنانے[8] کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے چادر بچھاؤ پھر ازار۔ اس کے اوپر کرتا۔ پھر مردے کو اس پر لے جا کے پہلے کرتا پہناؤ۔ اور سر کے بالوں کو دو حصے کر کے کرتے کے اوپر سینے پر ڈال دو۔ ایک حصہ داہنی طرف اور ایک بائیں طرف اسکے بعد سربند سر پر اور بالوں پر ڈال دو۔ اس کو نہ باندھو نہ لپیٹو۔ پھر ازار لپیٹ دو پہلے بائیں طرف لپیٹو پھر داہنی طرف۔ اس کے بعد سینہ بند باندھ دو۔ پھر چادر لپیٹو۔ پہلے بائیں طرف پھر داہنی طرف۔ پھر کسی دھجی سے پیر اور سر کی طرف کفن کو باندھ دو۔ اور ایک بند سے کمر کے پاس بھی باندھ دو کہ رستہ میں کہیں کھل نہ پڑے۔ مسئلہ۶ سینہ[9] بند کو اگر سربند کے بعد ازار لپیٹنے سے پہلے ہی باندھ دیا تو یہ بھی جائز ہے اور اگر سب کفنوں کے اوپر سے باندھے تو بھی درست ہے۔ مسئلہ۷ جب کفنا چکو تو رخصت کر دو کہ مرد لوگ نماز پڑھ کر دفنا دیویں مسئلہ۸ اگر عورتیں[10] جنازے کی نماز پڑھ دیں تو بھی جائز ہے لیکن چونکہ ایسا اتفاق کبھی نہیں ہوتا ہے اسلئے ہم نماز اور دفنانے کے مسئلے بیان نہیں کرتے مسئلہ۹ کفن میں[11] یا قبر کے اندر عہد نامہ یا اپنے پیر کا شجرہ اور کوئی دعا رکھنا درست نہیں۔ اسی طرح کفن پر یا سینہ پر کافور سے یا روشنائی سے کلمہ وغیرہ کوئی دعا لکھنا بھی درست نہیں۔ البتہ کعبہ شریف کا غلاف یا اپنے پیر کا رومال وغیرہ کوئی کپڑا تبرکاً رکھ دینا درست ہے۔ مسئلہ۱۰ جو بچہ[12] زندہ پیدا ہوا۔ پھر تھوڑی دیر میں مرگیا یا فوراً پیدا ہونے کے بعد ہی مرگیا تو وہ بھی اسی قاعدے سے نہلایا جاوے اور کفنا کے نماز پڑھی جاوے پھر دفن کر دیا جاوے اور اسکا

---

۱ وتکفن المرأة فی خمسة اثواب درع وازار وخمار ولفافة وخرقة تربط فوق ثدییہا ۱۲ ہدایہ ص۱۵۹ ج۱

۲ السنة ان یکفن الرجل فی ثلاثة اثواب ازار وقمیص ولفافة ۱۲ ہدایہ ص۱۵۹ ج۱ رد المحتار ص... ج۱

۳ رد المحتار ص... ج۱ ۱۲

۴ ومقداره ای الخمار حالة الموت ثلاثة اذرع بذراع الکرباس یرسل علی وجہہا ولا یلف ۱۲ رد المحتار ص... ج۱

۵ والاولی ان تکون ای خرقة تربط بہا ثدیاہا من الثدیین الی الفخذین ۱۲ رد المحتار ص... ج۱

۶ ہدایہ ص۱۵۹ ج۱ ۱۲

۷ وکفن الضرورة لہما ما یوجد واقلہ ما یعم البدن ۱۲ رد المحتار ص... ج۱

۸ وعرضہا ای الخرقة ما بین ثدی المرأة الی السرة وقیل ما بین الثدی الی الرکبة ۱۲ رد المحتار ص... ج۱

۹ وتجمر الاکفان قبل ان تدرج فیہا المیت ۱۲ ہدایہ ص۱۶۰ ج۱

۱۰ ولہ ۱۲ رد المحتار ص... ج۱

۱۱ والصلوة علیہ ای المیت فرض کفایة ۱۲ رد المحتار ص... ج۱ اذا قام بہ البعض ... ذکراً کان او انثی سقط عن الباقین ۱۲ فتاوی ہندیہ ص... ج۱

۱۲ وقد افتی ابن الصلاح بانہ لا یجوز ان یکتب علی الکفن یٰسین والکہف ونحوہما خوفاً من صدید المیت ۱۲ رد المحتار ص... ج۱ ۱۳ رد المحتار ص۸۳۱ ج۱ ۱۲

نام بھی کچھ رکھا جاوے۔ **مسئلہ[11]** جو لڑکا بچہ ماں کے پیٹ سے مرا ہی پیدا ہوا۔ پیدا ہوتے وقت زندگی کی کوئی علامت نہیں پائی گئی اسکو بھی اسی طرح نہلاؤ۔ لیکن قاعدہ کے موافق کفن نہ دو۔ بلکہ کسی ایک کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دو اور نام اس کا بھی کچھ نہ کچھ رکھ دینا چاہئے۔ **نوٹ** مسئلہ ۱۲ و ۱۳ صفحہ ۵۵ پر درج ہیں۔ **مسئلہ[14]** اگر چھوٹی لڑکی[2] مر جاوے جو ابھی جوان نہیں ہوئی لیکن جوانی کے قریب پہنچ گئی ہے تو اس کے کفن کے بھی وہی پانچ کپڑے سنت ہیں جو جوان عورت کیلئے ہیں۔ اگر پانچ کپڑے نہ دو تین ہی کپڑے دو۔ تب بھی کافی ہے۔ غرضیکہ جو حکم سیانی[بڑی] عورت کا ہے وہی کنواری اور چھوٹی لڑکی کا بھی حکم ہے۔ مگر سیانی کیلئے وہ حکم تاکیدی ہے اور کم عمر کے لئے بہتر ہے۔

مسئلہ[15] جو لڑکی[3] بہت چھوٹی ہو جوانی کے قریب بھی نہ ہوئی ہو۔ اسکے لئے بہتر یہی ہے کہ پانچ کپڑے دئیے جاویں اور دو کپڑے دینا بھی درست ہے ایک ازار اور ایک چادر۔ **مسئلہ[16]** اگر کوئی لڑکا مر جاوے اور اسکے نہلانے اور کفنانے کی تم کو ضرورت پڑے تو اسی ترکیب سے نہلا دو جو اوپر بیان ہو چکی اور کفنانے کا بھی وہی طریقہ ہے جو اوپر تم کو معلوم ہوا۔ بس اتنا ہی فرق ہے کہ عورت کا کفن پانچ کپڑے ہیں اور مرد کا کفن تین کپڑے۔ ایک چادر ایک ازار ایک کرتہ۔ **مسئلہ[17]** مرد[5] کے کفن میں اگر دو ہی کپڑے ہوں یعنی چادر اور ازار اور کرتہ نہ ہو تب بھی کچھ حرج نہیں دو کپڑے بھی کافی ہیں اور دو سے کم دینا مکروہ ہے۔ لیکن اگر کوئی مجبوری اور لاچاری ہو تو مکروہ بھی نہیں۔ **مسئلہ[18]** جو چادر[6] جنازے کے اوپر یعنی چارپائی پر ڈالی جاتی ہے وہ کفن میں شامل نہیں ہے کفن فقط اتنا ہی ہے جو ہم نے بیان کیا۔ **مسئلہ[19]** جس شہر[7] میں کوئی مرے وہیں اس کا گور و کفن کیا جاوے۔ دوسری جگہ لیجانا بہتر نہیں ہے۔ البتہ اگر کوئی جگہ کوس آدھ کوس دور ہو تو وہاں لیجانے میں کوئی حرج بھی نہیں ہے۔

مسائل ذیل کے پڑھانے کا طریقہ

اگر پڑھانیوالا مرد ہو تو ان مسائل کو خود نہ پڑھاوے یا تو اپنی بیوی کی معرفت سمجھاوے یا پڑھنے والی کو ہدایت کر دے کہ ان مسائل کو بطور خود دیکھ لینا اور اگر پڑھنے والا کم عمر لڑکا ہو اسکو بھی نہ پڑھاویں بلکہ ہدایت کر دیں کہ بعد کو دیکھ لے۔ فقط

بسم اللہ الرحمن الرحیم مسائل

باب[25] حیض اور استحاضہ کا بیان

مسئلہ[1] ہر مہینہ[9] میں جو آگے کی راہ سے معمولی خون آتا ہے اسکو حیض کہتے ہیں **مسئلہ[2]** کم سے کم حیض[10] کی مدت تین دن تین رات ہے اور زیادہ سے زیادہ دس دن دس رات ہے۔ کسی کو تین دن تین رات سے کم

---

[1] رد المحتار ج ۱ ص ۳۳۰-۳۳۱ ۱۲

[2] رد المحتار ج ۱ ص ۹۰۰ ۱۲

[3] وادنی ما یکفن به الصبی الصغیر ثوب واحد والصبیة ثوبان ۱۲ رد المحتار ج ۱ ص ۹۰۰

[4] و[5] و[6] السنة ان یکفن الرجل فی ثلاثة اثواب ازار وقمیص ولفافة فان اقتصروا علی ثوبین جاز والثوبان ازار ولفافة هذا کفن الکفایة ویکره الاقتصار علی ثوب واحد الا فی حالة الضرورة ۱۲ ہدایہ ج ۱ ص ۱۵۹

[7] رد المحتار ج ۱ ص ۔۔۔ مراقی ص ۔۔۔

[8] تالیف کے وقت حصہ دوم یہاں سے شروع تھا بعد میں یہ تغیر حسب اجازت حضرت مولانا اشرف علی صاحب رحمہ اللہ ہوا ہے ۱۲

[9] ہو ای الحیض دم من رحم خرج لا استحاضة ومنه ما تراه صغیرة وکبیرة لا ولادة خرج النفاس ۱۲ رد المحتار ج ۱ ص ۲۶۱

[10] اقله ثلاثة ایام بلیالیها واکثره عشرة بعشر لیال والناقص عن اقله والزائد علی اکثره او اکثر النفاس او علی العادة وجاوز اکثرهما وما تراه صغیرة دون تسع علی المعتمد وآیسة علی ظاهر المذهب حامل ولو قبل خروج اکثر الولد استحاضة فلو رأت المبتدأة الدم حین طلع نصف قرص الشمس وانقطع فی الیوم الرابع حین طلع ربعه فان استحاضة ای الی ان یطلع نصفه فحینئذ یکون حیضا والمعتاد بخمسة مثلا اذا رأیت الدم حین طلع نصفه وانقطع فی الحادی عشر حین طلع ثلثاه فالزائد علی الخمسة استحاضة ۱۲ رد المحتار ج ۱ ص ۲۶۲ تا ۲۶۶

خون آیا تو وہ حیض نہیں ہے بلکہ استحاضہ ہے کہ کسی بیماری وغیرہ کی وجہ سے ایسا ہو گیا ہے اور اگر دس دن رات سے زیادہ خون آیا ہے تو جے دن دس سے زیادہ آیا ہے۔ وہ بھی استحاضہ ہے۔

مسئلہ ۳ اگر تین[۵۲] دن تو ہو گئے لیکن تین راتیں نہیں ہوئیں جیسے جمعہ کو صبح سے خون آیا اور اتوار کو شام کے وقت بعد مغرب بند ہو گیا تب بھی یہ حیض نہیں بلکہ استحاضہ ہے۔ اگر تین دن رات سے ذرا بھی کم ہو تو وہ حیض نہیں جیسے جمعہ کو سورج نکلتے وقت خون آیا اور دوشنبہ کو سورج نکلنے سے ذرا پہلے بند ہو گیا تو وہ حیض نہیں بلکہ استحاضہ ہے۔

مسئلہ ۴ حیض[۵۳] کی مدت کے اندر سرخ زرد سبز خاکی یعنی مٹیالہ سیاہ جو رنگ آوے سب حیض ہے جب تک گدی بالکل سپید نہ دکھلائی دے اور جب بالکل سپید رہے جیسی کہ رکھی گئی تھی تو اب حیض سے پاک ہو گئی۔

مسئلہ ۵ نو برس[۵۴] سے پہلے اور پچپن برس کے بعد کسی کو حیض نہیں آتا ہے اسلئے نو برس سے چھوٹی لڑکی کو جو خون آوے وہ حیض نہیں بلکہ استحاضہ ہے اگر پچپن برس کے بعد کچھ نکلے تو اگر خون[۵۹] خوب سرخ یا سیاہ ہو تو حیض ہے اور اگر زرد یا سبز یا خاکی رنگ ہو تو حیض نہیں بلکہ استحاضہ ہے۔ البتہ اگر اس عورت کو اس عمر کے پہلے بھی زرد یا سبز یا خاکی رنگ آتا ہو تو پچپن برس کے بعد بھی یہ رنگ حیض سمجھے جاوینگے اور اگر عادت کے خلاف ایسا ہوا تو حیض نہیں بلکہ استحاضہ ہے

مسئلہ ۶ کسی[۵۵] کو ہمیشہ تین دن یا چار دن خون آتا تھا پھر کسی مہینہ میں زیادہ آگیا لیکن دس دن سے زیادہ نہیں آیا وہ سب حیض ہے اور اگر دس دن سے بھی بڑھ گیا تو جے دن پہلے سے عادت کے ہیں اتنا تو حیض ہے باقی سب استحاضہ ہے۔ اسکی مثال یہ ہے کہ کسی کو ہمیشہ تین دن حیض آنے کی عادت ہے لیکن کسی مہینہ میں نو دن یا دس دن رات خون آیا تو یہ سب حیض ہے اور اگر دس دن رات سے ایک لحظہ بھی زیادہ خون آوے تو وہی تین دن حیض کے ہیں اور باقی دنوں کا سب استحاضہ ہے ان دنوں کی نمازیں قضا پڑھنا واجب ہیں۔

مسئلہ ۷ ایک[۵۶] عورت ہے جس کی کوئی عادت مقرر نہیں ہے کبھی چار دن خون آتا ہے کبھی سات دن اسی طرح بدلتا رہتا ہے کبھی دس دن بھی آجاتا ہے تو یہ سب حیض ہے۔ ایسی عورت کو اگر کبھی دس دن رات سے زیادہ خون آوے تو دیکھو کہ اس سے پہلے مہینہ میں کتنے دن حیض آیا تھا بس اتنے ہی دن حیض کے اور باقی سب استحاضہ ہے

مسئلہ ۸ کسی[۵۷] کو ہمیشہ چار دن حیض آتا تھا۔ پھر ایک مہینہ میں پانچ دن خون آیا اسکے بعد دوسرے مہینہ میں پندرہ دن خون آیا تو اس پندرہ دن میں سے پانچ دن حیض کے ہیں اور دس دن استحاضہ ہے اور پہلی عادت کا اعتبار نہ کرینگے اور یہ سمجھینگے کہ عادت بدل گئی اور پانچ دن کی عادت ہو گئی۔

مسئلہ ۹ کسی[۵۸] کو دس دن سے زیادہ خون آیا اور اس کو اپنی پہلی عادت بالکل یاد نہیں کہ پہلے مہینہ میں کے دن خون آیا تھا تو اسکے مسئلے بہت باریک ہیں جن کا سمجھنا مشکل ہے اور ایسا اتفاق بھی کم پڑتا ہے اسلئے ہم اسکا حکم بیان نہیں کرتے اگر کبھی ضرورت پڑے تو کسی بڑے عالم سے پوچھ لینا چاہئے اور کسی ایسے ویسے معمولی

۵۱ دیکھو حاشیہ ۱۸ صفحہ ۴۵

۵۲ وما تراہ من لون ککدرۃ وتربیۃ فی مدۃ المعتادۃ سوی بیاض خالص ولو المرئی طہرا متخللا بین الدمین فیہا حیض رد المحتار ص ۲۶۶ تا ۲۶۸ ج ۱

۵۳ وما تراہ صغیرۃ دون تسع علی المعتمد استحاضۃ ولا آیسۃ بعدہ بل ہو ان تبلغ من السن مالا یحیض مثلہا فیہ وقیل بعد خمسین سنۃ وحدہ فی الحدہ بخمس وخمسین قال فی الضیاء وعلیہ الاعتماد وما راتہ بعدہا فلیس بحیض رد المحتار ص ۲۷۹-۲۸۰ ج ۱

۵۴ رد المحتار ص ۲۸۰ ج ۱ ۱۲

۵۵ دیکھو حاشیہ ۱۸ ص ۴۵

۵۶ اما اذا لم یتجاوز الاکثر فیہا فہو انتقال للعادۃ فیہا فیکون حیضا ونفاسا ۱۲ رد المحتار ص ۲۶۳

۵۷ رد المحتار ص ۲۷۷

۵۸ ومن نسیت عادتہا وتسمی المحیرۃ والمضلۃ احکامہا مذکورۃ فی رد المحتار ص ۲۶۳-۲۶۶ ج ۱

۵۹ اس کا مطلب یہ ہے کہ نو برس سے پہلے تو بالکل حیض نہیں آتا اس لئے جو خون نو برس سے پہلے آئیگا وہ کسی صورت میں حیض نہیں ہو سکتا اور پچپن برس کے بعد عام طور پر جو عادت ہے وہ یہی ہے کہ حیض نہیں آتا لیکن آنا ممکن ہے اس لئے اگر پچپن برس کے بعد خون آجاوے تو ان خاص صورتوں میں جن کا ذکر متن میں کیا گیا ہے اس کو حیض کہا جاوے گا ۱۲

مولوی سے ہرگز نہ پوچھے مسئلہ[۱۰] کسی لڑکی نے پہلے پہل خون دیکھا تو اگر دس دن یا اس سے کچھ کم آوے سب حیض ہے اور جو دس دن سے زیادہ آوے تو پورے دس دن حیض ہے اور جتنا زیادہ ہو وہ سب استحاضہ ہے مسئلہ[۱۱] کسی نے پہلے پہل خون دیکھا اور وہ کسی طرح بند نہیں ہوا کئی مہینے تک برابر آتا رہا تو جس دن خون آیا ہے اُس دن سے لیکر دس دن رات حیض ہے اس کے بعد بیس دن استحاضہ ہے اسی طرح برابر دس دن حیض اور بیس دن استحاضہ سمجھا جائیگا مسئلہ[۱۲] دو حیض کے درمیان میں پاک رہنے کی مدت کم سے کم پندرہ دن ہیں اور زیادہ کی کوئی حد نہیں سو اگر کسی وجہ سے کسی کو حیض آنا بند ہو جاوے تو جتنے مہینہ تک خون نہ آوے گا پاک رہیگی مسئلہ[۱۳] اگر کسی کو تین دن رات خون آیا پھر پندرہ دن پاک رہی پھر تین دن رات خون آیا تو تین دن پہلے کے اور تین یہ پچھلے پندرہ دن کے بعد میں حیض کے ہیں اور بیچ میں پندرہ دن پاکی کا زمانہ ہے مسئلہ[۱۴] اور اگر ایک یا دو دن خون آیا پھر پندرہ دن پاک رہی پھر ایک یا دو دن خون آیا تو بیچ میں پندرہ دن تو پاکی کا زمانہ ہی ہے۔ ادھر اُدھر ایک یا دو دن جو خون آیا ہے وہ بھی حیض نہیں بلکہ استحاضہ ہے۔ مسئلہ[۱۵] اگر ایک دن یا کئی دن خون آیا۔ پھر پندرہ دن سے کم پاک رہی ہے اس کا کچھ اعتبار نہیں ہے بلکہ یوں سمجھینگے کہ گویا اول سے آخر تک برابر خون جاری رہا سو جتنے دن حیض آنے کی عادت ہو اُتنے دن تو حیض کے ہیں باقی سب استحاضہ ہے۔ مثال اس کی یہ ہے کہ کسی کو ہر مہینہ کی پہلی اور دوسری اور تیسری تاریخ حیض آنے کا معمول ہے۔ پھر کسی مہینہ میں ایسا ہوا کہ پہلی تاریخ کو خون آیا پھر چودہ دن پاک رہی پھر ایک دن خون آیا تو ایسا سمجھیں گے کہ سولہ دن گویا برابر خون آیا گیا۔ سو اس میں سے تین دن اول کے تو حیض کے ہیں اور تیرہ دن استحاضہ ہے۔ اور اگر چوتھی، پانچویں۔ چھٹی تاریخ حیض کی عادت تھی تو یہی تاریخیں حیض کی ہیں اور تین دن اول کے اور دس دن بعد کے استحاضہ کے ہیں اور اگر اس کی کچھ عادت نہ ہو بلکہ پہلے پہل خون آیا ہو تو دس دن حیض ہے اور چھ دن استحاضہ ہے مسئلہ[۱۶] حمل کے زمانہ میں جو خون آوے وہ بھی حیض نہیں بلکہ استحاضہ ہے چاہے جے دن آوے مسئلہ[۱۷] بچہ پیدا ہونے کے وقت بچہ نکلنے سے پہلے جو خون آوے وہ بھی استحاضہ ہے بلکہ جب تک بچہ آدھے سے زیادہ نہ نکل آوے تب تک جو خون آوے گا اسکو استحاضہ ہی کہیں گے۔

باب حیض کے احکام کا بیان ۲۶ھ

مسئلہ[۱] حیض کے زمانہ میں نماز پڑھنا اور روزہ رکھنا درست نہیں۔ اتنا فرق ہے کہ نماز تو بالکل معاف

[۱۰] ای انما یعتبر الزائد علی الاکثر (ای علی عشرۃ ایام) الاستحاضۃ فی حق المبتداۃ التی لم تثبت لہا عادۃ ۱۲ ردالمحتار ص۲۶۷ ج۱

[۱۱] رد المحتار ص۲۶۳ ج۱ ۱۲

[۱۲و۱۳] واقل الطہر خمسۃ عشر یوما ولیالیہا اجماعا ولاحد لاکثرہ وان استغرق العمر الا عند الاحتیاج الی نصب عادۃ لہا اذا استمرّ بہا الدم ۱۲

[۱۴و۱۵] الحکم ان الطہر المتخلل بین الدمین اذا کان خمسۃ عشر یوما فاکثر یکون فاصلا بین الدمین فی الحیض اتفاقا ثم کل من الدمین نصابا جعل حیضا وانہ اذا کان اقل من ثلثۃ ایام مایکون فاصلا وان کان اکثر من الدمین اتفاقا ۱۲ ردالمحتار ج۱

[۱۵] دیکھو حاشیہ[۱] صفحہ ہذا

[۱۶و۱۷] وما تراہ حامل ولو قبل خروج اکثر الولد استحاضۃ ۱۲ رد المحتار ص۲۶۳ ج۱

[۱] رد المحتار ص۲۶۶ تا ۲۶۸ ج۱ ۱۲

[۱۵] چنانچہ ایسی صورت میں نماز پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ جب پہلے دن خون دیکھے تو نماز پڑھنی چھوڑ دی کیونکہ وہ یقینا حیض کا خون ہوگا پھر جب دوسرے دن خون بند ہوگیا تو ایک دن کی نماز قضا پڑھ کے اور نمازیں پڑھنی شروع کردے اب اگر چودہ روز کے بعد دوبارہ خون آیا تو یہ متعین ہوگیا کہ پہلے دن جو خون آیا تھا وہ حیض کا تھا چنانچہ تین دن چھوڑ کر جو حیض کی کم سے کم مدت ہے باقی تیرہ دن کی نمازیں قضا کرے بشرطیکہ اس نے اول تین روز کے بعد غسل نہ کر لیا ہو اگر اول تین دن کے بعد غسل کر لیا تھا تو باقی تیرہ دنوں کی نمازیں بھی درست ہو گئیں اور چودہ روز کے بعد جو خون آیا ہے وہ استحاضہ کا ہے لہذا اس میں نماز نہ ترک کرے اگر غسل کر لیا تھا تو دوبارہ غسل کئے بغیر نماز پڑھتی رہے اور اگر غسل نہیں کیا تھا تو اب غسل کر لے ۱۲

ہو جاتی ہے پاک ہونے کے بعد بھی اس کی قضا واجب نہیں ہوتی۔ لیکن روزہ معاف نہیں ہوتا پاک ہونے کے بعد قضا رکھنی پڑیگی۔ **مسئلہ**[۲] اگر فرض[۱] نماز پڑھتے میں حیض آگیا تو وہ نماز بھی معاف ہو گئی۔ پاک ہونے کے بعد اسکی قضا نہ پڑھے اور اگر نفل یا سنت میں حیض آگیا تو اس کی قضا پڑھنا پڑے گی اور اگر آدھے روزہ کے بعد حیض آیا تو وہ روزہ ٹوٹ گیا جب پاک ہو تو قضا رکھے۔ اگر نفل روزہ میں حیض آجاوے تو اسکی بھی قضا رکھے **مسئلہ**[۳] اگر نماز کے اخیر وقت میں حیض آیا اور ابھی نماز نہیں پڑھی ہے تب بھی معاف ہو گئی **مسئلہ** حیض[۱۰] کے زمانہ میں مرد کے پاس رہنا یعنی صحبت کرنا درست نہیں۔ اور صحبت کے سوا اور سب باتیں درست ہیں یعنی ساتھ کھانا پینا لیٹنا وغیرہ درست ہے۔ **مسئلہ** کسی[۴] کی عادت پانچ دن کی یا نو دن کی تھی سو جتنے دن کی عادت تھی اتنے ہی دن خون آیا پھر بند ہو گیا تو جب تک نہا نہ لیوے تب تک صحبت کرنا درست نہیں اگر غسل نہ کرے تو جب ایک نماز کا وقت گذر جائے کہ ایک نماز کی قضا اس کے ذمہ واجب ہو جاوے تب صحبت درست ہے اس سے پہلے درست نہیں **مسئلہ**[۶] اگر عادت[۵] پانچ دن کی تھی اور خون چار ہی دن آکے بند ہو گیا تو نہا کے نماز پڑھنا واجب ہے لیکن جب تک پانچ دن پورے نہ ہولیں تب تک صحبت کرنا درست نہیں ہے کہ شاید پھر خون آجاوے **مسئلہ** اور[۷] اگر پورے دس دن رات حیض آیا تو جب سے خون بند ہو جاوے اسی وقت سے صحبت کرنا درست ہے چاہے نہا چکی ہو یا ابھی نہ نہائی ہو **مسئلہ** اگر ایک[۸] یا دو دن خون آکر بند ہو گیا تو نہانا واجب نہیں ہے۔ وضو کر کے نماز پڑھے لیکن ابھی صحبت کرنا درست نہیں اگر پندرہ دن گذرنے سے پہلے خون آجاویگا تو اب معلوم ہوگا کہ وہ حیض کا زمانہ تھا حساب سے جتنے دن حیض کے ہوں ان کو حیض سمجھے اور اب غسل کر کے نماز پڑھے اور اگر پورے پندرہ دن بیچ میں گذر گئے اور خون نہیں آیا تو معلوم ہوا کہ وہ استحاضہ تھا۔ سو ایک دن یا دو دن خون آنے کی وجہ سے جو نمازیں نہیں پڑھیں ان کی قضا پڑھنا چاہیے **مسئلہ**[۹] تین دن[۱۰] حیض آنے کی عادت ہے لیکن کسی مہینہ میں ایسا ہوا کہ تین دن پورے ہو چکے اور ابھی خون بند نہیں ہوا تو ابھی غسل نہ کرے نہ نماز پڑھے اور اگر پورے دس دن رات پر یا اس سے کم میں خون بند ہو جاوے تو ان سب دنوں کی نمازیں معاف ہیں۔ کچھ قضا نہ پڑھنا پڑے گی اور یوں کہیں گے کہ عادت بدل گئی اسلئے یہ سب دن حیض کے ہونگے اور اگر گیارہویں دن بھی خون آیا تو اب معلوم ہوا کہ حیض کے فقط تین ہی دن تھے یہ سب استحاضہ ہے۔ پس گیارہویں دن نہاوے اور سات دن کی نمازیں قضا پڑھے اور اب نمازیں نہ چھوڑے **مسئلہ** اگر دس[۱۱] دن سے کم حیض آیا اور ایسے وقت خون بند ہوا کہ نماز کا وقت بالکل تنگ ہے کہ جلدی اور پھرتی سے نہا دھو ڈالے، تو

---

[۱] و [۲] رد المحتار صفحہ ۲۶۸ ج ۱ ۱۲

[۳] رد المحتار صفحہ ۲۶۹ ج ۱ ۱۲

[۴] واذا انقطع دم الحیض لاقل من عشرة ایام لم یحل وطیہا حتی تغتسل ولم تغتسل ومضی علیہا ادنی وقت الصلوٰة بقدر ان تقدر علی الاغتسال والتحریمة حل وطیہا ۱۲ ہدایہ ج ۱

[۵] وفی العدد لو کان الباقی

[۵] وان انقطع لدون اقلہ تتوضأ وتصلی فی آخر الوقت فان الدون عادتہا لم یحل الوطء وان اغتسلت وتغتسل وتصلی ای فی آخر الوقت المستحب وتاخیرہ الیہ واجب ہنا ۱۲ رد المحتار صفحہ ۲۷۰ ج ۱

[۶] ویحل وطؤہا اذا انقطع حیضہا لاکثرہ (ای لعشرة ایام) بلا غسل وجوبا بل ندبا ۱۲ رد المحتار صفحہ ۲۷۰ ج ۱

[۷] دیکھو حاشیہ ۵ صفحہ ۱

[۸] رد المحتار صفحہ ۲۶۳ ج ۱ ۱۲

[۹] رد المحتار صفحہ ۲۷۴ ج ۱ ۱۲

[۱۰] یعنی نماز توڑ دے اس کو پورا کرنے کی ضرورت نہیں ہے ۱۲

[۱۱] عورت کے لئے مرد کی ناف سے گھٹنے تک بدن کا دیکھنا اور اس کو ہاتھ لگانا جائز ہے لیکن مرد کے لئے یہ جائز نہیں کہ عورت کے بدن کو ناف سے گھٹنے تک ہاتھ سے یا اپنے بدن کے کسی عضو سے بغیر حائل کے چھوئے ۱۲ [۱۱] یہاں غسل سے مراد ایسا غسل ہے جس میں غسل کے فرائض ادا ہو سکیں ۱۲

نہانے کے بعد بالکل ذرا سا وقت بچے گا جس میں صرف ایک دفعہ اللہ اکبر کہہ کے نیت باندھ سکتی ہے اس سے زیادہ کچھ نہیں پڑھ سکتی تب بھی اس وقت کی نماز واجب ہو جاوے گی اور قضا پڑھنی پڑیگی اور اگر اس سے بھی کم وقت ہو تو نماز معاف ہے اس کی قضا پڑھنا واجب نہیں۔ **مسئلہ ۱۱** اور اگر پورے دس دن رات حیض آیا اور ایسے وقت خون بند ہوا کہ بالکل ذرا سا بس اتنا وقت ہے کہ ایک دفعہ اللہ اکبر کہہ سکتی ہے اس سے زیادہ کچھ نہیں کہہ سکتی اور نہانے کی بھی گنجایش نہیں تو بھی نماز واجب ہو جاتی ہے۔ اس کی قضا پڑھنا چاہئے۔ **مسئلہ ۱۲** - اگر رمضان شریف میں دن کو پاک ہوئی تو اب پاک ہونے کے بعد کچھ کھانا پینا درست نہیں ہے۔ شام تک روزہ داروں کی طرح سے رہنا واجب ہے لیکن یہ دن روزہ میں محسوب نہ ہوگا۔ بلکہ اس کی بھی قضا رکھنی پڑے گی۔ **مسئلہ ۱۳** اور اگر رات کو پاک ہوئی اور پورے دس دن رات حیض آیا ہے تو اگر اتنی ذرا سی رات باقی ہو جس میں ایک دفعہ اللہ اکبر بھی نہ کہہ سکے تب بھی صبح کا روزہ واجب ہے اور اگر دس دن سے کم حیض آیا ہے تو اگر اتنی رات باقی ہو کہ پھرتی سے غسل تو کرلے گی لیکن غسل کے بعد ایک دفعہ بھی اللہ اکبر نہ کہہ پاوے گی تو بھی صبح کا روزہ واجب ہے۔ اگر اتنی رات تو تھی لیکن غسل نہیں کیا تو روزہ نہ توڑے بلکہ روزہ کی نیت کرلے اور صبح کو نہالیوے اور جو اس سے کم رات ہو یعنی غسل بھی نہ کر سکے تو صبح کا روزہ جائز نہیں ہے لیکن دن کو کچھ کھانا پینا بھی درست نہیں بلکہ سارا دن روزہ داروں کی طرح رہے پھر اس کی قضا رکھے۔ **مسئلہ ۱۴** جب خون سوراخ سے باہر کی کھال میں نکل آوے تب سے حیض شروع ہو جاتا ہے۔ اس کھال سے باہر چاہے نکلے یا نہ نکلے اس کا کچھ اعتبار نہیں ہے تو اگر کوئی سوراخ کے اندر روئی وغیرہ رکھ لیوے جس سے خون باہر نہ نکلنے پاوے تو جب تک سوراخ کے اندر ہی اندر خون رہے اور باہر والی روئی وغیرہ پر خون کا دھبہ نہ آوے تب تک حیض کا حکم نہ لگاویں گے۔ جب خون کا دھبہ باہر والی کھال میں آجاوے یا روئی وغیرہ کھینچ کر باہر نکال لے تب سے حیض کا حساب ہوگا۔ **مسئلہ ۱۵** پاک عورت نے رات کو فرج داخل میں گدی رکھ لی تھی۔ جب صبح ہوئی تو اس پر خون کا دھبہ دیکھا تو جس وقت سے دھبہ دیکھا ہے اسی وقت سے حیض کا حکم لگادینگے۔

باب ۲۷ استحاضہ کے احکام کا بیان

مسئلہ استحاضہ کا حکم ایسا ہے جیسے کسی کے نکسیر پھوٹے اور بند نہ ہو۔ ایسی عورت نماز بھی

---

۱ ردالمحتار ج ۱ ص ۲۷۰ ۱۲
۲ واذا حاضت المرأۃ او نفست افطرت وقضت و اقدم المسافر او طہرت النفساء فی بعض النہار امسکا بقیۃ یومہما ۱۲
۳ بل تعتبر التحریمۃ فی الصوم الاصح لا وہی من الطہر مطلقا وکذا الغسل لو لاکثرہ فمن الحیض فتقضی ان بقی الغسل والتحریمۃ ولو لعشرۃ فالتحریمۃ فقط لئلا تزید علی عشرۃ ۱۲ ردالمحتار ج ۱ ص ۲۷۰
۴ ورکنہ بروز الدم من الرحم ای ظہورہ منہ الی خارج الفرج الداخل فلو نزل الی الفرج الداخل فلیس بحیض فی ظاہر الروایۃ ۱۲ ردالمحتار ج ۱ ص ۲۶۲
۵ ردالمحتار ج ۱ ص ۲۶۲ و بحر ج ۱ ص ۱۹۱
۶ ودم استحاضۃ حکمہ کرعاف دائم وقتا کاملا لا یمنع صوما و صلوۃ ولو نفلا وجماعا لحدیث توضئی وصلی وان قطر الدم علی الحصیر ۱۲ ردالمحتار ج ۱ ص ۲۷۵
۷ اگر غسل کے فرائض ادا کرنے کے بعد اتنا وقت باقی ہو کہ اللہ اکبر کہہ کر نیت باندھ سکتی ہے تو فوراً نماز شروع کردے اور اسے پورا کرے خواہ نیت باندھنے کے بعد نماز کا وقت نکل جائے لہٰذا صبح کے وقت اگر نیت باندھنے کے بعد ہی سورج نکل آئے تو نیت توڑ دے اور وقت مکروہ نکل جانے کے بعد قضا پڑھے ۱۲
۸ ردالمحتار ج ۱ ص ۲۶۲ و بحر ج ۱ ص ۱۹۱ ۱۲

پڑھے روزہ بھی رکھے قضا نہ کرنا چاہئیے اور اس سے صحبت کرنا بھی درست ہے۔
نوٹ:۔ استحاضہ کے احکام بالکل معذور کے احکام کی طرح ہیں جو حصہ اوّل میں بیان ہو چکے ہیں ملاحظہ ہوں۔

باب	نفاس کا بیان	۲۸

مسئلہ ۱ بچہ[له] پیدا ہونے کے بعد آگے کی راہ سے جو خون آتا ہے اس کو نفاس کہتے ہیں۔ زیادہ سے زیادہ نفاس کے چالیس دن ہیں اور کم کی کوئی حد نہیں۔ اگر کسی کو ایک آدھ گھڑی آکر خون بند ہو جاوے تو وہ بھی نفاس ہے۔ **مسئلہ ۲** اگر بچہ[۲له] پیدا ہونے کے بعد کسی کو بالکل خون نہ آوے تب بھی جننے کے بعد نہانا واجب ہے۔ **مسئلہ ۳** آدھے[۳له] سے زیادہ بچہ نکل آیا لیکن ابھی پورا نہیں نکلا۔ اسوقت جو خون آوے وہ بھی نفاس ہے اور اگر آدھے سے کم نکلا تھا اسوقت خون آیا تو وہ استحاضہ ہے اگر ہوش[۴له] و حواس باقی ہوں تو اس وقت بھی نماز پڑھے نہیں گنہگار ہوگی نہ ہو سکے تو اشارہ ہی سے پڑھے قضا نہ کرے۔ لیکن اگر نماز پڑھنے سے بچہ کے ضائع ہو جانیکا ڈر ہو تو نماز نہ پڑھے۔ **مسئلہ ۴** کسی کا حمل گر گیا تو اگر بچہ کا ایک آدھ عضو بن گیا ہو تو گرنے کے بعد جو خون آویگا وہ بھی نفاس ہے اور اگر بالکل نہیں بنا بس[۵له] گوشت ہی گوشت ہے تو یہ نفاس نہیں پس اگر وہ خون حیض بن سکے تو حیض ہے اور اگر حیض بھی نہ بن سکے مثلاً تین[۶له] دن سے کم آوے یا پاکی کا زمانہ ابھی پورے پندرہ دن نہیں ہوا تو وہ استحاضہ ہے۔ **مسئلہ ۵** اگر خون[۷له] چالیس دن سے بڑھ گیا تو اگر پہلے پہل ہی بچہ ہوا تو چالیس دن نفاس کے ہیں اور جتنا زیادہ آیا ہے وہ استحاضہ ہے پس چالیس دن کے بعد نہا ڈالے اور نماز پڑھنا شروع کرے خون بند ہونے کا انتظار نہ کرے اور اگر یہ پہلا بچہ نہیں بلکہ اس سے پہلے جن چکی ہے اور اسکی عادت معلوم ہے کہ اتنے دن نفاس آتا ہے تو جتنے دن نفاس کی عادت ہو اتنے دن نفاس کے ہیں اور جو اس سے زیادہ ہے وہ استحاضہ ہے **مسئلہ ۶** کسی کی عادت تیس دن نفاس آنیکی ہے لیکن تیس دن گذر گئے اور ابھی خون بند نہیں ہوا تو ابھی نہ نہاوے۔ اگر پورے چالیس دن پر خون بند ہو گیا تو یہ سب نفاس ہے اور اگر چالیس دن سے زیادہ ہو جاوے تو فقط تیس دن نفاس کے ہیں اور باقی سب استحاضہ ہے اسلئے اب فوراً غسل کر ڈالے اور دس دن کی نمازیں قضا پڑھے **مسئلہ ۷** اگر چالیس دن سے پہلے خون نفاس کا بند ہو جاوے تو فوراً غسل کر کے نماز پڑھنا شروع کرے اور اگر غسل نقصان کرے تو تیمم کر کے نماز شروع کرے ہرگز کوئی نماز قضا نہ ہونے دے۔ **مسئلہ ۸** نفاس میں بھی نماز بالکل معاف ہے اور روزہ معاف نہیں بلکہ اس کی قضا رکھنا چاہئیے اور روزہ نماز اور صحبت کرنے کے یہاں بھی وہی مسئلے ہیں جو اوپر بیان ہو چکے ہیں۔ **مسئلہ ۹** اگر چھ مہینے کے اندر اندر

له والنفاس دم یخرج من رحم عقب ولد او اکثرہ وسقط اعضوا عضواً الاحد واکثرہ اربعون یوماً ۱۲ رد المحتار ص ۲۷۵-۲۷۶ ج ۱
۲له ظلم تره ای بان خرج الولد جافا بلادم بل تکون نفساء المعتمد نعم وعلیہ فیعم فی الدم فیقال دم حقیقۃ او حکما ۱۲ رد المحتار ص ۲۷۶ ج ۱
۳له بحر ص ۲۱۸ ج ۱
۴له فتوضأ ان قدرت او تیمم وتومیٔ للصلاۃ ولا تؤخر ۱۲ رد المحتار ص ۲۷۶ ج ۱
۵له و ۶له رد المحتار ص ۲۷۸-۲۷۹ ج ۱
۷له واکثرہ اربعون یوما و الزائد علی اکثرہ استحاضۃ لو مبتداۃ اما المعتادۃ فترد لعادتہا ۱۲ رد المحتار ص ۲۷۶-۲۷۷ ج ۱
۸له بحر ص ۲۱۲ ج ۱ و رد المحتار
۹له دیکھو ص صفحہ ہذا
۱۰له یمنع (ای الحیض) و کذا النفاس صلاۃ وصوما الخ ۱۲ رد المحتار ص ۲۶۸ ج ۱
۱۱له رد المحتار ص ۲۷۶ ج ۱ ۱۲
له اگر بچہ نصف باہر آگیا اور نصف اندر ہے تو بھی نفاس کا حکم لگایا جائے گا۔ ۱۲
له گوشت ہونیکی قید بطور مثال کے ہے احتراز نہیں ۱۲ تصحیح الاغلاط
له مثلاً عادت نفاس کی تیس دن کی ہے اور خون پینتالیس روز تک آتا رہا تو اس پینتالیس روز میں سے تیس روز نفاس کے شمار ہونگے باقی ایام استحاضہ کے ۱۲
له جیسا کہ حیض کے بیان میں گذر چکا ہے ۱۲

آگے پیچھے دو بچے ہوں تو نفاس کی مدت پہلے بچہ سے لی جائیگی۔ اگر دوسرا بچہ دس بیس⁵ دن یا دو ایک مہینے کے بعد ہوا تو دوسرے بچہ سے نفاس کا حساب نہ کرینگے۔

باب	نفاس اور حیض وغیرہ کے احکام کا بیان	۲۹

مسئلہ جو عورت¹ حیض سے ہو یا نفاس سے ہو اور جس پر نہانا واجب ہے اس کو مسجد میں جانا اور کعبہ شریف کا طواف کرنا اور کلام مجید کا پڑھنا اور کلام مجید کا چھونا درست نہیں۔ البتہ اگر کلام مجید جزدان میں یا رومال میں لپٹا ہو یا اُس پر کپڑے وغیرہ کی چولی چڑھی ہوئی ہو اور جلد کے ساتھ سلی ہوئی نہ ہو بلکہ الگ ہو کہ اُتار سے اتر سکے تو اس حال میں قرآن مجید کا چھونا اور اٹھانا درست ہے۔ **مسئلہ ۲** جس² کا وضو نہ ہو اُس کو بھی کلام مجید کا چھونا درست نہیں البتہ زبانی پڑھنا درست ہے۔ **مسئلہ ۳** جس³ روپیہ یا پیسہ میں یا طشتری میں یا تعویذ میں یا اور کسی چیز میں قرآن شریف کی کوئی آیت لکھی ہو اسکو بھی چھونا اُن لوگوں کے لئے درست نہیں البتہ اگر کسی تھیلی میں یا برتن وغیرہ میں رکھے ہوں تو اس تھیلی اور برتن کو چھونا اور اٹھانا درست ہے۔ **مسئلہ ۴** کرتے⁴ کے دامن اور دوپٹہ کے آنچل سے بھی قرآن مجید کو پکڑنا اور اٹھانا درست نہیں البتہ اگر بدن سے الگ کوئی کپڑا ہو جیسے رومال وغیرہ اُس سے پکڑ کے اٹھانا جائز ہے۔ **مسئلہ ۵** اگر⁵ پوری آیت نہ پڑھے بلکہ آیت کا ذرا سا لفظ یا آدھی آیت پڑھے تو درست ہے لیکن وہ آدھی آیت اتنی بڑی نہ ہو کہ کسی چھوٹی آیت کے برابر ہو جاوے۔ **مسئلہ ۶** اگر الحمد⁶ کی پوری سورت دعا کی نیت سے پڑھے اور دعائیں جو قرآن میں آئی ہیں اُن کو دعا کی نیت سے پڑھے تلاوت کے ارادہ سے نہ پڑھے تو درست ہے اسمیں کچھ گناہ نہیں ہے جیسے یہ دعا رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔ اور یہ دعا رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَّسِیْنَا اَوْ اَخْطَاْنَا آخر تک جو سورۂ بقر کے آخر میں لکھی ہے یا اور کوئی دعا جو قرآن شریف میں آئی ہو دعا کی نیت سے سب کا پڑھنا درست ہے۔ **مسئلہ ۷** دعاء⁷ قنوت کا پڑھنا بھی درست ہے۔ **مسئلہ ۸** اگر کوئی⁸ عورت لڑکیوں کو قرآن شریف پڑھاتی ہو تو ایسی حالت میں ہجے لگوانا درست ہے اور رواں پڑھاتے وقت پوری آیت نہ پڑھے بلکہ ایک ایک دو دو لفظ کے بعد سانس توڑ دے اور کاٹ کاٹ کر کے آیت کا رواں کہلاوے۔ **مسئلہ ۹** کلمہ⁹ اور درود شریف پڑھنا اور خدا تعالیٰ کا نام لینا استغفار پڑھنا یا اور کوئی وظیفہ پڑھنا جیسے لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ پڑھنا منع نہیں ہے۔ یہ سب درست ہے۔ **مسئلہ ۱۰** حیض¹⁰ کے زمانہ میں مستحب ہے کہ نماز کے وقت وضو کر کے کسی پاک جگہ تھوڑی دیر بیٹھ کر اللہ اللہ کر لیا کرے تاکہ نماز کی عادت چھوٹ نہ جاوے اور پاک ہونے کے بعد نماز سے جی گھبراوے نہیں۔ **مسئلہ ۱۱** کسی¹¹ کو نہانے کی ضرورت تھی اور ابھی نہانے نہ پائی تھی کہ حیض آگیا تو اب اُس پر نہانا واجب نہیں بلکہ جب حیض سے پاک ہو تب نہاوے ایک ہی غسل

---

۵ بحر ص ۱۹۳-۲۰۱ ج ۱ ۱۲

۱ ومنع الحدث المس اے س القرآن ومنعہما اے س وقراءة القرآن الجنابة النفاس ۱۲ بحر ص ۲۰۳ ج ۱

۲ ولیس لہم مس المصحف بغلافہ ولا اخذ درہم فیہ سورة من القرآن الا بصرتہ وکذا المحدث لا یمس المصحف الا بغلافہ (ہدایہ ص ۴۸ ج ۱) وفی الشامی غلافہ المنفصل (ص ۲۷ ج ۱)

۳ بحر ص ۲۰۱ ج ۱ ۱۲

۴ وقد انکشف بہذا ما فی الصحة من عدم حرمة ما یجری علی اللسان عند الکلام من آیة قصیرة من نحو ثم نظر او لم یلد بحر ص ۱۹۹-۲۰۰ ج ۱

۵ بحر ص ۱۹۹ ج ۱

۶ واما الاذکار فالمنقول ... مطلقا فید خل فیہا اللہم ... الخ والذی ہو دعاء ... عندنا (بحر بحذف ص ۲۰ ج ۱)

۷ المختار (ص ۲۷ ج ۱) ۱۲

۸ واذا حاضت المعلمة فینبغی ان تعلم الصبیان کلمة کلمة تقطع بین الکلمتین بحر ص ۳۰ ج ۱

۹ دیکھو حاشیہ ۷ صفحہ ہذا ۱۲

۱۰ یستحب لہا ان تتوضأ وقت الصلاة وتقعد علی مصلاہا تسبح وتکبر بقدر ادائہا لئلا تنسی ... ۱۲ رد المختار ص ۲۶۸ ج ۱

۱۱ واذا اجنبت المرأة ثم ... الحیض فان شاءت ... اغتسلت وان شاءت اخرت حتی تطہر ۱۲ بحر ص ۱۹۶ ج ۱

۵ یہ مثال ہے اس مسئلہ کی توضیح کے لئے ۱۲ تصحیح الاغلاط

باب ۳۱ نماز کا بیان

مسئلہ[۱] کسی کے لڑکا پیدا ہو رہا ہے لیکن ابھی سب نہیں نکلا کچھ باہر نکلا ہے[۲] اور کچھ نہیں نکلا۔ ایسے وقت بھی اگر ہوش وحواس باقی ہوں تو نماز پڑھنا فرض ہے۔ قضا کر دینا درست نہیں۔ البتہ اگر نماز پڑھنے سے بچّہ کی جان کا خوف ہو تو نماز قضا کر دینا درست ہے اسی طرح دائی جنائی کو اگر یہ خوف ہو کہ اگر میں نماز پڑھنے لگونگی تو بچّہ کو صدمہ پہنچے گا تو ایسے وقت دائی کو بھی نماز کا قضا کر دینا درست ہے لیکن ان سب کو پھر جلدی قضا[۷] پڑھ لینا چاہیئے۔

باب ۳۲ جوان ہونے کا بیان

مسئلہ[۱] جب[۵] کسی لڑکی کو حیض آگیا یا ابھی تک کوئی حیض تو نہیں آیا لیکن اس کے پیٹ رہ گیا یا پیٹ بھی نہیں رہا لیکن خواب میں مرد سے صحبت کراتے دیکھا اور اس سے مزہ آیا اور منی نکل آئی۔ ان تینوں صورتوں میں وہ جوان ہو گئی۔ روزہ نماز وغیرہ شریعت کے سب حکم احکام اس پر لگائے جاوینگے اور اگر ان تینوں باتوں میں سے کوئی بات نہیں پائی گئی لیکن اس کی عمر پورے پندرہ برس کی ہو چکی ہے تب بھی وہ جوان سمجھی جاوے گی اور جو حکم جوان پر لگائے جاتے ہیں اب اس پر لگائے جاوینگے **مسئلہ[۲]** جوان ہونے کو شریعت میں بالغ ہونا کہتے ہیں نو برس سے پہلے کوئی عورت جوان نہیں ہو سکتی۔ اگر اس کو خون بھی آوے تو وہ حیض نہیں ہے بلکہ استحاضہ ہے جس کا حکم اوپر بیان ہو چکا ہے۔

باب ۳۳ کفنانے کا بیان

مسئلہ[۱۲] اگر حمل گر جاوے تو اگر بچّہ کے ہاتھ پاؤں منھ ناک وغیرہ عضو کچھ نہ بنے ہوں تو نہ نہلاوے اور نہ کفناوے کچھ بھی نہ کرے بلکہ کسی کپڑے میں لپیٹ کر ایک گڑھا کھود کر گاڑ دو اور اگر اس بچّہ کے کچھ عضو بن گئے ہیں تو اس کا وہی حکم ہے جو مردہ بچّہ پیدا ہونے کا ہے یعنی نام رکھا جاوے اور نہلا دیا جاوے لیکن قاعدے کے موافق کفن نہ دیا جاوے نہ نماز پڑھی جاوے بلکہ کپڑے میں لپیٹ کے دفن کر دیا جاوے **مسئلہ[۱۳]** لڑکے کا فقط سر نکلا اس وقت وہ زندہ تھا پھر مر گیا۔ تو اس کا وہی حکم ہے جو مردہ پیدا ہونے کا حکم ہے۔ البتہ اگر زیادہ حصہ نکل آیا اس کے بعد مرا تو ایسا سمجھیں گے کہ زندہ پیدا ہوا۔ اگر سر کی طرف سے پیدا ہوا تو سینہ تک نکلنے سے سمجھینگے کہ زیادہ حصہ نکل آیا۔ اور اگر الٹا پیدا ہوا تو ناف تک نکلنا چاہیئے۔

بہشتی زیور حصہ دوم تمام شد

[۱] دیکھو ۵۹ مکث۔ واذا خافت القابلة وہی المرأة التی یقال لہا دایة تتلقی الولد حال خروجہ من بطن امہ ان غلب ظنہا موت الولد او تلف عضو منہ او امہ بترکہا وجب علیہا تاخیر الصلوة عن وقتہا وقطعہا لو کانت فیہا والا فلا باس بتاخیر الصلوة وتقبل علی الولد للعذر کما اخر النبی صلی اللہ علیہ وسلم الصلوة عن وقتہا یوم الخندق ۱۲ مراقی صفحہ ۶۰ [۲] بشرطیکہ نصف سے کم نکلا ہو کیونکہ اگر نصف سے زیادہ نکل آیا تو اسکے بعد نکلنے والا خون نفاس ہوگا۔ آدھے سے زیادہ کی پہچان یہ ہے کہ اگر بچہ سیدھا یعنی سر کی طرف سے پیدا ہو رہا ہے اور سینہ تک کا حصہ باہر آگیا ہے تو نصف سے زیادہ شمار کیا جائے گا اور اگر الٹا یعنی پیر کی طرف سے نکل رہا ہے تو جب ناف تک نکل آئیگا تو نصف سے زائد شمار کیا جائیگا جیسا کہ مراقی الفلاح میں تصریح کی گئی ہے
[۳] شرح تنویر صفحہ ۱ جلد ۱ ۱۲
[۴] رد المحتار صفحہ ۲۶۳ جلد ۱ ۱۲
[۵] رد المحتار صفحہ ۹ جلد ۱ ۱۲
[۶] رد المحتار صفحہ ۱۳۸ جلد ۱ ۱۲
[۷] مراقی صفحہ ۲۳ و رد المحتار صفحہ ۳۰ جلد ۱ ۱۲
[۷] یعنی دائی کو چاہئے کہ کام سے فارغ ہوتے ہی جلدی قضا نماز پڑھ لے اور زچہ کو چاہئے کہ نفاس سے فارغ ہوتے ہی جلد از جلد اس قضا نماز کو ادا کرے ۱۲ [۸] حاشیہ ۵ اگر جاگ رہی ہے اور بغیر صحبت کے ہی شہوت کے ساتھ نکل آئی تو بھی بالغ شمار ہوگی۔ ۱۲

ضمیمہ اُولیٰ بہشتی زیور

مسماۃ بہ بہشتی جوہر کا دُوسرا حصہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نماز کی فضیلت کا بیان

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ یعنی بیشک نماز روک دیتی ہی بیجیائی اور گناہ سے۔ غرض یہ ہے کہ نماز باقاعدہ پڑھنے سے ایسی برکت ہوتی ہے جس سے نمازی تمام گناہوں سے باز رہتا ہے اگرچہ اور بھی بعض عبادتیں ایسی ہیں جن سے یہ برکت حاصل ہوتی ہے۔ مگر نماز کو اس میں خاص دخل ہے اور نماز کو اس باب میں اعلیٰ درجہ کی تاثیر ہے مگر یہ ضرور ہے کہ نماز سنت کے موافق عمدہ طور سے ادا کی جاوے۔ نمازی کے دل میں اللہ پاک کی عظمت پائی جاوے۔ ظاہر اور باطن سکون و عاجزی سے بھرا ہو۔ ادھر اُدھر نہ دیکھے جس درجہ نماز کو کامل ادا کریگا۔ اسی درجہ کی برکت حاصل ہوگی۔ کوئی عبادت نماز سے زیادہ محبوب حق تعالیٰ کو نہیں ہے۔ پس مسلمان کو ضرور ہے کہ ایسی عبادت جو تمام گناہوں سے روک دے۔ اور دوزخ سے نجات دلادے۔ اس کو نہایت اہتمام سے ادا کرے اور کبھی قضا نہ کرے۔

حضرت امام حسن بصری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے (حضرت امام حسن بصری بڑے درجہ کے عالم اور درویش ہیں اور صحابہ کے دیکھنے والے ہیں۔ حافظ محدث ذہبیؒ نے ان کے حالات میں ایک مستقل رسالہ لکھا ہے)، کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس شخص نے ایسی نماز پڑھی کہ اس نماز نے اس نمازی کو بیجیائی (کے کاموں) اور گناہ (کی باتوں) سے نہ روکا تو وہ شخص اللہ تعالیٰ سے دوری کے سوا اور کسی بات میں نہ بڑھا۔ اس[لہ] نماز کے سبب یعنی اسکو نماز کے سبب قرب خداوندی اور ثواب میسر نہ ہوگا۔ بلکہ اللہ میاں سے دوری بڑھیگی اور یہ سزا ہے اس بات کی کہ اس نے ایسی پیاری عبادت کی قدر نہ کی۔ اور اس کا حق ادا نہ کیا۔ پس معلوم ہوا کہ نماز قبول ہونے کی کسوٹی اور پہچان یہ ہے کہ نمازی نماز پڑھنے کے سبب گناہوں سے باز رہے اور اگر کبھی اتفاق سے کوئی گناہ ہو جاوے تو فوراً توبہ کر لے۔

حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ (یہ بڑے درجہ کے صحابی اور بڑے عالم اور متقی ہیں) جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ بیشک حال یہ ہے کہ اس نمازی کی نماز مقبول نہیں ہوتی (اور اس کو ثواب نہیں ملتا۔ گو بعضی صورتوں میں فرض سر سے اتر جاتا ہے اور کچھ ثواب بھی مل جاتا ہے) جو نماز کی تابعداری نہ کرے۔ اور نماز کی تابعداری (کی پہچان یا اس کا اثر) یہ ہے کہ نماز نمازی کو بے حیائی (کے کاموں) اور گناہ (کی باتوں) سے روک دے[1] اور حدیث میں ہے کہ ایک مرد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا کہ تحقیق فلاں شخص رات کو نماز پڑھتا ہے (یعنی شب بیدار اور عبادت گذار ہے) پھر جب صبح ہوتی ہے تو چوری کرتا ہے۔ آپ نے فرمایا بیشک عنقریب نماز اس کو اس کام سے روک دیگی جسے تو بیان کرتا ہے (یعنی چوری کرنا چھوڑ دے گا۔ اور گناہ سے باز آویگا) اخرجه احمد وابن حبان والبیهقی عن ابی هریرة رضی الله تعالیٰ عنه بلفظ قال (ای ابو هریرة) جاء رجل الی النبی صلی الله علیه وسلم فقال ان فلانا یصلی باللیل فاذا اصبح سرق قال انه سینهاه ما تقول اورده الامام السیوطی فی الدر المنثور۔

حضرت عبادۃ بن الصامتؓ (یہ صحابی ہیں) سے روایت ہے کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس وقت بندہ وضو کرتا ہے پس عمدہ وضو کرتا ہے (یعنی سنت کے موافق اچھی طرح وضو کرتا ہے) پھر نماز کیلئے کھڑا ہوتا ہے پس پورے طور پر نماز کا رکوع کرتا ہے اور پورے طور پر نماز کا سجدہ کرتا ہے۔ اور پورے طور پر نماز میں قرآن پڑھتا ہے (یعنی رکوع سجدہ قرارۃ اچھی طرح ادا کرتا ہے) تو نماز کہتی ہے اللہ تعالیٰ تیری حفاظت کرے جیسی تو نے میری حفاظت کی۔ (یعنی میرا حق ادا کیا مجھے ضائع نہ کیا) پھر وہ نماز آسمان کی طرف چڑھائی جاتی ہے اس حال میں کہ اس میں چمک اور روشنی ہوتی ہے اور اسکے لئے آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں تاکہ اندر پہنچ جاوے اور مقبول ہو جائے اور جبکہ بندہ اچھی وضو نہیں کرتا اور رکوع اور سجدہ اور قرارۃ اچھی طرح ادا نہیں کرتا تو وہ (نماز) کہتی ہے خدا تجھے ضائع کرے جیسا کہ تو نے مجھے ضائع کیا۔ پھر وہ آسمان کی طرف چڑھائی جاتی ہے اس حال میں کہ اس پر اندھیرا ہوتا ہے اور دروازے آسمان کے بند کر دیئے جاتے ہیں (تاکہ وہاں نہ پہنچے اور مقبول نہ ہو) پھر لپیٹ دی جاتی ہے جیسے کہ پرانا کپڑا جو بیکار ہوتا ہے) لپیٹ دیا جاتا ہے پھر وہ نمازی کے منہ پر ماری جاتی ہے (یعنی قبول نہیں ہوتی اور اس کا ثواب نہیں ملتا۔)

حضرت عبد اللہ بن مغفلؓ (صحابی) سے روایت ہے کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چوروں میں بڑا چور وہ ہے جو اپنی نماز چراتا ہے عرض کیا گیا یا رسول اللہ کس طرح اپنی نماز کو چراتا ہے۔ فرمایا پورے طور سے اس کا رکوع اور اسکا سجدہ نہیں ادا کرتا اور بخیلوں میں بڑا بخیل وہ شخص ہے جو سلام سے بخل کرے (رواہ الطبرانی فی الثلثة ورجاله ثقات کذا فی مجمع الزوائد) غرض یہ ہے کہ نماز جیسی سہل اور عمدہ عبادت کا حق ادا نہ کرنا بڑی چوری ہے جسکا گناہ بھی

[1] اخرج الامام ابن جریر الطبری فی تفسیره عن ابن مسعود عن النبی صلی الله علیه وسلم انه قال لاصلوٰة لمن لم یطع الصلوٰة وطاعة الصلوٰة ان تنهی عن الفحشاء

بہت بڑا ہے مسلمانوں کو غیرت چاہیئے کہ نماز پورے طور پر ادا نہ کرنے سے ان کو ایسا بُرا خطاب دیا گیا۔

حضرت انس بن مالک (یہ صحابی ہیں جن کا ذکر ضمیمہ حصہ اول میں گذر چکا ہے ان سے روایت ہے کہ باہر تشریف لائے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پس دیکھا ایک مرد کو مسجد میں کہ اپنا رکوع اور اپنا سجدہ پورے طور سے ادا نہیں کرتا سو فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں قبول کی جاتی نماز اس مرد کی جو پورے طور سے اپنا رکوع اور اپنا سجدہ نہیں ادا کرتا (رواہ الطبرانی فی الاوسط والصغیر وفیہ ابراہیم بن عباد الکرمانی ولم اجد من ذکرہ کذا فی مجمع الزوائد۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ (یہ بڑے درجہ کے عالم اور بڑے عبادت گذار اور بڑے ذکر کرنیوالے اور صحابی ہیں صحابہ میں حضرت ابن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ ان سے زیادہ حدیث کے جاننے والے تھے اور کوئی صحابی ابوہریرہؓ سے زیادہ حدیث کا جاننے والا نہ تھا انکا نام عبدالرحمٰن ہے ابوہریرہ کنیتؑ ہے اور ابتدائے حال میں یہ تنگدست تھے یہانتک کہ فاقوں اور بھوک کی تکلیف بھی اٹھائی انکے اسلام لانیکا قصہ طویل ہے۔ ابتدا میں باوجود ضرورت کے بوجہ تنگدستی کے نکاح بھی نہ کرسکے۔ پھر بعد وفات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ان کی دنیاوی حالت درست ہوگئی اور مال میں ترقی ہوئی۔ اور مدینہ منورہ کے حاکم مقرر کئے گئے۔ حاکم ہونے کی حالت میں لکڑیوں کا گٹھا لے کر بازار میں گذرتے تھے اور فرماتے تھے کہ راستہ کشادہ کرو حاکم کیلئے۔ یعنی میرے نکلنے کے لئے راستہ چھوڑ دو۔ دیکھو باوجود اتنے بڑے عہدہ دار ہونے کے اپنا کام اور وہ بھی اس طرح کہ معمولی عزت دار آدمی اس طرح کام کرنے سے اپنی ذلت سمجھتا ہے خود کرتے تھے اور ذرا بڑائی کا خیال نہ تھا کہ میں کلکٹر ہوں کسی ماتحت یا نوکر سے یہ کام لے لوں۔ یہ طریقہ ہے ان حضرات کا جنھوں نے سالار انبیاء احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلیم پائی تھی اور آپ کی صحبت اٹھائی تھی آج ہر شخص اپنے کو ذرا سا رتبہ حاصل ہونے پر بہت بڑا سمجھنے لگتا ہے اور پھر دعویٰ اسلام اور دعویٰ محبت رسول مقبولؐ کرتا ہے مگر حقیقت میں محبت رسولؐ اسی کو ہے جو آپ کے احکام کی تعمیل کرتا ہے اور آپ کی سنت کی ہر کام میں تابعداری کرتا ہے۔ خوب کہا ہے۔ ؎

وکل یدعی وصلا بلیلی — ولیلی لا تقر لھم بذاک

یعنی ہر شخص دعویٰ کرتا ہے کہ مجھے لیلیٰ کا وصال ہوگیا۔ اور لیلیٰ اس بات کا ان لوگوں کیلئے اقرار نہیں کرتی۔ سو ان لوگوں کا دعویٰ کیسے صحیح ہوسکتا ہے۔ اسی طرح جو شخص اللہ و رسولؐ کی محبت کا مدعی ہو اور حدیث و قرآن کی خلاف عمل کرے اور اللہ و رسولؐ اسکے دعوے کی تکذیبؑ کریں تو اس کا دعویٰ کیسے صحیح ہوسکتا ہے۔ حدیث میں صاف مذکور ہے کہ طریق حق وہ ہے جس پر میں (یعنی رسول اللہ) اور میرے صحابہ ہیں۔ اس حدیث سے خوب واضح ہے کہ جو طریقہ خلاف طریق رسولؐ ہو وہ گمراہی ہے اور اس پر عمل کرنیوالے سے رسول اللہ سخت ناخوش ہیں اور حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے پرورش پائی اس حال میں کہ میں یتیم تھا۔ اور میں نے ہجرت کی (مدینہ کو) اس حال میں کہ میں مسکین تھا اور میں غزوان کی بیٹی کا نوکر تھا۔ کھانے کی عوض اور اس شرط پر کہ کبھی سفر میں پیدل چلوں اور کبھی سوار ہولوں میں اُنکے

ؑ کنیت وہ لقب ہے جو ماں یا باپ کے ساتھ ہو ۱۲ ؑ جھٹلانا ۱۲

اونٹ ہانکتا تھا شعر پڑھ کر دعرب میں اشعار پڑھ کر اونٹوں کو چلاتے ہیں جس سے اونٹ بسہولت چلے جاتے ہیں) اور میں لکڑیاں لاتا تھا ان کے دیعنی اپنے مالک کے گھر والوں کے) لئے جب وہ اترتے تھے (یعنی کہیں پڑاو ڈالتے تھے) پس شکر ہے اس اللہ کا جس نے دین کو مضبوط کیا۔ اور ابوہریرہ کو امام اور پیشوا بنایا۔ یعنی دین اسلام قبول کر کے یہ دولت حاصل ہوئی کہ امامت دین کی میسر ہوئی اور یہ خدا کی نعمت کا شکر ادا فرمایا۔ بطور تکبر اور فخر کے اپنے کو پیشوا نہیں کہا اور خدا کی نعمت کا اظہار کرنے اور اس کا شکریہ ادا کرنے کو کہ جتنا درجہ انسان کو حاصل ہو اس کا ظاہر کرنا ثواب ہے اور باعتبار فخر و تکبر منع اور حرام ہے۔ اور حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ تم ان غنیمتوں کے مال میں سے ہم سے کیوں نہیں مانگتے۔ پس میں نے عرض کیا میں آپ سے یہ مانگتا ہوں کہ آپ مجھے علم سکھلائیں اس علم میں سے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو سکھلایا ہے۔ سو اتار لیا آپ نے اس کملی کو جو میرے پشت پر تھی۔ (یعنی میں اس کو اوڑھے ہوئے تھا۔ پھر اسے بچھایا میرے اور اپنے درمیان یہاں تک کہ گویا کہ تحقیق میں دیکھتا ہوں جوؤں کی طرف جو چلتی تھیں اس پر پھر آپ نے مجھ سے کچھ کلمات فرمائے (تبرکاً) یہاں تک کہ جب آپ وہ کلمات پوری فرما چکے تو فرمایا کہ اس کو اکٹھا کر کے سمیٹ لے پھر اس کو اپنے سینہ سے لگا لے۔ ابوہریرہ رضؓ فرماتے ہیں کہ اس کا یہ نتیجہ ہوا کہ میں ایسا ہو گیا کہ میں ایک حرف نہیں ساقط کرتا ہوں اس (علم) سے جو مجھ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا (یعنی حافظہ بہت عمدہ ہو گیا) اور حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ میں اللہ تعالیٰ سے توبہ استغفار بارہ ہزار بار روز کرتا ہوں یعنی اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ یا اسکی مثل کچھ اور الفاظ بارہ ہزار بار روز پڑھتے تھے۔ اور ان کے پاس ایک ڈورہؔ تھا جس میں دو ہزار گرہ لگی تھیں سوتے نہیں تھے جب تک کہ اس قدر یعنی دو ہزار بار سبحان اللہ نہ پڑھ لیتے یعنی سونے سے پہلے اس قدر سبحان اللہ پڑھتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بڑے درجہ کے صحابی اور عالم ہیں اور سنت کی تابعداری کا اس قدر شوق تھا کہ آپ نے طریقہ سنت کا اس قدر تلاش کیا کہ لوگوں کو یہ اندیشہ تھا کہ اس محنت میں شاید ان کی عقل جاتی رہے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ نعم الرجل عبداللہ لو کان یصلی من اللیل یعنی اچھا مرد ہے عبداللہ ابن عمر کاش کہ نماز پڑھتا تہجد کی جب سے آپ نے تہجد کی نماز کبھی نہیں چھوڑی اور رات کو کم سوتے تھے۔ سو وہ فرماتے ہیں کہ اے ابوہریرہؓ تم بیشک زیادہ رہنے والے تھے ہم لوگوں (یعنی صحابہ) میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اور زیادہ جاننے والے تھے ہم لوگوں میں آپ کی حدیث کے۔ حضرت طفاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں چھ ماہ تک ابوہریرہؓ کا مہمان رہا۔ سو نہ دیکھا میں نے کسی مرد کو صحابہ میں سے کہ بہت مستعد ہو اور بہت خدمت کرے مہمان کی۔ ابوہریرہؓ سے زیادہ اور حضرت ابوعثمان نہدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں سات روز تک حضرت ابوہریرہؓ کا مہمان رہا۔ سو ابوہریرہؓ اور آپکی بیوی اور آپ کا خادم یکے بعد دیگرے رات کے تین حصوں میں نوبت بہ نوبت جاگتے تھے (یعنی ایک شخص) نماز

پڑھتا تھا۔ پھر دوسرے کو جگاتا تھا (اور خود آرام کرتا تھا) پس (وہ) نماز پڑھتا تھا دوسرا آرام کرتا تھا اور تیسرے کو جگاتا تھا اور وہ نماز پڑھتا تھا یہ قصے تذکرۃ الحفاظ بخاری وغیرہ سے لکھے گئے ہیں) سو ان سے روایت ہے کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر تم میں کسی کی یہ ستون ملک ہوتا تو وہ شخص اس بات کو برا جانتا کہ وہ ستون خراب کر دیا جائے سو کیونکر تم میں سے کوئی (ایسا کام کرتا ہے کہ) اپنی نماز خراب کرتا ہے۔ ایسی نماز کہ وہ اللہ کے لئے ہے۔ پس تم پورے طور پر (باقاعدہ) اپنی نماز ادا کرو۔ اس لئے کہ بیشک اللہ نہیں قبول کرتا مگر کامل کو (یعنی ناقص نماز اور تمام ناقص عبادتیں مقبول نہیں ہوتیں) رواہ الطبرانی فی الاوسط باسناد حسن۔

حضرت عبداللہ بن عمرو سے (جو صحابی ہیں) روایت ہے کہ تحقیق ایک مرد حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے پوچھا افضل اعمال سے یعنی افضل عمل دین میں کونسا ہے بعد ایمان کے) سو فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز (فرض) اس نے عرض کیا پھر (اس کے بعد) کونسا (عمل افضل ہے) فرمایا کہ نماز اس نے عرض کیا کہ پھر کونسا (عمل افضل ہے) فرمایا نماز (یہ ارشاد تین بار فرمایا (نماز کی فضیلت اس قدر تاکید سے نماز کی عظیم الشان ہونے کی وجہ سے آپ نے بیان فرمائی تاکہ لوگ اس کا خوب اہتمام کریں اور ضائع نہ ہونے دیں) پھر جب غلبہ کیا اس نے آپ پر (یعنی بار بار پوچھا کہ اس کے بعد کون سا عمل افضل ہے۔ اور یہ سوال بظاہر چوتھی بار ہوگا) تو فرمایا رسول اللہ ؐ نے جہاد اللہ کے راستہ میں (یعنی نماز کے بعد کافروں سے لڑنا اسلئے کہ خدا کا دین غالب ہو۔ نہ اس لئے کہ مجھے کچھ نفع مال تعریف وغیرہ حاصل ہو۔ اگرچہ مال وغیرہ مل جاوے لیکن نیت یہ نہ ہونی چاہئے سو یہ سب اعمال سے بعد فرض نماز کے افضل ہے۔ اس مرد نے عرض کیا پھر یہ گذارش ہے کہ میرے والدین (زندہ) ہیں (ان کے بارہ میں کیا ارشاد ہے) فرمایا رسول اللہ ؐ نے میں تجھے والدین سے بھلائی کرنے کا حکم کرتا ہوں۔ (یعنی ان سے نیکی کر اور ان کو تکلیف نہ پہنچا کہ ان کو تکلیف دینا حرام ہے۔ اس قدر حق والدین کا فرض اور ضروری ہے کہ جس کام میں اُن کو تکلیف ہو وہ نہ کرے۔ بشرطیکہ وہ کوئی ایسا کام نہ ہو جس کا درجہ والدین کے حق ادا کرنے سے بڑا ہے اور اس میں حق تعالیٰ کی نافرمانی نہ ہو۔ اور تکلیف سے مراد وہ تکلیف ہے جس کو شریعت نے تکلیف شمار کیا ہے اور اس سے زیادہ حق ادا کرنا مستحب ہے ضرور نہیں خوب سمجھ لو اس مسئلہ میں بڑی غلطی کرتے ہیں اور اس کو مفصل طور پر رسالہ ازالۃ الرین عن حقوق الوالدین میں بیان کیا ہے) اس مرد نے عرض کیا کہ قسم اس ذات کی جس نے آپکو نبی برحق بنا کر بھیجا ہے۔ میں البتہ ضرور جہاد کرونگا۔ اور بیشک ضرور ان دونوں (والد اور والدہ) کو چھوڑ کر جاؤنگا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو خوب جاننے والا ہے (یعنی والدین کے ساتھ نیکی کرنے اور جہاد کرنے میں سے

جس طرف تیری طبیعت راغب ہو اس کو کر اور اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ جہاد کا درجہ والدین کے ساتھ نیکی کرنے سے بڑھ کر ہے اور بعضی حدیثوں میں بعد نماز فرض کے حقوق والدین کے ادا کرنے کا بڑا درجہ وارد ہوا ہی اسکے بعد جہاد کا مرتبہ سو جواب یہ ہے کہ یہاں جہاد سے حقوق والدین کے افضل ہونے کے یہ معنی ہیں کہ حقوق والدین چونکہ بندوں کے حق ہیں جو بغیر معافی بندوں کے معاف نہیں ہو سکتے۔ اس اعتبار سے ان کا مرتبہ جہاد سے بڑھ کر ہے کہ اگر کوئی فرض جہاد ادا نہ کرے اور اس کا وقت نکلجاوے تو توبہ کر لینے سے یہ گناہ معاف ہو جاوے گا مگر حقوق العباد فقط توبہ سے معاف نہیں ہوتے۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ جناب رسول مقبول صلعم کی خدمت میں مختلف قسم کے سائل حاضر ہوتے تھے اور آپ ہر شخص کو اس کی حالت کے موافق جواب دیتے تھے۔ رواہ احمد وفیہ ابن لھیعۃ وفیہ ضعف وھو ضعیف وقد حسن لہ الترمذی وبقیۃ رجالہ رجال الصحیح کذا فی مجمع الزوائد۔

حضرت ابو ایوب رضؓ انصاری (یہ صحابی ہیں مدینہ میں اول ان ہی کے مکان میں حضور سرور عالم صلعم نے نزول فرمایا تھا جب مکہ سے ہجرت فرما کر مدینہ تشریف لائے تھے) سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ بیشک ہر نماز (نمازی کی) ان گناہوں کو جو اس نماز کے آگے ہوئے ہیں مٹا دیتی ہے۔ رواہ احمد باسناد حسن مطلب یہ ہے کہ ہر نماز پڑھنے سے وہ گناہ صغیرہ معاف ہو جاتے ہیں جو اس نماز سے دوسری نماز پڑھنے تک کرے۔

حضرت ابو امامہ رضؓ باہلی صحابی سے روایت ہے کہ میں نے سنا ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے ایک فرض نماز دوسری نماز کی ساتھ ملکر مٹا دیتی ہے (ان گناہوں) کو جو اس (نماز) سے پہلے ہوئے (یعنی اس نماز سے پہلے جو گناہ صغیرہ ہوئے وہ معاف ہو گئے اسی طرح اور دوسری نماز تک جو گناہ صغیرہ ہوئے وہ اس سے معاف ہو گئے) اور (نماز) جمعہ مٹا دیتی ہے ان (گناہوں) کو جو اس (جمعہ) سے پہلے ہوئے۔ یہاں تک کہ دوسرا جمعہ پڑھے (اور بعضی حدیثوں میں اس سے آگے تین دن آگے تک گناہ معاف ہو جانا وارد ہے یعنی جمعہ کی نماز سے تین دن آگے کے گناہ صغیرہ معاف کئے جاتے ہیں اور (روزہ) ماہ رمضان کا مٹا دیتا ہے ان (گناہوں) کو جو اس (رمضان) سے پہلے ہوئے۔ یہاں تک کہ دوسرے رمضان کے روزے رکھے۔ اور حج مٹا دیتا ہے ان (گناہوں) کو جو اس سے پہلے ہوئے یہاں تک کہ دوسرا حج کرے پھر کہا (راوی نے) فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں جائز ہے کسی مسلمان عورت کو حج کرنا۔ مگر ہمراہ خاوند کے یا ذی محرم کے (رواہ الطبرانی فی الکبیر وفیہ المفضل بن صدقۃ وھو متروک الحدیث) اگر کوئی کہے جس شخص کے گناہ صغیرہ نہ ہوں تو اس کو کیا فضیلت حاصل ہوگی۔ دوسرے یہ کہ نمازوں کے ادھر ادھر کے سب گناہ معاف ہوئے تو جمعہ وغیرہ سے کون سے گناہ معاف ہونگے اب تو کوئی گناہ ہی نہ رہا جو صغیرہ ہو جواب یہ ہے کہ

ان دونوں صورتوں میں درجے بلند ہوں گے۔

حضرت ابو امامہؓ سے روایت ہے کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مثال پانچوں نمازوں کی ایسی ہے جیسے میٹھے (غیر کھاری) پانی کی نہر جو جاری ہو تم میں سے کسی کے دروازہ پر اور (وہ) نہاوے اس میں روزمرہ پانچ بار۔ سو کیا باقی رہے گا اس پر کچھ میل رواہ الطبرانی فی الکبیر وفیہ عفیر بن معدان وھو ضعیف جدا کذا فی مجمع الزوائد۔

حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیشک اوّل وہ چیز کہ اس کا بندہ سے حساب لیا جائے گا (روز قیامت وہ) اس کی نماز ہے پس اگر درست ہوگی (حساب میں) درست ہوں گے اس کے باقی اعمال (اس لئے کہ نمازی کے نماز کے سوا باقی اعمال بھی نماز کی برکت سے درست ہو جاتے ہیں) اور اگر خراب ہو گی تو خراب ہوں گے اس کے باقی اعمال پھر فرمائے گا (حق تعالیٰ) دیکھو (اے فرشتو) کیا میرے بندہ کی کچھ نفل نمازیں (بھی نامہ اعمال میں) ہیں۔ سو اگر ہوں گی اس کی کچھ نفل نمازیں تو ان نفلوں سے فرض (نماز) کی (خرابی کو) پورا کیا جائے گا۔ پھر (باقی) فرائض بھی اسی طرح (حساب لئے جاویں گے۔ اور نوافل سے کمی پوری کی جاوے گی۔ جیسے فرض روزہ نفل روزہ فرض صدقہ نفل صدقہ وغیرہا بسبب مہربانی اور رحمۃ اللہ کے (یعنی یہ خدا کی رحمت ہے کہ فرض کو نفل سے پورا کیا جاوے گا۔ ورنہ قاعدہ تو یہی چاہتا ہے کہ فرض نفل سے پورا نہ ہو۔ اور جب پورا نہ ہو تو عذاب دیا جاوے۔ مگر سبحان اللہ کیا رحمتِ خداوندی ہے اور جس کے فرائض درست نہ ہوں گے اور نوافل بھی نہ ہوں گے تو اسے عذاب دیا جاوے گا۔ ہاں اگر خدائے تعالیٰ رحم کردے تو یہ دوسری بات ہے (رواہ ابن عساکر بسند حسن کذا فی کنز العمال ج ۴)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نماز افضل ان عبادتوں کی ہے جن کو اللہ نے (بندوں پر) مقرر فرمایا ہے۔ سو جو طاقت رکھے بڑھانے کی سو چاہئے کہ بڑھاوے (یعنی کثرت سے پڑھے تاکہ ثواب کثرت سے ملے۔

حضرت عبادۃ بن الصامتؓ سے روایت ہے کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے پاس جبریل اللہ تبارک وتعالیٰ کے پاس سے آئے پس کہا اے محمد تحقیق اللہ عزوجل فرماتا ہے بیشک میں نے تیری امّت پر پانچ نمازیں فرض کر دیں جس شخص نے ان کو پورا ادا کیا ان کے وضو کے ساتھ اور ان کے وقتوں کے ساتھ اور ان کے رکوع کے ساتھ اور ان کے سجدہ کے ساتھ ہو گیا اس کے لئے ذمہ بسبب ان نمازوں کے اس بات کا کہ ہیں اس کو داخل کروں بہ سبب ان نمازوں کے جنت میں اور جو ملا مجھ سے اس

حال میں کہ بیشک کمی کی ہے اس نے اس میں سے کچھ سو نہیں ہے اس کے لئے میرے پاس ذمہ اگر چاہوں اسے عذاب دوں اور اگر چاہوں اس پر رحم کروں (کنز العمال) حدیث میں ہے کہ جس نے وضو کیا اور اچھا وضو کیا۔ پھر نماز پڑھی دو رکعت اس طرح کہ نہ بھولے اور سہو نہ ہو ان دونوں میں بخشدے گا اللہ اس کے گذشتہ گناہ (رواہ احمد وابوداؤد والحاکم عن زید بن خالد الجہنی کذا فی الکنز) دو رکعت نماز پڑھنی اس اہتمام سے کہ اس میں سہو نہ ہو ممکن ہے اور سہولت سے ادا ہو سکتی ہے غرض یہ ہے کہ غفلت سے نہ ہو۔ اکثر سہو غفلت سے ہی ہوتا ہے۔ حدیث میں ہے مرد (وعورت) کی نماز نور (پیدا کرتی) ہے سو چاہے تم میں سے روشن کرے اپنے دل کو۔[1]

حدیث میں[2] ہے کہ بیشک اللہ تعالیٰ نے نہیں فرض کی کوئی چیز زیادہ بزرگ توحید (یعنی خدا کو اس کی ذات وصفات وافعال میں یکتا ماننا) اور نماز سے اور اگر اس (مذکور) سے افضل کوئی چیز ہوتی۔ البتہ فرض کرتا اسکو اپنے فرشتوں پر کوئی ان (فرشتوں) میں سے رکوع کر رہا ہے اور کوئی ان میں سے سجدہ کر رہا ہے۔ یعنی فرشتے چونکہ پاکیزہ اور اللہ کے مقرب بندے ہیں اور ان میں عبادت ہی کا مادہ رکھا گیا ہے جس سے ان کو عبادت سے بہت بڑا تعلق ہے سو اگر کوئی عبادت نماز سے افضل ہوتی تو ان پر فرض کی جاتی اور یہ بھی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مجموعی ہیئت سے نماز جس طرح ہم پر فرض ہے اس طرح ملائکہ پر نہیں بلکہ اس نماز کے بعض اجزاء بعض ملائکہ پر فرض ہیں۔ سو ہماری کیسی خوش نصیبی ہے کہ وہ اجزاء نفیسہ عبادت کے جو ملائکہ کو تقسیم کئے گئے مجموعی ہیئت سے ہم کو عطا ہوئے سو اس نعمت کی بڑی قدر کرنی چاہئے۔

حضرت انس رضؓ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اپنی نماز میں موت کو یاد کر اسلئے کہ بیشک مرد (یا عورت) جب موت کو یاد کرے گا اپنی نماز میں البتہ لائق ہے وہ اس بات کے کہ اچھی نماز ادا کرے اور نماز پڑھ اس مرد کی جیسی نماز جو نہیں گمان کرتا ہے نماز پڑھنے کا سوا اس نماز کے (جسے ادا کر رہا ہے) اور بچا تو اپنی ذات کو ایسے کام سے کہ جس سے معذرت کی جاتی ہے (یعنی ایسا کام نہ کر جس سے ندامت ہو اور معذرت کرنی پڑے۔) رواہ الدیلمی عن انس مرفوعاً وحسنہ الحافظ ابن حجر) حدیث میں ہے کہ افضل نماز وہ ہے کہ جس میں قیام طویل ہو (یعنی قیام زیادہ ہو اور قرآن زیادہ پڑھا جاوے (رواہ الطحاوی[3] وسعید بن منصور) حدیث میں[4] ہے کہ اس کی نماز (کامل) نہیں ہوتی جو اپنی نماز میں عاجزی نہیں کرتا۔ تخشع کا لفظ جو حدیث میں ہے جس کا ترجمہ عاجزی سے کیا گیا اصل یہ ہے کہ اس کے معنی سکون کے ہیں۔ مگر چونکہ سکون کے ساتھ نماز پڑھنا بغیر عاجزی کے میسر نہیں ہو سکتا۔ اسلئے عاجزی سے ترجمہ کیا گیا۔ کیونکہ یہ زیادہ مشہور ہے اور سکون بغیر عاجزی اسلئے میسر نہیں ہو سکتا کہ جب آدمی بیدھڑک اور بے باکی سے اٹھے بیٹھے گا تو یہ نہیں ہو سکتا کہ

[1] ولفظہ صلوٰۃ الرجل نور فی قلبہ فمن شاء منکم فلینور قلبہ رواہ الدیلمی عن ابن عمر مرفوعاً ۱۲ [2] ولفظہ ان اللہ تعالیٰ لم یفترض شیئا افضل من التوحید والصلوٰۃ ولو کان شیٔ افضل منہ لافترضہ اللہ علی الملائکۃ منہم راکع ومنہم ساجد رواہ الدیلمی عن ابی سعید مرفوعاً ۱۲ منہ [3] ورواہ الطبرانی مرفوعاً بسند صحیح بلفظ افضل الصلوٰۃ طول القنوت ۱۲ [4] ولفظہ لا صلوٰۃ لمن لا یتخشع فی صلوتہ رواہ الدیلمی عن ابی سعید مرفوعاً ۱۲

ادھر اُدھر نہ دیکھے بلا ضرورت ہلے جلے نہیں بلکہ آزاد رہیگا اور جب عاجزی تو ادب کے ساتھ بغیر ادھر اُدھر دیکھے اچھی طرح نماز ادا کرے گا۔

حضرت علی رضؓ سے بسند صحیح روایت ہے کہ آخر کلام نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ تھا کہ (اہتمام رکھو) نماز کا (اہتمام رکھو) نماز کا اور خدا سے ڈرو لونڈی غلاموں کے بارہ میں (کنز العمال) یہ دونوں باتیں اس قدر اہتمام کے لائق تھیں کہ حضور سرور عالم نے دنیا سے روانگی کے وقت بھی اس کا اہتمام فرمایا اس لئے کہ نماز میں لوگ کوتاہی زیادہ کرتے ہیں نیز لونڈی غلاموں (نوکر۔ بیوی بچوں) کے تکلیف دینے اور ان کو حقیر سمجھنے کو بھی معمولی بات خیال کرتے ہیں پس مسلمانوں کو اس طرف بڑا اہتمام کرنا چاہئے اللہ پاک کے بعضے نیک اور بزرگ بندوں کو تو نماز سے اسقدر شوق تھا کہ حضرت منصور بن زاذان (تابعی) رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حال میں لکھا ہے کہ آفتاب نکلنے سے عصر تک برابر نماز پڑھتے تھے۔ ظاہر ہے کہ فرض تو اس درمیان میں فقط دو نمازیں تھیں ظہر اور عصر باقی نفل پڑھتے تھے پھر بعد عصر مغرب تک سبحان اللہ پڑھتے رہتے تھے۔ پھر مغرب پڑھتے تھے اور ان کی یہ حالت تھی کہ اگر ان سے کہا جاتا کہ ملک الموت دروازے پر ہیں تو اپنے عمل میں کچھ زیادتی نہ فرما سکتے (یعنی اپنے دینی کاموں کو موت کے قریب ہونے سے بڑھا نہیں سکتے تھے اس لئے کہ بڑھا وہ سکتا ہے جو موت سے غافل ہو اور تمام وقت یاد الٰہی میں صرف نہ کرتا ہو تو جب وہ موت کا نزدیک آنا سنیگا عمل میں ترقی کرے گا اور جس کا کوئی وقت ہی خالی نہیں اور ہر وقت یاد حق میں مصروف ہے اور موت کو ہر وقت پاس ہی سمجھتا ہے سو وہ کس طرح ترقی کرے اور یہ عالم بھی بڑے تھے اور بڑے بڑے علماء نے ان سے حدیث حاصل کی ہے اور حضرت منصور بن المعتمر یہ بھی تابعی اور بڑے عالم اور پارسا ہیں ان کے حال میں لکھا ہے کہ چالیس سال تک ان کا یہ حال رہا ہے کہ یہ دن کو روزہ رکھتے اور رات کو جاگتے تھے (یعنی عبادت کرتے تھے) اور تمام رات (گناہوں کے عذاب کے خوف سے) روتے تھے اگر ان کو کوئی نماز پڑھتے دیکھتا تو یہ خیال کرتا کہ ابھی مرجادیں گے (یعنی اس قدر آہ وزاری واہتمام سے نماز ادا کرتے تھے) اور جب صبح ہوتی تو دونوں آنکھوں میں سرمہ لگاتے اور دونوں ہونٹوں کو آبدار (یعنی تر) کر لیتے اور سر میں تیل ڈالتے پس اُنکی ماں اُن سے فرماتیں کہ کیا تم نے کسی کو مار ڈالا ہے جو ایسی صورت بناتے ہو (کہ رات کو عبادت کرنے اور رونے سے جو صورت ہو گئی اسکو بدلتے ہو) سو عرض کرتے میں خوب جانتا ہوں اس چیز کو جو میرے نفس نے کیا ہے (یعنی نفس کو خواہش ہے یا اس کا احتمال ہے کہ یہ خواہش کرے کہ میری شہرت ہو لوگوں میں عبادت کا چرچا ہو۔ لوگ بزرگ سمجھیں اور صورت سے عبادت کرنا ثابت ہو جاوے یا یہ مطلب کہ میرے نفس نے کچھ عبادت اچھی نہیں کی۔ سو وہ کس شمار میں ہے اور میری صورت سے عبادت گذاری معلوم ہوتی ہے سو لوگ دیکھ کر دھوکہ میں پڑینگے اور مجھے بزرگ سمجھینگے حالانکہ میں ایسا نہیں اس لئے صورت بدلتا ہوں) اور یہ روتے روتے چندھے ہو گئے تھے امیر عراق نے انکو بلایا

تاکہ ان کو کوفہ (ایک شہر کا نام ہے ملک شام میں اس) کا قاضی بنا دے۔ انہوں نے انکار کیا تو ان کے بیڑیاں ڈالی گئیں پھر چھوڑ دیا گیا اور بعضوں نے کہا ہے کہ دو مہینے (مجبوری کو) قاضی رہے (یہ دونوں قصے تذکرۃ الحفاظ جلد اول میں ہیں)، صاحبو ذرا غور کرو کہ ان بزرگ کو خدا کی عبادت سے کیسی کچھ رغبت تھی اور دنیا سے کیسی نفرت تھی کہ حکومت کا عہدہ ان کو بغیر طلب اور بغیر کوشش کئے ملتا تھا جس میں بہت بڑی عزت اور آمدنی تھی اور جس کے لئے لوگ بڑی بڑی کوشش کرتے ہیں۔ مگر انھوں نے پرواہ نہیں کی اور بیڑیاں ڈلوانی گوارا کیں مسلمان کو ایسا ہی ہونا چاہئے کہ بقدر ضرورت کھانے پہننے کا بندوبست کرلے باقی وقت یاد الٰہی میں صرف کرے

حدیث میں ہے کہ جس نے بارہ رکعت نماز دن رات میں ایسی پڑھی جو فرض نہیں ہے (یہاں سنت مؤکدہ مراد ہیں دو فجر کی چھ ظہر کی یعنی چار قبل ظہر اور دو بعد ظہر اور دو بعد مغرب اور دو بعد عشاء) تو اللہ تعالیٰ اسکے لئے ایک مکان جنت میں تیار کریں گے (رواہ فی الجامع الصغیر بسند صحیح)

حدیث میں ہے جس نے مغرب اور عشاء کے درمیان چھ رکعت پڑھیں اس طرح کہ انکے درمیان کوئی بری بات نہ کی تو وہ بارہ برس کی (نفل عبادت کی برابر ثواب میں) کی جائیں گی (رواہ فی الجامع الصغیر بسند ضعیف) یعنی ان چھ رکعات پڑھنے کا ثواب بارہ سال کی نفل عبادت کے برابر ہوگا۔

حدیث میں ہے کہ جس نے دو رکعت نماز پڑھی تنہا جگہ میں جہاں نمازی کو اللہ کے سوا اور (ان) فرشتوں کے جو ہر وقت ساتھ رہتے ہیں اور پیشاب و پاخانہ و جماع کے وقت جدا ہو جاتے ہیں انکے، سوا کوئی اس (نمازی) کو نہیں دیکھتا۔ لکھی جائیگی اس کے لئے نجات دوزخ سے (رواہ الامام السیوطی بسند ضعیف) یعنی گناہ سے بچنے کی توفیق ہو جائیگی جس سے جہنم میں نہ جائیگا۔ مگر پڑھتا رہے جب یہ برکت حاصل ہوگی۔

حدیث میں ہے جو چاشت کی بارہ رکعت نماز پڑھے تو اللہ اس کیلئے ایک محل سونے کا جنت میں تیار فرمائیگا (جامع صغیر)

حدیث میں ہے جس نے چار رکعت چاشت اور چار رکعت (سوائے سنت مؤکدہ کے) قبل ظہر پڑھیں اس کے لئے جنت میں ایک مکان بنایا جاوے گا۔ (رواہ الطبرانی باسناد حسن)

حدیث میں ہے جو مغرب اور عشاء کے درمیان میں بیس[20] رکعت (نفل) پڑھے تو اللہ تعالیٰ اسکے لئے ایک مکان جنت میں بنائیں گے۔ (رواہ الامام السیوطی باسناد ضعیف)

حدیث میں ہے من صلی قبل العصر اربعا حرمہ اللّٰہ علی النار (یعنی جس نے نماز (نفل) پڑھی عصر سے پہلے چار رکعت حرام کردیگا اسکو اللہ تعالیٰ دوزخ پر (رواہ الطبرانی عن ابن عمر مرفوعا باسناد حسن مطلب یہ ہے کہ اس نماز کو ہمیشہ پڑھنے سے نیکی کرنے اور بدی سے بچنے کی توفیق ہوگی جسکی برکت سے جہنم سے نجات ملیگی۔ مگر یہ ضرور ہے کہ عبادت اسقدر کرے جسکا نباہ ہمیشہ ہو سکے۔ اگرچہ تھوڑی ہی ہو یوں کبھی کسی مجبوری سے ناغہ ہو جاوے وہ دوسری بات ہے سو جب

نوافل پڑھنا شروع کرے تو ہمیشہ اس کو نباہنا ضرور ہے۔ شروع کر کے چھوڑ دینا بہت بری بات ہے۔ اور شروع نہ کرنے سے یہ فعل زیادہ برا ہے۔

حدیث میں ہے رحم اللہ امرا صلی قبل العصر اربعا یعنی رحم کرے اللہ اس مرد (عورت) پر جس نے نماز پڑھی قبل عصر کے چار رکعت (رواہ الامام السیوطی باسناد صحیح) اے مسلمان بھائیو اور اے دینی بہنوں اس حدیث کے مضمون پر فدا ہو جاؤ۔ دیکھو تھوڑی سی محنت میں کس قدر درجہ ملتا ہے کہ حضور سرور عالم کی دعا کی برکت اور گناہوں سے بچنے کی توفیق اسکی جو کچھ بھی قدر کی جائے اور جسقدر بھی ایسی عبادت مقرر کرنے پر حق تعالیٰ کا شکر ادا کیا جاوے وہ کم ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا کسی خوش نصیب ہی کو میسر ہوتی ہے دونوں وقت یعنی صبح و شام ہمارے نامۂ اعمال حضرت رسول مکرم نبی معظم احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کئے جاتے ہیں جو شخص نیکی کرتا ہے اور آپ کی رغبت دلائی ہوئی عبادت بجالاتا ہے اس سے آپ بہت خوش ہوتے ہیں اور آپ کی خوشنودی اور رضامندی سے دونوں جہان میں رحمت اور چین میسر ہوتا ہے۔

فان من جودک الدنیا وضرتہا ومن علومک علم اللوح والقلم

یعنی آپ کی سخاوت اور بخشش میں تو دنیا اور اسکی مقابل یعنی آخرت موجود ہے اور آپ کے علوم میں لوح محفوظ یعنی جس میں قیامت تک جو کچھ ہونے والا ہے وہ لکھا ہوا ہے۔ اس کا علم موجود ہے۔ غرض یہ ہے کہ آپ کی توجہ اور سخاوت سے دین و دنیا کی نعمتیں میسر آسکتی ہیں اور آپ کی تعلیم سے لوح محفوظ کا علم میسر ہو سکتا ہے اور اس علم کے میسر ہونے کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ آپ کی فرمائی ہوئی حدیثوں میں غیبی اسرار موجود ہیں اور اللہ کے خاص بندوں کو منکشف ہوتے ہیں دوسرے یہ کہ علاوہ ان اسرار کے حق تعالیٰ کی عنایت اور آپ کی احادیث پڑھنے کی برکت اور اس پر عمل کرنے کے سبب اور غیبی بھید بھی طالبان حق پر کھل جاتے ہیں۔ خوب سمجھ لو اور عمل کرو فقط پڑھنے سے بغیر عمل کچھ زیادہ فائدہ نہیں اصل فائدہ تو پڑھنے اور اس پر عمل کرنے سے حاصل ہوتا ہے۔

حدیث میں ہے کہ رات کی نماز (یعنی تہجد کی) اپنے اوپر لازم کر لو اگرچہ ایک ہی رکعت ہو (رواہ الامام السیوطی بسند صحیح) مطلب یہ ہے کہ تہجد کی نماز اگرچہ تھوڑی ہی ہو مگر ضرور پڑھ لیا کرو اس لئے کہ اس کا ثواب بہت ہے گو فرض نہیں ہے اور یہ غرض نہیں کہ ایک رکعت پڑھ لو اسلئے کہ ایک رکعت نماز کا پڑھنا درست نہیں کم از کم دو رکعت پڑھے۔

حدیث میں ہے کہ رات کے قیام کو (یعنی نماز تہجد کو) اپنے ذمہ لازم کر لو اسلئے کہ وہ عادت اُن نیکوں کی ہے جو تم سے پہلے تھے اور نزدیکی دلانے والی ہے اللہ تعالیٰ کی طرف اور گناہ سے روکنے کا ذریعہ ہے اور مٹاتی ہے گناہوں (صغیرہ) کو۔ اور ہٹانے والی مرض کو جسم سے (رواہ السیوطی بسند صحیح) ذرا غور کرو کہ کس قدر نفع ہے اس نماز کے پڑھنے میں کہ ثواب بھی گناہوں کی معافی اور گناہوں سے روک دینا بھی اور جسمانی مرض کی شفا بھی اور باطنی بیماریوں کی تو شفا ہے ہی۔

اسلئے کہ حدیث میں ہے خدا کا ذکر دلوں کی بیماریوں کے لئے شفا ہے اور نماز اعلیٰ درجہ کا ذکر ہے اور کچھ دشوار بھی نہیں۔ تہجد کے وقت خاص طور پر دعا قبول ہوتی ہے ضرور پڑھنا چاہئے۔ حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے چالیس سال تک عشاء کی وضو سے صبح کی نماز پڑھی ہے۔ رات بھر خدا کی عبادت کرتے تھے۔

حدیث میں ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ پاک سے روایت فرماتے ہیں کہ حق تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے ابن آدم تو چار رکعت (نفل) پڑھ میرے لئے (یعنی اخلاص سے) اول دن میں تو میں تجھے (تیرے کاموں میں) کفایت کرونگا۔ آخر دن تک (رواہ الترمذی وغیرہ) یہ اشراق کی نماز کی فضیلت ہے اور اس کے پڑھنے کا طریقہ اصل کتاب (یعنی بہشتی زیور) میں تحریر ہو چکا ہے۔ دیکھو ثواب بھی ملتا ہے اور اللہ تعالیٰ سب کاموں کو پورا بھی فرماتے ہیں دین و دنیا کی نعمتیں میسر آتی ہیں۔ لوگ مصیبت میں ادھر ادھر مارے پھرتے ہیں مخلوق کی خوشامد کرتے ہیں کاش کہ وہ حق تعالیٰ کی طرف توجہ کریں اور اس کے بتلائے ہوئے وظیفے اور نمازیں پڑھیں تو دنیا کے کام بھی خوب درست ہو جاویں اور ثواب بھی میسر ہو۔ اور مخلوق کی خوشامد کی ذلت سے بھی نجات ملے۔ ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ ہر قوم کا ایک پیشہ ہے (جس سے وہ لوگ معاش حاصل کرتے ہیں) اور ہمارا پیشہ تقویٰ اور توکل ہے تقویٰ پرہیزگاری اور اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل کو کہتے ہیں اور توکل کے معنے ہیں خدا پر بھروسہ کرنا اور اسکا مفصل بیان ساتویں حصہ کے ضمیمہ میں آئے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ غرض یہ ہے کہ دینداری سے دنیا کی مشقتیں اور مصیبتیں بھی جاتی رہتی ہیں۔

مسئلے

(۱) آدمی کے بال اگر اکھاڑے جاویں تو ان بالوں کا سر ناپاک ہے بوجہ اس چکنائی کے جو اس میں لگی ہوتی ہے (شامی)

(۲) عیدین کی نماز جہاں واجب ہے وہاں کے سب مرد و عورت کو قبل نماز عیدین کے بعد نماز فجر کے کوئی نفل وغیرہ پڑھنا مکروہ ہے۔ (بحر الرائق)

(۳) حالت جنابت میں ناخن کاٹنا اور ناف کے نیچے کے یا اور کسی مقام کے بال دور کرنا مکروہ ہے (عالمگیری مصطفائی ج ۶ ص ۲۳۸)

(۴) نابالغ بچوں کو نماز وغیرہ ادا کرنے کا ثواب ملتا ہے اور جوان کو تعلیم کرے۔ اسے تعلیم کا ثواب ملتا ہے۔

(۵) جن اوقات میں نماز پڑھنا مکروہ ہے ان وقتوں میں اگر قرآن مجید کی تلاوت کرے تو مکروہ نہیں ہے یا بجائے تلاوت کے درود شریف پڑھے یا ذکر کرے۔ (صغیری مجتبائی ص ۲۵)

(۶) اگر نماز میں پہلی رکعت میں کسی سورت کا کچھ حصہ پڑھے اور دوسری رکعت میں اس سورت کا باقی حصہ پڑھے تو بلا کراہت درست ہے اور اسی طرح اگر اول رکعت میں کسی سورت کا درمیانی حصہ یا ابتدائی حصہ پڑھے پھر

لہ ولفظہ ذکر اللہ شفاء القلوب رواہ السیوطی فی الجامع الصغیر [illegible] ۱۲

دوسری رکعت میں کسی دوسری سورت کا درمیانی یا ابتدائی حصہ یا کوئی پوری چھوٹی سورت پڑھے تو بلا کراہت درست ہے (صغیری ص۲۵۰) مگر اس عادت کا ڈالنا خلاف اولیٰ ہے۔ بہتر ہے کہ ہر رکعت میں مستقل سورت پڑھے۔

(۷) تراویح میں قرآن پڑھتے وقت کوئی آیت یا سورت غلطی سے چھوٹ جاوے اور اس آیت یا سورت کے آگے پڑھنے لگے اور پھر یاد آوے کہ فلاں آیت یا سورت چھوٹ گئی تو مستحب یہ ہے کہ چھٹی ہوئی آیت یا سورت کو پڑھے۔ پھر جسقدر قرآن شریف چھوٹ جانیکے بعد پڑھ لیا تھا اسکو دوبارہ پڑھے تاکہ قرآن مجید باترتیب ختم ہو (عالمگیری مصطفائی ج۱ص۱۱۷) اور چونکہ ایسا کرنا مستحب ہی ہے لہذا اگر کسی شخص نے بوجہ اسکے کہ بہت زیادہ پڑھنے کے بعد یاد آیا تھا کہ فلاں جگہ چھوڑ گیا۔ اور اس وجہ سے وہاں سے یہانتک کل کا پڑھنا گراں ہو۔ اسلئے فقط اسی رہے ہوئے کو پڑھ کر پھر آگے سے پڑھنا شروع کر دیا تب بھی کچھ مضائقہ نہیں۔

(۸) مرتے وقت پیشانی پر پسینہ آنا اور آنکھوں سے پانی بہنا اور ناک کے نتھنوں کا پردہ کشادہ ہو جانا اچھی موت کی علامت ہے اور فقط پیشانی پر پسینہ آنا بھی اچھی موت کی نشانی ہے (تذکرۃ الموتیٰ والقبور[1] از جامع ترمذی وغیرہ)

(۹) راستوں کی کیچڑ اور ناپاک پانی معاف ہے بشرطیکہ اس میں نجاست کا اثر معلوم نہ ہو (مراقی الفلاح)

(۱۰) مستعمل پانی یعنی ایسا پانی کہ جس سے کسی بے وضو نے وضو کیا ہو یا جس سے کسی نہانے کے حاجت والے نے غسل کیا ہو یا جس کسی باوضو شخص نے ثواب کیلئے پھر وضو کیا ہو یا جس سے کوئی شخص بلا غسل واجب ہونیکے نہایا ہو ثواب کیلئے مثلاً جمعہ کے دن محض ثواب کیلئے نہایا ہو حالانکہ اسے نہانے کی حاجت نہ تھی سو ایسے پانی سے وضو غسل جائز نہیں اور ایسے پانی کا پینا اور کھانے کی چیزوں میں استعمال کرنا مکروہ ہے (شامی) یہ جو بیان ہوا کہ نہانے کی حاجت والے نے غسل کیا ہو۔ یہ جب ہے کہ نہانے والے کے بدن پر نجاست حقیقیہ نہ لگی ہو۔ اور جو لگی ہو تو اس کا دھوون ناپاک ہے اور اس کا پینا اور کھانے کی چیزوں میں استعمال حرام ہے۔

تمام شد ضمیمہ اولیٰ بہشتی زیور

اضافۂ جدیدہ

زندگی اور موت کا شرعی دستور العمل

مرنے کا شرعی دستور العمل

نزع کے وقت سورۂ یٰسین شریف پڑھو اور قریب موت داہنی کروٹ پر قبلہ رخ لٹاؤ کہ مسنون ہے جبکہ مریض کو تکلیف نہ ہو۔ ورنہ اس کے حال پر چھوڑ دو۔ اور چت لٹانا بھی جائز ہے کہ پاؤں قبلہ کی طرف ہوں اور سر کسی قدر اونچا کر دیا جاوے

[1] مؤلفہ حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی رضی اللہ عنہ ۱۲ منہ

اور پاس بیٹھنے والے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کسی قدر بلند آواز سے پڑھتے رہیں میت کو کلمہ پڑھنے کیلئے کہیں نہیں کبھی وہ ضد میں آکر منع کردے۔ مرنے پر ایک چوڑی پٹی لیکر اور ٹھوڑی کے نیچے کو نکال کر سر پر لاکر گرہ دیدو اور آنکھیں بند کردو اور پیروں کے انگوٹھے ملا کر دھجی سے باندھ دو اور ہاتھ داہنے بائیں رکھو سینے پر نہ رہیں۔ اور لوگوں کو مرنے کی خبر کردو اور دفن میں بہت جلدی کرو۔ سب سے پہلے قبر کا بندوبست کرو اور کفن دفن کے لئے سامان ذیل کی فراہمی کرلو جس کو اپنے اپنے موقعہ پر صرف کرو۔ تفصیل اس کی آئندہ ہے۔ گھڑے دو عدد اگر گھر میں برتن موجود ہوں تو کوزے کی حاجت نہیں، لوٹا اگر موجود ہو تو حاجت نہیں، تختہ غسل کا اکثر مساجد میں رہتا ہے، لوبان ایک پیسہ کا۔ روئی ایک پیسہ کی۔ گل خیرو ایک پیسہ کے۔ کافور ایک پیسہ کا۔ تختہ یا لکڑی برائے پٹاؤ قبر بقدر پیمائش قبر۔ بوریا ایک عدد بقدر قبر۔ کفن جس کی ترکیب مرد کے لئے یہ ہے کہ مردہ کے قد کے برابر ایک لکڑی لو اور اس میں ایک نشان کندھے کے مقابل لگالو اور ایک تاگہ سینے کے مقابل رکھ کر جسم کی گولائی میں کو نکالو کہ دونوں سرے اس تاگہ کے دونوں طرف کی پسلیوں پر پہنچ جاویں اور اس کو وہاں سے توڑ کر رکھ لو۔ پھر ایک کپڑا لو جس کا عرض اسی تاگے کے برابر یا قریب برابر کے ہو۔ اگر عرض اس قدر نہ ہو تو اس میں جوڑ لگا کر پورا کرلو۔ اور اس لکڑی کے برابر ایک چادر پھاڑ لو اسکو ازار کہتے ہیں۔ اسی طرح دوسری چادر پھاڑو جو عرض میں تو اسی قدر ہو البتہ طول میں ازار سے چار گرہ زیادہ ہو۔ اس کو لفافہ کہتے ہیں، پھر ایک کپڑا لو جس کا عرض بقدر چوڑائی جسم مردہ کے ہو۔ اور لکڑی کے نشان سے اخیر تک جس قدر طول ہے اس کا دگنا پھاڑ لو اور دونوں سرے کپڑے کے ملا کر اتنا چاک کھولو کہ سر کی طرف سے گلے میں آجاوے۔ اس کو قمیص یا کفنی کہتے ہیں، عورت کے لئے یہ کپڑے تو ہیں ہی اس کے علاوہ دو اور ہیں ایک سینہ بند۔ دوسرا سر بند۔ جسے اوڑھنی کہتے ہیں۔ سینہ بند زیر بغل سے گھٹنے تک اور تاگے مذکور کے بقدر چوڑا۔ سر بند نصف ازار سے تین گرہ زیادہ لمبا اور بارہ گرہ چوڑا۔ یہ تو کفن ہوا اور کفن مسنون اسی قدر ہے اور بعض چیزیں کفن کے متعلقات سے ہیں جن کی تفصیل ذیل میں ہے۔

تہ بند بدن کی موٹائی سے تین گرہ زیادہ۔ بڑے آدمی کیلئے سوا گز طول کافی ہے اور عرض میں ناف سے پنڈلی تک چودہ گرہ عرض کافی ہے۔ یہ دو ہونے چاہئیں۔ دستانہ چھ گرہ طول اور تین گرہ عرض ہو بقدر پنجہ دست بنالیں یہ بھی دو عدد ہوں۔ چادر عورت کے گہوارہ کی جو بڑی عورت کے لئے ساڑھے تین گز طول اور دو گز عرض کافی ہے۔

تنبیہ:۔ کفن اور اس کے متعلقات کا بندوبست بھی گھڑوں وغیرہ کے ساتھ کردیں۔

تنبیہ:۔ اب مناسب ہے کہ بڑے شخص کے کفن کو یکجائی طور پر لکھدیا جائے تاکہ اور آسانی ہو۔

نمبر شمار	نام پارچہ	طول	عرض	اندازہ پیمائش	کیفیت
۱	ازار	اڑھائی گز ۲.۰	سوا گز سے ڈیڑھ گز تک	سر سے پاؤں تک	چودہ یا پندرہ یا ۱۶ گرہ عرض کا کپڑا ہو تو ڈیڑھ پاٹ میں ہوگا
۲	لفافہ	پونے تین گز ۲.۰	"	ازار سے چار گرہ زیادہ	" " " " " " "
۳	قمیص یا کفنی	اڑھائی گز تا پونے تین گز	ایک گز	کندھے سے نصف ساق تک	چودہ گرہ یا ایک گز کے عرض کی تیار ہوتی ہے دو برابر حصہ کرکے اور چاک کھول کر گلے میں ڈالتے ہیں۔
۴	سینہ بند	دو گز	سوا گز	زیر بغل سے ساق تک	چودہ گرہ یا ایک گز کے عرض کی تیار ہوتی ہے دو برابر حصے کرکے اور چاک کھول کر گلے میں ڈالتے ہیں۔
۵	سربند	ڈیڑھ گز	بارہ گرہ	جہاں تک آجائے	سر کے بال کے دو حصے کرکے اور اس میں لپیٹ کر دائیں بائیں جانب سینہ پر رکھے جاتے ہیں۔

تنبیہ تخمیناً مردے کے کفن مسنون میں ایک گز عرض کا کپڑا دس گز صرف ہوتا ہے اور عورت کیلئے مع چادر گہوارہ ساڑھے اکیس گز اور تہ بند اور دستانہ اس سے جدا ہیں اور بچہ کا کفن اسکے مناسب حال مثل سابق لے لو۔ فقط

غسل اور کفنانے کا طریقہ

ایک گھڑے میں دو مٹھی بیری کے پتے ڈال کر پانی جوش دے لو اور اس کے دو گھڑے بنالو اور ایک گڑھا شمالاً جنوباً لمبا کھود دو (یہ ضروری نہیں اگر کوئی ایسا موقع ہو کہ پانی کسی نالی وغیرہ کے ذریعہ سے بہ جائے تو اس کے قریب تختہ رکھ لینا کافی ہے)، اور اس پر تختہ اسی رخ سے بچھا کر تین دفعہ لوبان کی دھونی دے لو۔ اور مردے کو لٹاؤ اور کرتہ انگرکھا وغیرہ کو چاک کرکے نکال لو اور تہ بند ستر پر ڈال کر استعمالی پارچہ اندر ہی اندر اتار لو اور پیٹ پر آہستہ آہستہ ہاتھ پھیرو۔ نجاست خارج ہو یا نہ ہو دونوں صورت میں مٹی کے تین یا پانچ ڈھیلوں سے استنجا کرو۔ پھر پانی سے پاک کرو پھر سر اور داڑھی کو گل خیر یا صابون سے دھو دو۔ پھر دستانہ پہن کر بارادہ وضو اول دونوں ہاتھ پہنچوں تک دھو دو پھر روئی کا پھایا تر کرکے ہونٹوں اور دانتوں پر پھیر کر پھینک دو۔ اسی طرح تین دفعہ کرو اور اسی صورت سے تین دفعہ ناک اور رخساروں پر پھیرو۔ پھر منہ اور ناک اور کان میں روئی اڑا دو کہ پانی نہ جائے پھر کہنیوں تک دونوں ہاتھ پھر سر کا مسح پھر دونوں پاؤں دھو دو۔ پھر سارے بدن پر پانی بہاؤ پھر بائیں کروٹ لٹا کر پانی بہاؤ۔ پھر داہنی کروٹ پر ایسا ہی کرو۔ پھر دوسرا دستانہ پہن کر بدن کو صاف کردو۔ اور تہ بند دوسرا بدل دو پھر چارپائی بچھا کر اس پر اول لفافہ اس پر ازار پھر اس پر نیچے کا حصہ کفنی کا بچھا کر باقی حصہ بالائی کو سمیٹ کر سرہانے کی طرف رکھدو پھر مردے کو تختہ سے باہستگی اٹھا کر اس پر لٹاؤ اور کفنی کے حصہ کو سر کی طرف الٹ دو کہ گلے میں آجاوے اور پیروں کی طرف بڑھا دو۔ اور تہ بند نکال دو اور کافور سر اور داڑھی اور سجدہ کے موقعوں پر (پیشانی ناک۔ دونوں ہتھیلی۔ دونوں گھٹنے۔ دونوں پنجے) مل دو۔ پھر ازار کا بایاں پلہ لوٹ کر اس پر دایاں پلہ لوٹ دو اور لفافہ کو بھی ایسے ہی کرو۔ اور ایک کترے کر سرہانے اور پائینتی چادر کے گوشہ چن کر باندھ دو۔ سینہ بند عورت کی چھاتیاں لپیٹ دو۔ سربند کا ذکر نقشہ میں ہوگیا۔ عورت کے گہوارے پر چادر

سلہ عبارت میں تقدیم و تاخیر ہے و حاصل یہ ہے کہ استنجا کرنے کے بعد نہیں بلکہ پہلے ہی ... جس طرح زندگی میں ہاتھ لگانا جائز نہیں مرنے کے بعد بھی ... کے ہاتھ لگانا جائز نہیں ۱۲ سلہ میت کو وضو میں اول دونوں ہاتھ پہنچوں تک نہیں دھونے چاہئیں بلکہ اول منہ دھونا چاہئے کما ہو مصرح فی کتب الفقہ ۱۲

ڈالی جاتی ہے جس کا ذکر اوپر ہو لیا۔

تنبیہ بعض کپڑے لوگوں نے کفن کے ساتھ ضروری سمجھ رکھے ہیں حالانکہ وہ کفن مسنون سے خارج ہیں۔ ترکہ میت سے ان کا خرید نا جائز نہیں وہ یہ ہیں۔ جائے نماز طول سوا گز عرض چودہ گرہ۔ پٹکا طول ڈیڑھ گز عرض چودہ گرہ۔ یہ مردہ کے قبر میں اتارنے کے لئے ہوتا ہے۔ بچھونا طول اڑھائی گز عرض سوا گز یہ چارپائی پر بچھانے کے لئے ہوتا ہے۔ دامنی طول دو گز عرض سوا گز۔ بقدر استطاعت چار سے سات تک محتاجین کو دیتے ہیں جو محض عورت کیلئے مخصوص ہیں۔ چادر کلاں مرد کے جنازہ پر طول تین گز عرض پونے دو گز جو چارپائی کو ڈھانک لیتی ہے۔ البتہ عورت کیلئے ضروری ہے مگر ہے کفن سے خارج اسلئے اس کا ہمرنگ کفن ہونا ضروری نہیں پردہ کے لئے کوئی سا کپڑا ہو کافی ہے۔

تنبیہ۔ اگر جائے نماز وغیرہ کی ضرورت کبھی خیال میں آئے تو گھر کے کپڑے کارآمد ہو سکتے ہیں۔ ترکہ میت سے ضرورت نہیں یا کوئی عزیز اپنے مال سے خرید دے۔

مسئلہ۔ سامان غسل و کفن سے اگر کوئی چیز گھر میں موجود ہو اور پاک و صاف ہو تو اس کے استعمال میں حرج نہیں۔

مسئلہ۔ کپڑا کفن کا اسی حیثیت کا ہونا چاہیئے جیسا مردہ اکثر زندگی میں استعمال کرتا تھا۔ تکلفات فضول ہیں۔

مسئلہ جو بچہ علامت زندگی کی ظاہر ہو کر مر گیا تو اس کا نام اور غسل اور نماز سب ہوگی۔ اور اگر کوئی علامت نہ پائی گئی تو غسل دے کر اور ایک کپڑے میں لپیٹ کر بدون نماز دفن کر دینگے۔ اس کے بعد بقاعدہ معروف نماز پڑھیں اور دفن کر دیں۔

قبر میں مردے کو قبلہ رخ اس طرح کہ تمام جسم کو کروٹ دی جاوے لٹاویں اور کفن کی گرہ کھول دیں اور سلف صالحین کے موافق ایصال ثواب کریں۔ وہ اس طرح کہ کسی رسم کی قید اور کسی دن کی تخصیص نہ کریں اپنی ہمت کے موافق حلال مال سے مساکین کی خفیہ مدد کریں اور جس قدر توفیق ہو بطور خود قرآن شریف وغیرہ پڑھ کر اس کو ثواب پہنچادیں اور قبل دفن قبرستان میں جو فضول وقت خرافات باتوں میں گزارتے ہیں اس وقت کلمہ کلام پڑھتے اور ثواب بخشتے رہا کریں۔ فقط

تمت

ضمیمہ ثانیہ بہشتی زیور حصہ دوم

مسمّٰی بہ تصحیح الاغلاط

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اصلی ص حیض کے زمانہ میں الخ تحقیق اس مقام کی یہ ہے کہ جب عورت حائضہ ہو تو اس وقت تمتع کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ متمتع مرد ہو اور فعل اسکی جانب سے پایا جائے اور دوسرا یہ کہ متمتع عورت ہو اور فعل اسکی جانب سے پایا جاوے سو اگر متمتع مرد ہے تو اسکا حکم یہ ہے کہ اسکو اپنی عورت حائضہ سے جماع کرنا اور مابین السرۃ الی الرکبۃ سے بذریعہ مباشرۃ وغیرہ متمتع ہونا ناجائز ہے جیساکہ بہشتی گوہر میں مصرح ہے اور اگر متمتع عورت ہے جیساکہ بہشتی زیور میں فرض کیا گیا ہے کیونکہ اسمیں عورتوں کے احکام بیان کئے گئے ہیں تو اس کا حکم یہ ہے کہ جس طرح مرد کو عورت کے مابین السرۃ الی الرکبۃ سے بذریعہ مس بالید ونظر وغیرہ کے تمتع ناجائز تھا اس طرح عورت کیلئے ناجائز نہیں ہے بلکہ اسکو مرد کے مابین السرۃ الی الرکبۃ کو دیکھنا اسکو ہاتھ لگانا اسکا بوسہ لینا وغیرہ امور جائز ہیں لیکن یہ عورت کیلئے بھی جائز نہیں ہے کہ وہ اپنی مابین السرۃ الی الرکبۃ سے مرد کے کسی عضو کو مس کرے قال فی الشامیۃ فکذا ھی لھا ان تلمس بجمیع بدنھا الاما تحت الازار جمیع بدنہ حتی ذکرہ والا فلو کان لمسھا لہ کرہ حراما لحرم علیھا تمکینہ من لمسہ بذکرہ لما عدا تحت الازار منھا واذا حرم علیہ مباشرۃ ما تحت ازارھا حرم علیھا تمکینہ منھا فیحرم علیھا مباشرتھا لہ بما تحت ازارھا بالاولی یہ تو تحقیق تھی اس مسئلہ کی اب ہم بہشتی زیور کے مسئلہ کے متعلق کچھ لکھنا چاہتے ہیں سو واضح ہو کہ مسئلہ مذکور مولوی احمد علی صاحب مرحوم نے جو کہ بہشتی زیور کے جامع ہیں یہ مسئلہ غالباً بحر الرائق سے اخذ کیا ہے اور بحر الرائق کی عبارت علیٰ مافی الشامی یہ ہے لم ار لھم حکم مباشرتھا لہ ولقائل ان یمنعہ بانہ لما حرم تمکینھا من استمتاعہ بھا حرم فعلھا بہ بالاولی ولقائل ان یجوزہ بان حرمتہ علیہ لکونھا حائضا وھو مفقود فی حقہ فحل لھا الاستمتاع بہ ولان غایۃ مسھا لذکرہ انہ استمتاع بکفھا وھو جائز قطعاً۔ آہ اس عبارت سے ظاہر ہوتا ہے کہ صاحب بحر کا میلان جواز کی طرف ہے نیز ان کی تعلیل اول سے جسمیں کہ جواب ہے حجت مانعین کا متبادر ہے کہ وہ مباشرت حائض للزوج کو مطلقاً جائز کہتے ہیں خواہ بمادون السرۃ ہو یا بما فوق السرۃ دباستثناء جماع، معہذا یہ عبارت محتمل التاویل بھی ہے اور یہ بھی مطلب ہو سکتا ہے مباشرۃ حائض للزوج بغیر مابین السرۃ والرکبۃ جائز ہے جیساکہ صاحب نہر نے سمجھا ہے گو یہ توجیہ بظاہر تعلیل اول کے خلاف ہے۔ پس اگر عبارت بہشتی زیور و بحر کو اپنے ظاہر پر رکھا جائے تو کہا جاوے گا کہ مسئلہ بہشتی زیور غلط ہے مگر مصنف بہشتی زیور پر کوئی الزام نہ ہوگا کیونکہ انھوں نے اس میں بحر الرائق کی تقلید کی ہے اور اگر عبارت بحر الرائق اور بہشتی زیور کو مؤول کہا جاوے

تو پھر کوئی اعتراض ہی نہیں ہے اور اگر عبارت بحرالرائق کو مؤول کہا جاوے اور عبارت بہشتی زیور کو ظاہر رکھا جاوے تو یہ مکابرہ صریح ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ عبارت بحرالرائق اور عبارت بہشتی زیور دونوں کو مصروف عن الظاہر کہا جاوے تاکہ دونوں عبارتیں اعتراض سے محفوظ رہیں اس وقت عبارت بہشتی زیور کا مطلب یہ ہوگا حیض کے زمانہ میں مرد کے پاس جانا یعنی صحبت کرنا درست نہیں۔ اور صحبت کے سوا اور سب باتیں جن میں عورت کے مابین السرۃ الی الرکبہ کا مرد کے کسی عضو سے مس نہ ہو۔ درست ہیں یعنی کھانا پینا لیٹنا وغیرہ درست ہیں فقط واللہ اعلم بالصواب جب یہ بھی معلوم ہوگیا تو اب سمجھو کہ حمقاء زمانہ کو اس مقام پر التباس ہوا اور انھوں نے اس مسئلہ کو جو کہ فعل عورت سے تعلق رکھتا ہے فعل مرد سے متعلق سمجھ کر اس پر اعتراض کیا کہ یہ صحیح نہیں ہے کیونکہ علاوہ صحبت کرنے (جماع) کے مباشرۃ مابین الرکبۃ والسرۃ بمذہب امام اعظمؒ و امام مالکؒ و امام ابو یوسفؒ و امام شافعی رحمہم اللہ تعالیٰ ناجائز ہے جیسا کہ عامہ کتب سے واضح ہوتا ہے۔ یہ مسئلہ مولانا نے خلاف تحقیق و خلاف قول مفتی بہ لکھا ہے۔ انتہیٰ بذیا نہم یہ ان کی نہایت واضح حماقت ہے کیونکہ مذہب امام ابو حنیفہ وغیرہ فعل زوج سے متعلق ہے نہ کہ فعل زوجہ سے کیونکہ فعل زوجہ کی نسبت بحرالرائق میں لکھا ہے کہ لم ار لہم حکم مباشرتہا لہ۔ بلکہ مباشرۃ زوجہ کا حکم متاخرین نے استنباط کیا ہے۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ بہشتی زیور کے مسئلہ میں جو خدشہ تھا اس تک حمقاء زمانہ کی رسائی نہیں ہوئی اور جو انھوں نے اعتراض کیا ہے وہ مسئلہ بہشتی زیور سے تعلق نہیں رکھتا۔

اصل صـ۲ چمگادڑ کا پیشاب اور بیٹ پاک ہے تحقیق دلیلہ فی الدرالمختار حیث قال الابول الخفاش وخرءہ فطاہرۃ دما فی البدائع وغیرہ حیث قالوا ابول الخفافیش وخرءہا لیس بنجس الخ فلا اعتراض علی بہشتی زیور

اصل صـ۲ اگر پھیلاؤ میں روپے کے برابر الخ تحقیق روپیہ سے مراد یا تو شرعی روپیہ ہے جس کو درہم کہتے ہیں یا سکہ رائج پہلی صورت میں تو اعتراض حمقاء ساقط ہے رہی دوسری صورت سو اس کی توجیہ یہ ہے کہ سکہ رائج تقریباً مقعر کف کے برابر ہوتا ہے سو اب بھی کوئی اعتراض نہیں۔

اصل صـ۳ اگر پیشاب کی چھینٹیں الخ تحقیق اس مسئلہ میں سوئی کی نوک کی قید احترازی نہیں ہے بلکہ مقصود بیان غایت صغر رشاش ہے اور دیکھنے سے نہ دکھائی دیں اس سے مراد یہ ہے کہ دیکھنے سے بے تکلف نہ دکھائی دیں اگر دکھائی دیں تو غور سے دیکھنے سے دکھائی دیں اور مقصود یہ ہے کہ اگر چھینٹیں بہت چھوٹی ہوں اور بے تکلف نہ دکھائی دیں تو ان کا اعتبار نہیں کیونکہ کرؤس الابر کی تمثیل امام محمد رحمۃ اللہ علیہ سے مروی تھی اور دکھلائی نہ دینے کی قید امام ابو یوسف سے اور مقصود دونوں کا بعنوانات مختلفہ صغر رشاش تھا اس لئے مولوی احمد علی صاحب مرحوم نے جمع بین القولین کے لئے دونوں عبارتیں لے لیں یہ ہے صحیح مطلب بہشتی زیور کا۔ مگر حمقاء زمانہ نے سوئی کی نوک کو قید احترازی قرار دے کر سوئی کے دوسرے سرے کو خارج

گیا ہے اور نہ دکھلائی دینے کی قید کو قید احترازی قرار دے کر ان چھینٹوں کو نکالا ہے جو دکھلائی دیتی ہیں خواہ بغور دکھلائی دیں یا بدون غور کے اور اس طرح کلام میں تحریف کر کے اس پر اعتراض کیا ہے سو یہ ان کا جہل ہے۔

اصل ۳۔ اگر پیشاب کے مثل کوئی نجاست لگ گئی الخ تحقیق واضح ہو کہ دلدار ترجمہ ہے ذی جرم کا اور ذی جرم کی تعریف درمختار میں یہ کی ہے ہو کل مایری بعد الجفاف ولومن غیرہا کخمر وبول اصابہ تراب۔ اس بناء پر غیر ذی جرم کی تعریف یہ ہوگی ہو کل مالایری بعد الجفاف جب یہ معلوم ہوگیا تو اب سنو کہ غایۃ البیان میں نجاست مرئیہ و غیر مرئیہ کی تعریف یوں کی گئی ہے کہ المرئیۃ مایکون مرئیا بعد الجفاف وغیر المرئیۃ مالایکون مرئیا بعد الجفاف کالبول ونحوہ پس اس بیان سے معلوم ہوگیا کہ نجاست ذی جرم اور مرئیہ ایک چیز ہیں اور غیر ذی جرم و غیر مرئیہ ایک چیز۔ پس عبارت بہشتی زیور پر یہ اعتراض کرنا حماقت ہے کہ فقہا نے مرئیہ اور غیر مرئیہ کا لفظ استعمال کیا ہے لہذا بہشتی زیور میں دلدار اور غیر دلدار کا استعمال غلط ہے اس تقریر سے حمقاء زمانہ کا اعتراض اول ساقط ہوگیا جب یہ معلوم ہوگیا تو اب سمجھو کہ نجاست غیر مرئیہ کی تطہیر کے بارہ میں اصل مذہب تو یہی ہے کہ جب طہارۃ کا ظن غالب ہو جاوے اس وقت پاک ہو جاوے گا لیکن چونکہ اس میں فی الجملہ دشواری تھی اور اغلب احوال میں تین مرتبہ دھونے سے طہارت کا غلبۂ ظن حاصل ہو جاتا تھا۔ بنابریں تین مرتبہ دھونے کو قائم مقام حصول غلبۂ ظن قرار دیا گیا تیسیر اللامر علی الناس وقطعا للوسوسۃ چنانچہ غنیہ میں ہے فعلم بہذا ان المذہب ہو اعتبار غلبۃ الظن وانہا مقدرۃ بثلث لحصولہا بہا فی الغالب وقطعا للوسوسۃ فانہ من اقامۃ السبب مقام المسبب الذی فی الاطلاع علی حقیقۃ عسر کالسفر مقام المشقۃ وامثال ذلک الخ اس سے معلوم ہوا کہ بہشتی زیور میں تین مرتبہ دھونے کا حکم خلاف مذہب اور اعتبار غلبۂ ظن کے معارض نہیں ہے۔ بلکہ سراسر موافق مذہب اور موافق اعتبار غلبۂ ظن ہے اس تقریر سے حمقاء زمانہ کا دوسرا اعتراض بھی ساقط ہوگیا۔ جب یہ معلوم ہوگیا تو اب سمجھو کہ بہشتی زیور میں صرف تیسری مرتبہ مبالغہ کے ساتھ نچوڑنے کا حکم دیا ہے اور ہر مرتبہ میں مبالغہ کا حکم نہیں دیا۔ سو وجہ اس کی یہ ہے کہ شامی میں ہے۔ جعلہا فی الدرر شرطا للمرۃ الثالثۃ فقط وکذا فی الایضاح لابن الکمال وصدر الشریعۃ وکافی النسفی وعزاہ فی الحلیۃ الی فتاوی ابی اللیث وغیرہا۔ اس سے معلوم ہوا کہ جمہور فقہاء کا مسلک یہ ہے کہ صرف تیسری مرتبہ میں مبالغہ شرط ہے نہ کہ ہر مرتبہ میں۔ پس ان فقہاء کے خلاف ان لوگوں کی رائے حجت نہ ہوگی جنھوں نے قاضی خاں کی عبارت سے جس میں مبالغہ کی بالکل نفی ہے نہ کہ صرف تیسری مرتبہ میں مبالغہ کی دھوکہ کھا کر جمہور فقہاء کے خلاف ایک مسلک نکالا ہے اور ہر مرتبہ میں مبالغہ شرط کیا ہے اس تقریر سے حمقاء زمانہ کا اعتراض ثالث بھی ساقط ہوگیا اور بہشتی زیور کا مسئلہ بے غبار رہا۔

اصل ۵۔ کپڑا اور بدن فقط دھونے ہی سے پاک ہوتا ہے تحقیق یعنی اصل حکم یہی ہے مواقع ضرورت وہ اس حکم سے

مستثنیٰ ہیں۔ بہشتی زیور کا یہ مسئلہ ایسا ہے جیسا کہ فقہاء کہتے ہیں کہ نماز کے لئے طہارت شرط ہے۔ کیونکہ اسکے معنی بھی یہ ہی ہوتے ہیں کہ اصل حکم یہی ہے مگر مواقع ضرورت اس سے مستثنیٰ ہیں۔ پس جس طرح فقہاء کے اس حکم پر کوئی اعتراض نہیں ہوسکتا یوں ہی بہشتی زیور کے مسئلہ پر بھی اعتراض نہیں ہوسکتا۔

اصل ۷۴ صہ ہاتھ میں کوئی نجس چیز لگی تھی الخ تحقیق۔ اس مسئلہ کی صحت پر حضار زمانہ کو اعتراض نہیں ہے بلکہ انہوں نے اور بیہودہ بکواس کی ہے جس کے جواب کے لئے تحقیقات مفیدہ موضوع ہے نہ کہ تصحیح الاغلاط وتنقیح الاخلاط اسلئے ہم اس کے متعلق اس جگہ پر کچھ نہیں لکھتے۔

اصل ۷۵ صہ نجس مٹی سے جو برتن کمہار نے بنائے الخ تحقیق اس مسئلہ کا ماخذ تنویر الابصار ہے جس کے الفاظ یہ ہیں کطین تنجس فجعل منہ کوز بعد جعلہ علی النار آہ۔ اور چونکہ اس عبارت میں ذہاب اثر کی قید نہیں ہے اسلئے بہشتی زیور میں بھی نہیں لگائی۔ پس اگر بہشتی زیور پر اعتراض ہے تو تنویر الابصار پر بھی ہونا چاہئے۔ اور اگر تنویر الابصار کی عبارت کا کوئی جواب ہے تو بہشتی زیور کی عبارت کا جواب کیوں نہیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ تنویر الابصار پر اعتراض نہ کرنا اور بہشتی زیور پر اعتراض کرنا سراسر بے انصافی اور ہٹ دھرمی ہے۔ اگر اعتراض ہو تو دونوں پر ہونا چاہئے اور اگر نہ ہو تو دونوں پر نہ ہونا چاہئے۔ یہ گفتگو علی سبیل التنزل ہے اب ہم ترقی کرکے کہتے ہیں کہ بہشتی زیور کی عبارت میں اس قید کی ضرورت ہی نہیں کیونکہ جب کمہار آوے میں برتن کو پکا لیتے ہیں تو نجاست کا اثر باقی ہی نہیں رہتا تاکہ شرط لگانے کی ضرورت پڑے۔ اور یہ ہی وجہ ہے کہ تنویر میں یہ شرط نہیں لگائی۔ کیونکہ جعلہ علی النار سے مراد جعل مخصوص ہے یعنی متعارف پکانا نہ کہ مطلق طبخ وجعل اور درمختار میں جو شرط لگائی ہے وہ بالنظر الی المفہوم العام ہے۔ کیونکہ مطلق جعل علی النار اور طبخ شامل ہے پورے طور پر پکانے اور کسی قدر پکانے وغیرہ کو فلا اعتراض۔

اصل ۷۶ صہ شہد شیرہ یا گھی تیل ناپاک ہوگیا۔ الخ تحقیق تحقیق اس مقام کی یہ ہے۔ شامی میں ہے قال فی الدرر ولو تنجس العسل فتطہیرہ ان یصب فیہ ماء بقدرہ فیغلی حتی یعود الی مکانہ والدہن یصب علیہ الماء فیغلی فیعلو الدہن الماء فیرفع بشئی ہکذا ثلاث مرات آہ۔ وہذا عند ابی یوسف خلافا لمحمد وہو اوسع وعلیہ الفتوی کما فی شرح الشیخ اسمعیل عن جامع الفتاوی اور کبیری میں ہے الا یری الی ما روی عن ابی یوسف فی تطہیر الدہن النجس ای المتنجس انہ اذا جعل الدہن فی اناء فصب علیہ الماء فیعلو الدہن علی وجہ الماء فیرفع بشئی ویراق الماء ثم یفعل ہکذا حتی اذا فعل کذلک ثلث مرات یحکم بطہارۃ الدہن۔ اور مجمع الروایۃ وشرح قدوری میں ہے یصب علیہ مثلہ ماء و یحرک اور درمختار میں ہے ویطہر لبن وعسل ودبس ودہن یغلی ثلاثا وقال فی الفتاوی الخیریۃ ظاہر الخلاصۃ عدم اشتراط التثلیث۔ ان روایات کے مجموعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ طہارت دہن وغیرہ کے لئے فی الحقیقۃ

ھ مسئلہ نمبر ۲۶ باب اول　ھ مسئلہ نمبر ۲۸ باب اول　ھ مسئلہ نمبر ۲۹ باب اول

نہ غلیان ضروری ہے نہ تحریک بلکہ ان کی ضرورت اگر کسی درجہ میں ہے تو محض اس لئے کہ روغن وغیرہ پانی کے اوپر آجاوے اور پانی سے جدا ہو سکے پس یہ مقصود جس طریق سے بھی حاصل ہو جاوے کافی ہے اور اس کے سوا دوسرے طریق کی ضرورت نہ ہوگی۔ دلیل ہمارے اس بیان کی یہ ہے کہ بعض فقہاء نے غلیان کا ذکر کیا ہے اور بعض نے تحریک کا اور کبیری نے نہ غلیان کا ذکر کیا نہ تحریک کا۔ پس معلوم ہوا کہ غلیان و تحریک مقصود بالذات نہیں ہیں بلکہ اس لئے مقصود ہیں کہ روغن وغیرہ اوپر آجاوے اور تیل اور پانی جدا ہو جاویں۔ ویدل علیہ قول الدرر فیغلی فیعلو الدہن الخ نیز عبارات مذکورہ سے معلوم ہوتا ہے کہ شرط تثلیث مختلف فیہ ہے۔ بعض کے نزدیک ضروری ہے اور بعض کے نزدیک ضروری نہیں پس ہم کو ترجیح کی ضرورت ہے۔ سو ہم دیکھتے ہیں کہ اشتراط تثلیث امام ابو یوسف کا مذہب ہے کما یظہر من الدرر والمنیۃ وشرحہا اور عدم اشتراط خلاصہ وغیرہ کا اور ظاہر ہے کہ صاحب مذہب کا قول دیگر علماء سے مقدم ہے۔ اسلئے اشتراط راجح ہوگا بالخصوص اس وقت جبکہ منشاء عدم اشتراط خود غلط ہو۔ کیونکہ اس کا منشا قیاس علی الثوب ہے اور یہ دو وجہ سے غلط ہے اول اسلئے کہ ثوب میں بھی تثلیث شرط ہے۔ کما تبیّن سابقاً فی مسئلۃ تطہیر الثوب۔ دوسرے اسلئے کہ قیاس دہن علی الثوب قیاس مع الفارق ہے۔ کیونکہ دہن وغیرہ کی نجاست نجاست ثوب سے اقوی ہے اور دلیل اسکی یہ ہے کہ امام محمد رح تطہیر روغن وغیرہ کو جائز نہیں رکھتے۔ حالانکہ وہ تطہیر ثوب کو جائز رکھتے ہیں۔ نیز صاحب درمختار تطہیر ثوب میں غلبۂ ظن کا اعتبار کرتے ہیں۔ مگر روغن میں تثلیث کو شرط کرتے ہیں۔ پس فرق ظاہر ہے جب یہ امر معلوم ہو گیا تو اب سمجھو کہ ظاہر روایات مذکورہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مقدار آب میں بھی اختلاف ہے۔ بعض کے نزدیک مقدار روغن وغیرہ کے برابر ہونا ضروری ہے۔ بعض کے نزدیک برابری شرط نہیں۔ لیکن ہم نظر کو غائر کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ جس کسی نے ابتداءً قدرہ من الماء کہا ہے اس نے قید قدرہ کو احترازاً نہیں بیان کیا۔ بلکہ اتفاقاً بیان کیا ہے اور جنہوں نے اس کے بعد اس قید کا ذکر کیا ہے انھوں نے شخص مذکور کی تقلید کی ہے اور جس نے اس قید کا ذکر نہیں کیا اس نے حقیقت پر نظر کی ہے۔ دلیل اس کی دو ہیں اول یہ کہ اشتراط مساواۃ بے دلیل ہے۔ دوم یہ کہ بعض روایتوں میں قدراً من الماء منصوص ہے اور اس کو تضعیف قدرہ کہنا بلا دلیل ہے۔ پس ثابت ہوا کہ قید مذکورہ قدرہ من الماء اتفاقی ہے اور جنہوں نے اس کو احترازی سمجھا ہے انھوں نے دھوکہ کھایا ہے۔ پس حاصل تحقیق ہذا یہ نکلا کہ تطہیر دہن وغیرہ کے لئے نہ غلیان ضروری ہے اور نہ تحریک نہ مقدار خاص۔ ہاں تثلیث بیشک ضروری ہے۔ جب یہ امر محقق ہو چکا تو اب سمجھو کہ بہشتی زیور کی تشقیق سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ابو یوسف رح کے نزدیک غلیان یا تحریک ضروری

نہیں ہے کما ہو الحق۔ رہی مقدار کی تعیین سو وہ محض اتفاقی ہے نہ کہ احترازی جیسا کہ دیگر فقہاء کے کلام میں موجود ہے اور قید تثلیث ضروری ہے۔ اس تحقیق کے بعد حمقاء زمانہ کے اعتراضات کا خاتمہ ہوگیا۔ اور اُن کے کلام کا فساد ظاہر ہوگیا۔

اصل ص۶ نجس مہندی ہاتھوں پیروں میں لگائی۔ تحقیق اس مقام کی یہ ہے کہ شامی میں ہے کہ قد ذکر سیدی عبد الغنی کلاما حسنا سبقہ الیہ صاحب الحلیۃ وہو ان مسئلۃ الاختضاب الی قولہ لم ارمن رجح خلافہ فافہم یہ عبارت بتلاتی ہے کہ مسئلہ خضاب میں دو قول ہیں ایک یہ کہ پانی صاف گرنے لگے تب پاک ہوگا۔ خواہ کتنی ہی مرتبہ میں ہو۔ اور دوسرا یہ کہ تین مرتبہ دھونا کافی ہے۔ خواہ پانی صاف گرنے لگے یا نہ اور مفتی بہ ان میں قول اول ہے جب یہ معلوم ہوگیا تو اب سمجھو کہ بہشتی زیور میں جو کہا ہے کہ تین دفعہ خوب دھو ڈالنے سے ہاتھ پیر پاک ہو جائیں گے اس کا مطلب یہ ہے کہ جب تین مرتبہ اس قدر دھولیا گیا کہ پانی صاف گرنے لگے دکما یدل علیہ قولہ خوب لانہ یدل علی المبالغۃ وہو یستلزم صفو الماء) تو ہاتھ پاؤں پاک ہوجاوینگے اور اس میں ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کی رعایت کی ہے تاکہ دونوں پر عمل ہو جاوے اور ہاتھ پاؤں بالاتفاق پاک ہوجاویں۔ فلا اعتراض علیہ کما یفعلہ حمقاء زماننا۔ شاید کسی کو شبہ ہو کہ ص۵ میں یہ مذکور ہے نجس رنگ میں کپڑا رنگا الخ اور اس میں تین مرتبہ کی قید نہیں لگائی تو اس کا جواب یہ ہے کہ مواقع اختلاف میں رعایت اختلاف اولیٰ ہے نہ کہ واجب۔ پس وہاں اختلاف کی رعایت نہ کرنا قابل اعتراض نہیں ہوسکتا اس مسئلہ کی تحقیق مزید تحقیقات مفیدہ میں کی جاوے گی۔

اصل ص۷ اگر لکڑی کا تختہ الخ تحقیق یہ مسئلہ غنیۃ المستملی سے ماخوذ ہے اور عبارت اس کی یہ ہے۔ ومثلہ ایضا اے مثل الحکم المذکور وہو عدم الفساد اذا حلت النجاست بخشبۃ فقلبہا وصلی علی الوجہ الطاہر ان کان غلظ الخشبۃ بحیث تقبل القطع ای یمکن ان ینشر نصفین فیما بین الوجہ الذی فیہ النجاسۃ والوجہ الآخر فیجوز الصلوۃ علیہا حینئذ والا فلا لانہا بمنزلۃ اللبنۃ فی الوجہ الاول وبمنزلۃ الثوب فی الوجہ الثانی آہ صفحہ ۲۰۰ لیکن حلیہ میں اشبہ بالحق مطلقاً جواز کو کہا ہے اور اس کے انھوں نے دلائل بھی بیان کئے ہیں۔ جن کا ہم کو علم نہیں ہوسکا تاکہ ہم دونوں کے دلائل کو دیکھ کر فیصلہ کرسکتے کہ حق صاحب منیہ وغنیہ کی طرف ہے یا صاحب حلیہ کی طرف نیز چونکہ اصل مؤلف بہشتی زیور یعنی مولوی احمد علی صاحب کا انتقال ہوچکا ہے اسلئے ہم کو یہ بھی نہیں معلوم ہوسکا کہ انھوں نے کس بناء پر صاحب غنیہ کے بیان کو ترجیح دی ہے۔ ہاں اتنا ضرور کہا جاسکتا ہے کہ اختیار مسلک صاحب غنیہ اقرب الی الاحتیاط ہے۔ ایسی حالت میں اگر کوئی مسئلہ بہشتی زیور پر معترض ہو تو اس کو چاہئے کہ وہ دلائل سے صاحب غنیہ کے مسئلہ کی غلطی ثابت کرے۔

ملے مسئلہ ۱۳ باب اول ملے مسئلہ نمبر ۳۰ باب اول ملے مسئلہ نمبر ۲۸ باب اول۔

اور یہ کہدینا کافی نہیں ہے کہ حلیہ میں اس کے خلاف کو حق کہا ہے کیونکہ اس کا جواب یہ ہے کہ غنیہ میں اسکے خلاف کو اختیار کیا ہے۔ لہٰذا وہ اقرب الی الاحتیاط بھی ہے پس کوئی وجہ نہیں ہے کہ صاحب غنیہ کے بیان کو چھوڑ دیا جائے۔ اس تفصیل سے حمقاء زمانہ کی خرافات کا جواب معلوم ہو گیا۔

اصل عثہ ڈھیلے سے استنجا کرنے کا الخ تحقیق درمختار میں ہے ولا تقیید باقبال وادبار شتاء وصیفا اور اس کے ذیل میں شامی نے لکھا ہے۔ ای بناء علی ما ذکر من ان المقصود ہو الانقاء فلیس لہ کیفیۃ خاصۃ وہذا عند بعضہم وقیل کیفیتہ فی المقعدۃ فی الصیف للرجل ادبار الحجر الاول والثالث واقبال الثانی وفی الشتاء بالعکس وہکذا تفعل المرأۃ فی الزمانین کما فی المحیط ولہ کیفیات اخر فی النظم والظہیریۃ وغیرہا وفی الذکر ان یاخذہ بشمالہ ویمرہ علی حجر او جدار او مدر کما فی الزاہدی آہ قہستانی واختارہا ذکرہ الشارح فی المجتبی والفتح والبحر وقال فی الحلیۃ انہ الاوجہ الخ اور صاحب وقایہ وصاحب شرح وقایہ اور صاحب عمدۃ الرعایہ نے سنیت عدد کی نفی کی ہے ان تمام باتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ حق اور مختار مذہب یہی ہے کہ استنجے کے لئے کوئی کیفیت مخصوص نہیں اور نہ کوئی عدد مسنون ہے بلکہ مقصود انقاء ہے وہ جس طریق سے بھی حاصل ہو جاوے کافی ہے۔ رہا بعض فقہاء کا کیفیات بتلانا سو ان کا مقصود یہ نہیں ہے کہ یہ کیفیات مقصود ہیں۔ بلکہ انھوں نے اپنے ذہن میں جس کیفیت کو معین فی الانقاء سمجھا اسکو بتلا دیا۔ پس حاصل ان کے کلام کا یہ ہے کہ مقصود انقاء ہے اور کوئی کیفیت مقصود نہیں۔ لیکن ہماری رائے میں یہ کیفیت معین فی الانقاء ہے اس لئے اگر اس کیفیت سے استنجا کیا جاوے تو اس سے حصول مقصود میں اعانت کی پوری توقع ہے۔ سو یہ بہشتی زیور کے خلاف نہیں۔ کما ہو ظاہر۔ پس حمقاء زمانہ کا اعتراض ساقط ہو گیا اور بہشتی زیور کا مسئلہ بے غبار رہا۔ مزید تفصیل اس کی تحقیقات مفیدہ میں ہے۔

اصل عثہ صنا جب تک ہر چیز کا سایہ دو نا نہ ہو جاوے الخ تحقیق دلیلہ ما فی التنویر وقت الظہر من زوالہ الی بلوغ الظل مثلیہ فی الوقایہ وغیرہا وقال فی رد المحتار جوابا لمن خالف ہذا المسلک فیہ ان الادلۃ تکافأت ولم یظہر ضعف دلیل الامام بل ادلتہ قویۃ ایضا کما یعلم من مراجعۃ المطولات وشرح المنیۃ وقد قال فی البحر لا یعدل عن قول الامام الی قولہما او قول احدہما الا لضرورۃ من ضعف دلیل او تعامل بخلافہ کالمزارعۃ وان صرح المشائخ بان الفتوی علی قولہما کما ہہنا آہ وقال ایضا تحت قول المص الی بلوغ الظل مثلیہ ہذا ظاہر الروایۃ عن الامام نہایۃ وہو الصحیح بدائع ومحیط وینابیع وہو المختار غیاثیۃ واختارہ الامام المحبوبی وعول علیہ النسفی وصدر الشریعۃ تصحیح قاسم واختارہ اصحاب المتون وارتضاہ الشارحون فقول الطحاوی وبقولہما ناخذ لا یدل علی انہ المذہب وما فی الفیض من انہ یفتی بقولہما فی العصر والعشاء مسلم فی العشاء فقط الخ۔ ان روایات سے معلوم ہوا

علہ مسئلہ نمبر ۱۲ باب دوم　　علہ مسئلہ نمبر ۱۶ باب چہارم

کہ جمہور ائمہ حنفیہ کا مسلک وہی ہے جو بہشتی زیور میں اختیار کیا ہے فلا یعترض علیہ بما اعترض بہ جہلۃ زماننا۔

اصل ص۱۰ جتنک پچھم کی طرف آسمان کے کنارے الخ **تحقیق** یہ مسئلہ بھی تنویر الابصار وغیرہ سے ماخوذ ہے چنانچہ تنویر الابصار میں ہے والمغرب منہ الی الشفق وہو الحمرۃ اور در مختار میں ہے عندہما وبہ قالت الثلثۃ والیہ رجع الامام کما فی شرح المجمع وغیرہا فکان ہو المذہب اور گو ابن الہمام وعلامہ قاسم نے اس میں کلام کیا ہے مگر عامۂ فقہاء مثل صاحب نہر ونقایہ ووقایہ ودرر واصلاح ودرر البحار وامداد ومواہب وبرہان وغیرہم کا مسلک یہی ہے اور امام صاحب سے ایک روایت بھی اس کے موافق ہے۔ فیکون ہو المعتمد فلا اعتراض علیہ بما اعترض جہلۃ زماننا

اصل ص۱۲ فقط منھ اور دونوں ہتھیلی اور دونوں پیر کے سوا الخ **تحقیق** ہتھیلی سے باطن کف وظاہر کف دونوں مراد ہیں نہ کہ صرف باطن اور دلیل اس مسئلہ کی یہ ہے کہ کنز الدقائق میں ہے۔ الا وجہہا وکفیہا وقدمیہا اور وقایہ میں ہے الا الوجہ والکف والقدم واقرہ فی شرح الوقایۃ اور تنویر الابصار میں ہے خلا الوجہ والکفین والقدمین مزید تحقیق اس مسئلہ کی تحقیقات مفیدہ میں ہے۔

اصل ص۱۴ اگر بے سوچے نماز پڑھ لیوے تو نماز نہ ہوگی الخ **تحقیق** دلائل اس مسئلہ کے یہ ہیں تنویر الابصار میں ہے ان شرع بلا تحرلم یجز وان اصاب اور شرح وقایہ میں ہے وان شرع بلا تحر لم یجز وان اصاب لان قبلتہ جہۃ تحریہ ولم یتحراہ والیہ مال ابن الہمام فی بعض تحریراتہ وقال تلمیذہ قاسم بن قطلوبغا فی رسالۃ الفوائد العجلۃ فی اشتباہ القبلۃ وصاحب الہدایہ فی مختارات النوازل کما فی عمدۃ الرعایۃ وتمام الکلام علے ہذہ المسئلۃ فی التحقیقات المفیدہ

اصل ص۱۶ نماز میں چھ چیزیں فرض ہیں نیت باندھتے وقت اللہ اکبر کہنا۔ **تحقیق** مطلب یہ ہے کہ تکبیر تحریمہ فرض ہے نہ کہ خاص یہ لفظ۔ اور چونکہ نمازیں علی العموم اللہ اکبر سے شروع کی جاتی ہیں اور عام نمازوں میں تکبیر اللہ اکبر ہی ہوتا ہے اس لئے اس کو فرائض میں شمار کیا گیا۔ اور چھ کا عدد فرائض متفق علیہا کے لئے ہے یعنی متفق علیہ فرض چھ ہیں۔ نیز اس سے حصر مقصود نہیں ہے فلا اعتراض اس کی تفصیل تحقیقات مفیدہ میں ہے۔

اصل ص۱۷ سجدہ کے وقت اگر ناک اور ماتھا دونوں زمین پر نہ رکھے فقط ماتھا زمین پر رکھے اور ناک نہ رکھے تو بھی نماز درست ہے الخ **تحقیق** قال خاتم علماء فرنگی محل فی عمدۃ الرعایۃ معلقا علے قول صاحب الوقایۃ والسجود بالجبہۃ والانف وبہ اخذ اہ قولہ وبہ اخذ ای اخذ بہ المشائخ وافتوا بہ وہذا الکلام لا یخلو عن مسامحۃ لان المفہوم من ظاہر قولہ والسجود بالجبہۃ والانف عند تعداد الفرائض ان وضع الجبہۃ والانف کلیہما فرض و انہ المفتی بہ مع انہ لیس مذہبا لاحد من ائمتنا فان ابا حنیفۃ جوز الاکتفاء بالانف خالفہ فیہ صاحباہ واما الاکتفاء

بالجبھۃ فھو متفق بینھم علی جوازہ وبالجملۃ اتفقوا علی ان المسنون وضع الجبھۃ والانف کلیھما وعلی انہ یکفی وضع الجبھۃ فقط الا انہ یکرہ وانما اختلفوا فی الاکتفاء بالانف الی آخر ما قال خاتم علماء فرنگی محل کا یہ قول مسئلہ بہشتی زیور کی واضح دلیل ہے۔ اس مسئلہ کی مزید تفصیل تحقیقات مفیدہ میں کی جاوے گی۔

اصل ۱۸ھ کسی نماز کے لئے کوئی سورت مقرر نہ کرے۔ تحقیق قال فی الھدایۃ یکرہ ان یوقت بشیئ من القرآن لشیئ من الصلوۃ وقال فی الفتح ان المداومۃ مطلقا مکروھۃ سواء رآہ حتما یکرہ غیرہ اولا لان دلیل الکراھۃ لا یفصل۔ الخ اور درمختار میں ہے یکرہ التعیین کالسجدۃ وھل اتی فی الفجر کل جمعۃ بل یندب قراءتھما احیانا اور شامی میں ہے لان الشارع اذا لم یعین علیہ شیئا تیسیرا علیہ کرہ لہ ان یعین الخ۔ یہ عبارت بہشتی زیور کی واضح دلیل ہے۔ اور حمقار زمانہ کا اعتراض ساقط ہے۔ مزید تفصیل اس کی تحقیقات مفیدہ میں کی جاوے گی۔

اصل ۲۹ھ بلا کسی عذر کے قضا پڑھنے میں دیر لگانا گناہ ہے۔ تحقیق لعل ھذہ المسئلۃ مبنیۃ علی مذھب الکرخی و اختارہ ھھنا للاحتیاط زجرا للعوام عن التکاسل تبعا لصاحب الدر المختار والشامی

اصل ۳۲ھ جتنی دیر میں تین مرتبہ سبحان اللہ کہہ سکتی ہے الخ تحقیق۔ اس پر مولوی احمد حسن صاحب نے لکھا تھا۔ خدا جانے اس وقت یہ تین دفعہ کی مقدار کہاں سے لکھی تھی۔ طحطاوی اور ردالمحتار میں ایک مرتبہ سبحان اللہ کہنے کی مقدار لکھی ہے بس اسی پر عمل لازم ہے اھ۔ اس لئے اس مسئلہ کی مفصل تحقیق کی جاتی ہے۔ وھو ھذا ردالمحتار میں ایک دفعہ کی مقدار میری نظر سے نہیں گذری۔ شاید مولوی صاحب نے اس کے کسی مقام سے استنباط کیا ہو۔ اور طحطاوی میرے سامنے نہیں ہے کہ اس میں دیکھا جاتا۔ لیکن ردالمحتار وغیرہ میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ بہشتی زیور میں جو مقدار لکھی ہے وہ بالکل ٹھیک۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ تفکر موجب سہو اسی لئے ہے کہ وہ مستلزم ہے تاخیر واجب کو اس لئے اس کا اور زیادۃ علی التشہد کا حکم یکساں ہونا چاہئے اور یہ صرف میری رائے نہیں ہے بلکہ ان کا تماثل مصرح بھی ہے جیسا کہ آیندہ معلوم ہوگا۔ نیز فقہ میں واقعہ جہر فی موضع المخافتۃ اور مخافتۃ فی موضع الجھر کو بھی اس کا مماثل بتایا گیا ہے۔ اس بنا پر اگر یوں کہا جاوے کہ تلبس بالنجاسۃ فی الصلوۃ وانکشاف عورت بھی اس کے مماثل ہیں تو صحیح ہے کیونکہ یہ امر سب میں مشترک ہے کہ زمان قلیل بوجہ ضرورت تسہیل علی الامۃ سب میں معفو ہے اور زمان کثیر بوجہ عدم ضرورت کے غیر معفو۔ پس جس زمانہ کو ایک مسئلہ میں کثیر سمجھا جاوے گا اس کو سب میں کثیر ہونا چاہئے اور جس زمانہ کو ایک میں قلیل سمجھا گیا ہے اس کو سب میں قلیل ہونا چاہئے ورنہ فرق ہونا چاہئے اور وجہ فرق کوئی ہے نہیں تو لا محالہ جو زمانہ ایک میں قلیل سمجھا گیا ہے وہ سب میں قلیل ہوگا اور جو زمانہ ایک میں کثیر سمجھا گیا ہے وہ سب میں کثیر ہوگا۔ اور اگر یہ فرق کیا جاوے کہ بعض میں چونکہ ضرورت

۱۸ھ مسئلہ نمبر ۲۰ باب نہم ۲۹ھ مسئلہ نمبر ۱ باب سترہ ۳۲ھ مسئلہ نمبر ۱۰ باب اٹھارہ

کم ہے اسلئے وہاں کم زمانہ کا اعتبار کیا گیا ہے اور بعض میں ضرورت زیادہ ہے اسلئے وہاں زیادہ زمانہ لیا گیا ہے تو یہ فرق اس کو مقتضی ہے کہ تفکر کا زمانہ سب سے زیادہ ہو۔ کیونکہ یہ سب سے زیادہ کثیر الوقوع ہے۔ بہر حال زمانۂ تفکر کسی طرح زمانۂ زیادۃ علی التشہد وجہر موضع مخافتت وتلبس بالنجاسۃ وانکشاف عورت وغیرہ سے کم نہیں ہو سکتا یا ان کے برابر ہوگا یا اُن سے زائد۔ جب یہ امر معلوم ہوگیا تو اب ہم ان تمام متشابہ اور متماثل مسائل پر کلام کرتے ہیں۔

بحث مسئلۂ تفکر

منیۃ المصلی اور اسکی شرح غنیۃ المستملی ص۴۳۱ میں ہے من شک فی حال القیام انہ ہل کبر للافتتاح ام لا فتفکر فی ذلک وطال تفکرہ مقدار اداء رکن الی ان قال فعلیہ السہو لان تفکرہ یستلزم تاخیر الواجب وہو القراءۃ الی ان قال ثم الاصل فی حکم التفکر انہ ان منعہ عن اداء رکن کقراءۃ آیۃ او ثلث اور کوع او سجود او عن اداء واجب کالقعود یلزمہ السہو لاستلزام ذلک ترک الواجب وہو الاتیان بالرکن او الواجب فی محلہ وان لم یمنعہ عن شئ من ذلک بان کان یؤدی الارکان ویتفکر لا یلزم السہو وقال بعض المشائخ وہو الامام الصفار ان منعہ التفکر عن القراءۃ او عن التسبیح یجب علیہ سجود السہو وان کان لا یمنعہ بان کان یقرأ ویتفکر او یسبح ویتفکر لا یجب علیہ سجود السہو فعلی ہذا القول لو شغلہ التفکر عن تسبیح الرکوع وہو راکع مثلاً یلزمہ السجود وعلی القول الاول لا یلزم لانہ لم یمنعہ عن اداء رکن ولا واجب انتہی بحذف الزوائد (اقول فیہ نظر) لان ایجاب الصفار سجود السہو علی الراکع الذی شغلہ التفکر عن التسبیح لیس لاجل انہ شغلہ عن تسبیح بل لانہ شغلہ عن القومۃ التی ہی واجبۃ لان اطالۃ الرکوع کان مشروعاً لہ لاجل التسبیح فلما ترکہ لم یکن لہ اطالۃ رکوع بل کان علیہ ان ینتقل منہ الی القومۃ فلما ترکہ اخر الواجب عن محلہ فیلزم علیہ سجود السہو فح لا مخالفۃ بین الجمہور والصفار فتدبر (من حبیب احمد) اور رد المحتار ص۰۰ میں ہے الحاصل انہ اختلف فی تفکر الموجب للسہو فقیل مالزم منہ تاخیر الواجب او الرکن عن محلہ بان قطع الاشتغال بالرکن او الواجب قدر اداء الرکن وہو الاصح انتہی بقدر الضرورۃ ان عبارات سے معلوم ہوا کہ تفکر مطلقاً موجب سہو نہیں ہے بلکہ اس وقت ہے جبکہ وہ تاخیر رکن یا واجب کو مستلزم ہو جاوے، اور تاخیر کا زمانہ مقدار اداء رکن ہے مگر اداء رکن کا زمانہ نہیں بتلایا گیا۔ اس لئے ضرورت ہے کہ اس کے نظائر میں غور کیا جاوے سو منجملہ اس کے نظائر کے ایک نظیر مسئلۂ انکشاف عورت فی الصلوۃ ہے اسکی تفصیل یہ ہے۔ در مختار ص۴۲۲ میں ہے ویمنع حتی انعقادہا کشف ربع عضو قدر اداء رکن۔ شامی نے اس کے تحت میں لکھا ہے قولہ اداء رکن ای بسنتہ فیہ قال شارحہا وذلک قدر ثلث تسبیحات اھ وکانہ قید بذلک حملا

للرکن علی القصیر منہ للاحتیاط الی ان قال ثم ماذکرہ الشارح قول ابی یوسف واعتبر محمد اداء الرکن حقیقۃ والاول المختار للاحتیاط کما فی شرح المنیہ آہ بحذف الزوائد۔ غنیہ فی شرح المنیہ صـ۲۱۳ میں ہے وان انکشف عضو ہو عورۃ فی الصلوۃ فستر من غیر لبث لا یضرہ ذلک ولا یفسد صلوتہ لان الانکشاف الکثیر فی الزمان القلیل عفو کالانکشاف القلیل فی الزمن الکثیر وان ادی معہ ای مع الانکشاف رکنا کالقیام ان کان فیہ او الرکوع او غیرہما یفسد ذلک الانکشاف صلوتہ وان لم یؤد مع الانکشاف رکنا ولکن مکث مقدار ما ای زمن یودی فیہ رکنا بسنتہ وذلک مقدار ثلث تسبیحات فلم یستر ذلک العضو فسدت صلوتہ عند ابی یوسف خلافا لمحمد رحمہ اللہ وکذا اذا دفع الرجل المصلی للمزاحمۃ فی صف النساء او دفع امام ای قدام الامام او دفع نجاسۃ ثم التقی ای تلک النجاسۃ فعلی ہذا الخلاف المذکور ان مکث قدر اداء رکن من غیر ان یؤدیہ تفسد عند ابی یوسف خلافا لمحمد وقد تقدم الدلیل من الجانبین فی بحث النجاسۃ وان المختار قول ابی یوسف فی الجمیع للاحتیاط انتہی بقدر الضرورۃ ان عبارتوں سے ادا رکن کا زمانہ معلوم ہوگیا کہ مقدار تین تسبیحات ہے اور اس سے زمانہ تفکر کی بھی شرح ہوگئی۔ دوسری نظیر تلبس بالنجاسۃ فی الصلوۃ ہے اسمیں بھی امام ابو یوسف اور امام محمد کا وہی اختلاف ہے جو کشف عورت کے بارے میں ہے چنانچہ غنیہ صـ۱۹۱ میں ہے قال محمد تجوز مالم یؤد رکنا علی ذلک الحال لانہ لم یؤد جزء من الصلوۃ مع المانع فلا تفسد ولابی یوسف ان المعفو ہو المقدار القلیل من الزمان والذی یمکن فیہ اداء رکن کثیر فلا یعفی سواء ادی الرکن اولم یؤد اھ اس سے معلوم ہوا کہ مقدار قلیل زمان دونوں کے نزدیک معاف ہے مگر امام محمد کے نزدیک قلیل وہ ہے جو حقیقۃً اداء رکن سے کم ہو اور امام ابو یوسف کے نزدیک قلیل وہ ہے جو تین تسبیحات سے کم ہو۔ پس چونکہ تفکر فی الزمان القلیل بھی معفو ہے اس لئے اس میں بھی یہی اختلاف ہوگا۔ اور چونکہ امام ابو یوسف کے نزدیک قلیل وہ ہے جو تین تسبیحات سے کم ہو اور یہی مختار بھی ہے اس لئے اگر زمان تفکر تین تسبیحات سے کم ہے تو معاف ہوگا اور اگر تین تسبیحات کے برابر یا اس سے زائد ہو تو معاف نہ ہوگا۔ اب تیسری نظیر کو دیکھئے تیسری نظیر جہر فی موضع المخافتۃ وبالعکس ہے اس کے متعلق در مختار صـ۷۶۱ میں ہے۔ والاصح تقدیرہ بقدر ما تجوز بہ الصلوۃ فی الفصلین وقیل قائلہ قاضی خان یجب السہو بہما ای بالجہر والمخافتۃ مطلقا ای قل او کثر وہو ظاہر الروایۃ التی نقلہ الثقات من اصحاب الفتاوی اھ زاد المص فی منحہ وانما عولنا علی الاول تبعا للہدایۃ وانا اعجب من کثیر من کمل الرجال کیف یعدل عن ظاہر الروایۃ الذی ہو بمنزلۃ نص صاحب المذہب الی ما ہو کالروایۃ الشاذۃ اھ اقول لا عجب من کمل الرجال کصاحب الہدایۃ والزیلعی وابن الہمام حیث عدلوا عن ظاہر الروایۃ لما فیہ من الحرج وصححوا الروایۃ الاخری للتسہیل علی الامۃ وکم لہ من نظیر ولذا قال القہستانی یجب السہو بمخافتۃ کلمۃ لکن فیہ شدۃ قال فی شرح المنیۃ والصحیح ظاہر

ﻪ والظاہر ان المراد بالرکن مطلق جزء الصلوۃ سواء کان او واجبا او سنۃ کالتشہد والصلوۃ والتسبیح وغیرہا ۱۲ منہ

الروایۃ وہو التقدیر بما تجوز بہ الصلوۃ من غیر تفرقۃ لان القلیل من الجہر فی موضع المخافتۃ عفو ایضا ففی حدیث ابی قتادۃ فی الصحیحین انہ علیہ الصلوۃ والسلام کان یقرأ فی الظہر فی الاولیین بام القرآن وسورتین وفی الاخریین بام الکتاب ویسمعنا الایۃ احیانا اھ ففیہ التصریح بان ما صححہ فی الھدایۃ ظاہر الروایۃ ایضا فان ثبت ذلک فلا کلام والا فوجہ تصحیحہ ما قلنا وتایدہ بحدیث الصحیحین وقدمنا فی واجبات الصلوۃ عن شرح المنیۃ انہ لا ینبغی ان یعدل عن الدرایۃ ای الدلیل اذا وافقتہا روایۃ اھ ما فی الشامی - اس سے معلوم ہوا کہ جہر و مخافتت کے مسئلہ میں قابل تصحیح یہ امر ہے کہ ما تجوز بہ الصلوۃ کثیر ہے اور اس سے کم قلیل اب دیکھنا یہ ہے کہ ما تجوز بہ الصلوۃ سے اس جگہ کیا مراد ہے سو واضح ہو کہ ما تجوز بہ الصلوۃ میں اختلاف ہے ایک روایت امام کی تو یہ ہے کہ ایک ایسی آیت جو کم از کم چھ حرف کی ہو خواہ تحقیقا - جیسے ثم نظر - یا تقدیرًا جیسے لم یلد بشرطیکہ ایک کلمہ نہ ہو اس سے نماز جائز ہے اور دوسری روایۃ انکی یہ ہے کہ جس مقدار پر قرآن کا اطلاق آسکے اور اس سے قصد خطاب کا دھوکہ نہ ہو اس سے نماز جائز ہے اس روایۃ کو قدوری نے امام کا صحیح مذہب سمجھا ہے اور زیلعی نے بھی اسی کو ترجیح دی ہے - اور کہا ہے کہ یہ اقرب الی القواعد الشرعیۃ ہے اور تیسری روایۃ امام صاحب کی اور صاحبین کا مذہب یہ ہے کہ تین چھوٹی آیتوں یا ایک بڑی آیۃ سے نماز جائز ہے - ان میں مذہب امام صاحب مرجوح اور اس کا خلاف راجح ہے کیونکہ منشاء عفو تسہیل علی الامۃ ہے اور تسہیل مذہب مخالف میں ہے نہ کہ مذہب امام صاحب میں اس لئے وہی مذہب مختار ہوگا - اور کہا جاویگا کہ اگر تین چھوٹی آیتوں کے برابر جہر یا مخافتت ہوئی ہے تو سجدۂ سہو لازم ہوگا ورنہ نہیں - اور تین چھوٹی آیتیں یا تو ثم نظر ثم نظر ثم نظر ہیں جن کے (اٹھارہ) حروف ہیں یا ثم نظر ثم عبس وبسر ثم ادبر واستکبر جن کے ملفوظی حروف (انتیس ۲۹) ہیں پہلی صورت میں زمانہ جہر و مخافتت دو مرتبہ سبحان اللہ کہنے کے برابر ہوگا - اور اگر جلدی سبحان اللہ کہا جاوے تو تین مرتبہ بھی کہا جاسکتا ہے - اور دوسری صورت میں تین مرتبہ سبحان اللہ کہنے کی برابر - کیونکہ اس کے حروف ملفوظی (۹) ہیں - اور گو ۹ × ۳ = ۲۷ ہوتے ہیں - مگر ۲۷ اور ۲۹ میں کوئی معتدبہ فرق نہیں ہے - اس لئے اس مسئلہ کا حاصل یہ ہوگا کہ اگر جلدی یا اطمینان کے ساتھ تین مرتبہ سبحان اللہ کہنے کی مقدار جہر و مخافتت وقوع میں آئی ہیں تو سجدہ سہو لازم ہوگا ورنہ نہیں - اس مقام پر ایک شبہ کا ازالہ مناسب معلوم ہوتا ہے جو کہ ہمارے بیان سابق سے پیدا ہوتا ہے وہ یہ کہ مسئلہ انکشاف عورت وغیرہ میں امام محمد کے نزدیک ادا ارکن حقیقۃ معتبر ہے اور مسئلہ جہر و مخافتت میں مقدار ما تجوز بہ الصلوۃ تو اس سے ہر دو مسائل میں فرق ثابت ہوا - اور تم فرق نہیں کرتے بلکہ سب کو یکساں سمجھتے ہو اور ایک کو دوسرے پر قیاس کرتے ہو - اس کا جواب اولًا یہ ہے کہ ان مسائل میں امام محمد رح کے قول پر فتویٰ نہیں ہے بلکہ امام ابو یوسف کے قول پر فتویٰ ہے - پس اگر ان کے قول پر فرق ہو بھی تو ہمیں مضر نہیں ہے اور ثانیا یہ کہ ما تجوز بہ الصلوۃ سے امام محمد کے نزدیک تین آیتیں مراد نہیں ہیں

بلکہ وہ پوری قراءۃ مراد ہے جو وہ اس رکعت میں کرتا ہے کیونکہ یہ قاعدہ ہے کہ جس قدر قرارت ایک رکعت میں کی جاوے خواہ طویلہ ہو یا قصیرہ سب فرض واقع ہوتی ہے اور امام ابو یوسف کے نزدیک تین چھوٹی آیتوں کی مقدار مراد ہے جو کہ تین مرتبہ سبحان اللہ کہنے کے برابر ہے۔ اس وقت نہ امام محمد کے نزدیک فرق ہوگا اور نہ امام ابو یوسف کے نزدیک واللہ اعلم۔ حاصل اس تقریر کا یہ ہے کہ مفتی بہ اور قابل اعتماد مذہب مسئلہ جہر و مخافتت میں بھی یہی ہے کہ تین مرتبہ سبحان اللہ کہنے کے برابر جہر یا مخافتت ہو تو سجدۂ سہو لازم ہوگا۔ پس اس سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ مسئلہ تفکر میں مقدار ثلث تسبیحات معتبر ہے۔ چوتھی نظیر اس کی زیادۃ علی التشہد الاول ہے اس کی تفصیل حسب ذیل ہے۔ غنیہ شرح منیہ[۳۲] میں ہے فان زاد علی قدر التشہد قال بعض المشائخ ان قال اللهم صل علی محمد ساهیا یجب علیہ سجدۃ السہو وعن ابی حنیفۃ فیما رواہ عنہ الحسن ان زاد حرفا واحدا فعلیہ سجدتا السہو قال المص واکثر المشائخ علی ہذا ای علی انہ یلزمہ السہو۔ بزیادۃ حرف واحد وفی الخلاصۃ والمختار انہ یلزمہ السہو ان قال اللهم صل علی محمد قال البزازی لانہ ادی سنۃ وکیدۃ فیلزم تاخیر الرکن ای وبتاخیر الرکن یجب سجدۃ السہو وہذا باطلاقہ یصلح دلیلا لمن اختار روایۃ الحسن فان مطلق تاخیر الرکن موجود فی زیادۃ الحرف ونحوہ ولا یخص ما اختارہ ہو وصاحب الخلاصۃ من التقیید بقولہ اللهم صل علی محمد والصحیح ان قدر زیادۃ الحرف ونحوہ غیر معتبر فی جنس ما یجب السجود السہو وانما المعتبر قدر ما یودی فیہ رکن کما فی الجہر فی ما یخافت وعکسہ وکما فی التفکر حالۃ الشک ونحوہ علی ما عرف فی باب السہو وقولہ اللهم صل علی محمد یشغل من الزمان ما یمکن ان یودی فیہ رکن بخلاف ما دونہ لانہ زمن قلیل یعسر الاحتراز عنہ فبہذا یتم مراد البزازی ویعلم منہ انہ لا یشترط التکلم بذلک بل لو مکث مقدار ما یقول اللهم صل علی محمد یجب السہو لانہ اخر الرکن بمقدار ما یودی فیہ رکن آہ در مختار ص۳۲ فصل اذا اراد الشروع میں ہے ولا یزید فی الفرض علی التشہد فی القعدۃ الاولیٰ اجماعا فان زاد عامدا کرہ فتجب الاعادۃ او ساہیا وجب علیہ سجود السہو اذا قال اللهم صل علی محمد فقط علی المذہب المفتی بہ آہ۔ اور باب سجود السہو ص۷۵ میں ہے وتاخیر قیام الی الثالثۃ بزیادۃ علی التشہد بقدر رکن وقیل بحرف وفی الزیلعی الاصح وجوبہ باللهم صل علی محمد آہ۔ شامی میں ہے قولہ وفی الزیلعی جزم بہ المصنف فی متنہ فی فصل اذا اراد الشروع قال انہ المذہب واختارہ فی البحر تبعا للخلاصۃ والظاہر انہ لا ینافی قول المص ہنا بقدر رکن تامل وقدمنا عن القاضی الامام انہ لا یجب مالم یقل وعلی آل محمد وفی شرح المنیۃ الصغیر انہ قول الاکثر وہو الاصح قال الخیر الرملی فقد اختلف التصحیح کما تری وینبغی ترجیح ما قالہ القاضی الامام آہ فی التاترخانیۃ عن الحاوی وعلی قولہما لا یجب السہو مالم یبلغ الی قولہ حمید مجید اھ ما فی الشامی۔ ان عبارات سے معلوم ہوا کہ زیادۃ علی التشہد کے موجب سہو ہونے میں چار قول ہیں ایک یہ کہ ایک حرف کی زیادتی سے سجدۂ سہو لازم ہو جاتا ہے اور دوسرا یہ کہ اللهم صل علی محمد کی زیادتی سے سجدۂ سہو لازم ہوتا ہے اور تیسرا یہ کہ اللهم صل علی محمد وعلی آل محمد

کی زیادتی سے سجدۂ سہو لازم ہوتا ہے اور چوتھا یہ کہ ایک حمید مجید تک پڑھنے سے سجدۂ سہو لازم ہوتا ہے ان میں سے مذہب اول وراجح تو ناقابل اعتماد
ہیں رہے ثانی وثالث سو میرے نزدیک وہ دونوں ایک ہیں کیونکہ دونوں کا حاصل یہ ہے کہ مقدار ادار رکن موخر کرنے سے سجدۂ سہو لازم آتا ہے اور مقدار
ادار رکن تین تسبیحات کا زمانہ ہے کما صرح بہ الشامی وصاحب الغنیۃ فی مسئلۃ انکشاف العورۃ وغیرہا۔ پس جن لوگوں نے یہ دیکھا کہ جتنی
دیر میں مصلی اللھم صل علی محمد کہتا ہے اتنی دیر میں جلدی جلدی تین مرتبہ سبحان اللہ کہا جاسکتا ہے انھوں نے اتنی مقدار پر سجدۂ
سہو کو واجب کہا اور جنہوں نے دیکھا کہ اطمینان کے ساتھ تین مرتبہ سبحان اللہ اتنی دیر میں کہا جاسکتا ہے جتنی دیر میں اللھم
صل علی محمد وعلی آل محمد کہا جاتا ہے (کیونکہ سبحان اللہ کے حروف نو ہیں اور نو کو تین میں ضرب دینے سے ستائیس ۲۷ ہوتے ہیں۔ اب اگر اللھم صل
علی محمد وعلی آل محمد میں دونوں تنوینوں کو حذف کردیا جائے تو کل تیس ۳۰ حرف ہوتے ہیں اور اگر دونوں کو پڑھا جائے تو بتیس ۳۲ ہوتے ہیں اور اگر
ایک کو پڑھا جائے تو اکتیس ۳۱ ہوتے ہیں پہلی صورت میں تین حرف کا فرق ہوگا اور دوسری صورت میں پانچ کا اور تیسری میں چار کا۔ سو یہ
تفاوت کوئی تفاوت نہیں ہے) انھوں نے اللھم صل علی محمد وعلی آل محمد کے پڑھنے پر سجدۂ سہو کو واجب کہا۔
حاصل یہ ہے کہ زیادۃ علی التشہد میں بھی مقدار ادار رکن معتبر ہے بعضے کہتے ہیں کہ ادار رکن یعنی تین مرتبہ سبحان
اللہ کہنا اتنی دیر میں ممکن ہے جتنی دیر میں اللھم صل علی محمد کہا جاتا ہے نیز وہ تین آیات قصیرہ یعنی ثم قتل ثم
قتل ثم نظر کے برابر ہے کیونکہ دونوں کے حرف اٹھارہ ہیں اسی لئے اتنی مقدار سے سجدۂ سہو لازم ہوجاویگا اور
بعض کہتے ہیں کہ اطمینان کے ساتھ تین مرتبہ سبحان اللہ اتنی دیر میں کہا جاسکتا ہے جتنی دیر میں اللھم صل علی محمد وعلی
آل محمد کہا جاوے۔ نیز وہ تین آیات قصیرہ ثم نظر ثم عبس وبسر ثم ادبر واستکبر کے تقریباً برابر ہے اس لئے
اتنی مقدار سے سجدۂ سہو لازم ہوگا یہ اختلاف تخریج ہے نہ کہ اختلاف اصل۔ نیز اول میں احتیاط کو مد نظر رکھا گیا
ہے اور ثانی میں تسہیل کا لحاظ کیا گیا ہے۔ پس جب کہ زیادۃ علی التشہد کا حکم معلوم ہوگیا کہ اس میں تین مرتبہ
سبحان اللہ کہنے یا تین آیات قصیرہ کی تلاوت کا زمانہ معتبر ہے تو اس سے مسئلہ تفکر کا زمانہ بھی معلوم ہوگیا۔ اس
تمام تفصیل کا خلاصہ یہ ہے کہ طریان مفسد صلوۃ مثل تلبس بالنجاسۃ وانکشاف عورت وغیرہ اور جہر فیما یخافت وبالعکس و
تاخیر واجب مثل تفکر فی الصلوۃ وزیادۃ تشہد تمام مسائل متشابہ اور متماثل ہیں اور سب کا حکم یکساں ہے اور ان میں
امام صاحب کا مذہب مختار نہیں ہے بلکہ صاحبین کا مذہب مختار ہے یعنی اگر قدر ادار الرکن تلبس وتاخیر رکن ہے تو
قابل اعتبار ہے اور اگر اس قدر نہیں تو قابل اعتبار نہیں۔ مگر اسکی تشریح میں امام ابو یوسف اور امام محمد میں اختلاف
ہے امام محمد فرماتے ہیں کہ ادار رکن حقیقۃً معتبر ہے۔ اور امام ابو یوسف فرماتے ہیں کہ نہیں بلکہ تین مرتبہ سبحان اللہ کہنے یا تین آیات قصیرہ کی
تلاوت کے برابر معتبر ہے ان دونوں مذہبوں میں امام ابو یوسف کا مذہب مختار ہے اسکے بعد امام ابو یوسف کے مذہب کی تفصیل میں علماء کا
اختلاف ہوا بعض نے کہا کہ تین مرتبہ سبحان اللہ کہنے سے مراد جلدی جلدی کہنا ہے اور تین آیات قصیرہ سے ثم نظر ثم نظر ثم نظر مراد ہے
اور بعض نے کہا کہ نہیں بلکہ اطمینان سے تین مرتبہ سبحان اللہ کہنا اور ثم نظر ثم عبس وبسر ثم ادبر واستکبر کا تلاوت کرسکنا

مراد ہے (ان دونوں مذہبوں میں میرے نزدیک مذہب ثانی مختار ہے اور میں خیر رملی کے ساتھ اتفاق کرتا ہوں۔)
ان تمام باتوں سے یہ نتیجہ نکلا کہ مسئلہ تفکر میں تین تسبیحوں کی مقدار صحیح ہے اور جنہوں نے اس کی مقدار ایک مرتبہ سبحان اللہ کہنا بتائی ہے وہ نہ امام صاحب کے مسلک پر صحیح ہے کہ وہ ادنی تاخیر و ادنی جہر و ادنی تلبس کو معتبر کہتے ہیں۔ کما یستفاد من نقل مذہبہ فی زیادۃ التشہد والجہر اور نہ صاحبین کے قول پر بلکہ یہ ان کا ذاتی اجتہاد و استنباط ہے واللہ اعلم۔ اس مقام پر ایک بات اور بھی قابل تنبیہ ہے۔ کیونکہ ناظرین کے مغالطہ میں پڑجانے کا خطرہ ہے وہ یہ کہ شامی نے زیادۃ تشہد کے بارہ میں اول تین قول نقل کئے ہیں ایک یہ کہ زیادۃ حرف واحد موجب ہے سہو کا۔ دوم یہ کہ اللھم صل علی محمد موجب سہو ہے اور سوم یہ کہ اللھم صل علی محمد وعلی آل محمد موجب سہو ہے اس کے بعد کہا ہے ہذا کلہ علی قول ابی حنیفۃ والا ففی التاتارخانیۃ عن الحاوی انہ علی قولہما لایجب السہو مالم یبلغ الی قولہ حمید مجید آہ شامی ۲۳۵ؔ لیکن یہ نقل صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ اللھم صل علی محمد وعلی آل محمد اور اللھم صل علی محمد کا موجب سہو ہونا بنابر مذہب ابی یوسف ہے نہ کہ بنابر مذہب ابی حنیفہ اور حمید مجید تک کا موجب سہو ہونا بنابر اصول امام محمد ہے نہ کہ بنابر مذہب ابی یوسف۔ کیونکہ امام محمد کا یہ اصول ہے کہ جس رکن یعنی جزو صلوۃ میں وہ مشغول ہو خواہ سنت ہو یا واجب یا فرض اس کے پورا کرنے تک کا زمانہ کثیر ہے۔ اور اس سے کم قلیل اس لئے جب اس نے درود کو شروع کیا تو جب اسکو پورا کرلے گا تب اس زمانہ کو کثیر سمجھا جاوے گا۔ ورنہ قلیل ہوگا۔ فتدبر واللہ اعلم حبیب احمد کیرانوی

تصحیح متعلقہ مسئلہ ۷ حصہ دوم مندرجہ ۵۴ ؔ

ازابوالمظفر مولانا سعید احمد صاحب مفتی اعظم مدرسہ عالیہ مظاہر علوم سہارنپور یہ مسئلہ نصوص کتب فقہ کے خلاف ہے بظاہر جہانتک کتب فقہیہ کو دیکھا گیا اس کے خلاف ہی ملا۔ اس کے متعلق یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ یہ مسئلہ کہاں سے اخذ کیا گیا ہے عبارات کتب فقہیہ مندرجہ ذیل ملاحظہ فرمادیں فی البدائع وان لم یکن معہن ذلک فانہن لایغسلنہ سواء کن ذوات رحم محرم اولا لان المحرم فی حکم النظر الی العورۃ والاجنبیۃ سواء فکما ان لایغسلہ الاجنبیۃ فکذا ذوات محارمہ ولکن ییممنہ ۳۵/۱ وفی العالمگیریۃ ۱۶۰/۱ والاصل فیہ ان کل من یحل لہ وطئہا لوکان حیا بالنکاح یحل لہا ان یغسلہ والافلا آہ ومثلہ فی نورالایضاح۔

یہ مضمون حضرت اقدس کی خدمت میں تھانہ بھون بھیجا گیا تھا۔ اس کا مندرجہ ذیل جواب مولانا ظفر احمد صاحب کے قلم کا لکھا ہوا موصول ہوا۔

جواب از حضرت مولانا ظفر احمد صاحب تھانوی عبارات فقہ تمام کتابوں میں قریباً وہی ہیں جن کو آپ نے

نقل کیا ہے اس لحاظ سے بہشتی زیور کا مسئلہ واقعی مخدوش ہے۔ مگر درایۃً اس کے غلط ہونے کی کوئی وجہ سمجھ میں نہیں آئی کیونکہ دو قاعدے کتاب الکراہیۃ درمختار میں مصرح ہیں تنظر المرأۃ من الرجل کنظر الرجل الیہ وما جاز النظر الیہ جاز لمسہ۔ اس مجموعہ کا حاصل یہ ہے کہ ماسوی السرۃ الی الرکبۃ کا تو عورت محرم مس کر سکتی ہے اور ماتحت السرۃ الی الرکبۃ کا عدم مس جیسا عورت محرم کے لئے ممنوع ہے رجل کے لئے بھی ممنوع ہے اور جس حیلہ خرقہ سے مرد غسل دیتا ہے عورت بھی غسل دے سکتی ہے اللھم الا ان یقال ان حکم غسل المیت مفترق عن حکم النظر والمس فی الحیاۃ کما یدل علیہ قول البدائع الجنس یغسل الجنس ولا یغسل الجنس خلاف الجنس واللہ اعلم ولعل اللہ یحدث بعد ذلک امرا۔ ظفر احمد عفا عنہ ۸ رصفر ۱۳۴۷ھ

اس کے بعد رسالہ النور بابت ماہ جمادی الاخری ۱۳۵۱ھ میں یہ سوال اور خود حضرت اقدس مولانا اشرف علی صاحب تھانوی کا جواب ترجیح الراجح کے سلسلہ میں النور کے ص۵ پر شائع ہوا بذیل سرخی

فصل دوم۔ در تحقیق غسل دادن زنان محارم مرد میت را مضمون بہشتی زیور حصہ دوم ص۲۷ طبع ثانی مدلل مکمل اشرف المطابع

الجواب۔ واقعی نقل میں غلطی ہو گئی جس کی وجہ خیال میں نہیں آئی۔ منقول وہی ہے جو آپ نے لکھا۔

تتمہ اس تحریر کے بعد بعض احباب نے ذیل کی تحریر پیش کی وھی ھذا لیکن شامی باب الرضاع ج۲ ص۶۷ میں ہے (فیمما) ای بلا خرقۃ اذ لامانع بین رجال فقط اما غیر المحرم فیمما بخرقۃ وقیل تغسل فی ثیابہا افادہ ط اس روایت طحطاوی سے بہشتی زیور کی تائید ہوئی ہے سو نیز مسئلہ بہشتی زیور درایت کے بھی موافق ہے۔ کیونکہ غیر محرم کا چھونا جائز نہیں اور بغیر کپڑا لپیٹنے کے بعد چھونا جائز ہے اسکے بعد غسل متعذر ہے اور محرم کو مابین السرۃ والرکبۃ کے علاوہ چھونا جائز ہے اس لئے غسل کا فریضہ ترک کرنیکی ضرورت نہیں واللہ اعلم انتہت العبارۃ۔ میں کہتا ہوں کہ یا تو مسئلہ میں دو روایتیں ہیں اور یا نہی عن الغسل مقید ہے اس صورت کے ساتھ جبکہ حائل نہ ہو اور جواز غسل کی روایت میں حائل کی قید (یعنی ثیاب کا بدن پر ہونا) مصرح ہے ؛ کتبہ اشرف علی ۷ رج ۲ ۱۳۵۱ھ

ترجیح الراجح بابۃ ماہ صفر ۱۳۴۲ھ نمبر ۱۲ سوال گذارش یہ ہے جناب والا بہشتی زیور کی ایک جگہ میں ایک مسئلہ کم فہمی کی وجہ سے سمجھ میں نہیں آتا ہے مہربانی فرما کر اس کا مطلب تحریر فرما دیں بہشتی زیور دوسرا حصہ ص۲۲ مسئلہ نماز میں آہ یا اوہ یا اف یا ہائے کہے یا زور سے روئے تو نماز جاتی رہتی ہے البتہ اگر جنت دوزخ کو یاد کرنے سے دل بھر آیا اور زور کی آواز نکل پڑی تو نماز نہیں ٹوٹی ۱۲۔ اس عبارت کے معنی میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر نماز میں آہ یا اوہ یا اف یا ہائے کہے یا زور سے روئے تو نماز جاتی رہتی ہے اور جنت دوزخ کو یاد کرنے سے دل بھر آیا اور زور سے رونے کی آواز نکل پڑی تو نماز نہیں ٹوٹی اور آہ یا اف یا ہائے کہے تو بھی نماز جاتی رہتی ہے میری یہ سمجھ صحیح ہے یا غلط تحریر فرما دیں الجواب فی الدر المختار

والانین والتاوہ والتافیف والبکاء بصوت یحصل بہ حروف ولو جع او مصیبۃ قید للاربعۃ الا المریض لایملک نفسہ عن انین وتاوہ لانہ حینئذ کعطاس وسعال وجشاء وتثاؤب وان حصل حروف للضرورہ لالذکر جنۃ او نار فی رد المحتار لالذکر جنۃ او نار لان الانین ونحوہ اذا کان بذکرہما صار کانہ قال اللہم انی اسئلک الجنۃ وان کان من وجع او مصیبۃ صار کانہ یقول انا صاب فعزونی کذا فی الکافی آہ ملخصا۔ ج ۱ ص ۶۴۷ اس عبارت سے معلوم ہوا کہ جنت دوزخ کی یاد سے اگر آہ یا اف وغیرہ بھی منہ سے نکل جاوے تب بھی نماز فاسد نہیں ہوتی۔ پس عبارت بہشتی زیور کی صاف نہیں ہے۔ جہاں اس میں یہ ہے کہ زور سے آواز نکل پڑے وہاں یہ بھی بڑھانا چاہئے تھا کہ یا آہ وغیرہ نکل گیا۔ اشرف علی عفی عنہ۔

ترجیح الراجح بابتہ ماہ محرم سنہ ۱۳۴۲ھ سوال مسئلہ ذیل اور روایت ذیل میں تعارض معلوم ہوتا ہے اسکی تحقیق مطلوب ہے مسئلہ سجدہ کرنے کے لئے تکیہ وغیرہ کوئی اونچی چیز رکھ لینا اور اس پر سجدہ کرنا نہ چاہئے جب سجدہ کی قدرت نہ ہو تو بس اشارہ کر لیا کرے تکیہ کے اوپر سجدہ کرنے کی ضرورت نہیں۔ حصہ دویم ص ۴۵ مسئلہ ۳۔

روایت ولا یرفع الی وجہہ شیئا یسجد علیہ فانہ یکرہ تحریما۔ درمختار قولہ فانہ یکرہ تحریما۔ قال فی البحر واستدل للکراہۃ فی المحیط بنہیہ علیہ الصلوۃ والسلام عنہ وہو یدل علی کراہۃ التحریم آہ وتبعہ فی النہر۔ اقول ہذا محمول علی ما اذا کان یحمل الی وجہہ شیئا یسجد علیہ بخلاف ما اذا کان موضوعا علی الارض یدل علیہ ما فی الذخیرۃ حیث نقل عن الاصل الکراہۃ فی الاول ثم قال فان کانت الوسادۃ موضوعۃ علی الارض وکان یسجد علیہا جازت صلوتہ فقد صح ان ام سلمۃ رض کانت تسجد علی مرفقۃ موضوعۃ بین یدیہا لعلۃ کانت بہا ولم یمنعہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من ذلک آہ فان مفاد ہذہ المقابلۃ والاستدلال عدم الکراہۃ فی الموضوع علی الارض المرتفع ثم رایت القہستانی صرح بذلک رد المحتار جلد اول ص ۵۰۹ باب صلوۃ المریض الجواب فی مراقی الفلاح وجعل ایماءہ براسہ للسجود اخفض من ایماءہ براسہ للرکوع وکذا لو عجز عن السجود وقدر علی الرکوع یومی بہما لان النبی صلی اللہ علیہ وسلم عاد مریضا فرآہ یصلی علی وسادۃ فاخذہا ورمی بہا فاخذ عودا یصلی علیہ فرمی بہ وقال صل علی الارض ان استطعت والا فاوم ایماء واجعل سجودک اخفض من رکوعک (رواہ البزار والبیہقی عن جابر کذا فی نصب الرایۃ ج ۱ ص ۳۰۴ قالہ المجیب) الی قولہ فان فعل ای وضع شیئا فسجد علیہ وخفض راسہ للسجود عن ایماء للرکوع صح ای صحت صلوتہ لوجود الایماء لکن مع الاساءۃ لما رُدینا ج ا ص ۲۵۰۔ فی حاشیۃ الطحطاوی علیہ قولہ وجعل ایماءہ للسجود اخفض تمیزا بینہما ولا یلزمہ ان یبالغ فی الانحناء اقصی ما یمکنہ بل یکفیہ ادنی الانحناء فیہما نہر عن المجتبیٰ ص۔ مذکور بہشتی زیور کی اس میں صریح تائید ہے پس تطبیق اس طرح ہو سکتی ہے کہ کراہت عدم عذر کی حالت میں ہو۔ اور عدم کراہۃ عذر کی حالت میں ہو۔ عذر یہ کہ بدون تکیہ کے جھکانے میں تکلیف ہو۔ وفی عبارۃ الحاشیۃ نفی لما کتبت فی المکتوب السابق من لزوم اقصی ما یمکن من الانحناء فالنص یقضی علی الرای۔

(مولانا) اشرف علی (صاحب نور اللہ مرقدہ)

تمت